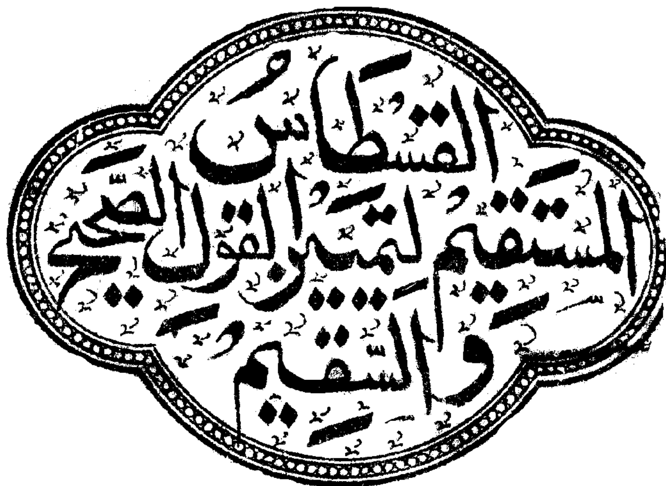
واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان

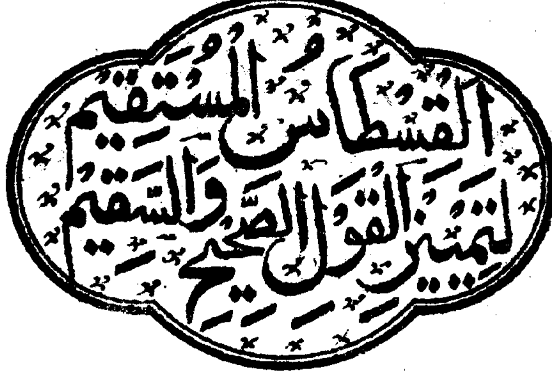
الحمد للہ والمنہ کہ مباحثہ دربارۂ وفات وحیات مسیح ابن مریم جناب احسن المناظرین
بانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی مجتہد مولوی غلام نبی اللہ احمد صاحب مدراسی المتوسم
بہ تحفۂ مدراس اعنی



بحسب فرمایش
خیر خواہ اہل اسلام تاجر ذیشان جناب عبد الرحمن سیٹھ
صاحب حاجی اللہ رکھا

در مطبع سوبنگلور طبع گردید
۱۲ ھ ۳ ۱

تحفۂ مدراس



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی افضالہ۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ واصحابہ وآلہ۔ اما بعد خاکسار سید محمد احسن امروہی عفی اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ناظرین اوراق ہذا کی خدمت مین التماس کرتا ہی کہ یہہ امر ہر اہل بصیرت پر روشن ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی مخلوقات کو مختلف الطبائع پیدا کیا ہے۔ مثلاً شعاع آفتاب شپرک واسطے نہایت درجہ مضر اور مخالف پڑی ہے۔ وذلک تقدیر اللہ العزیز العلیم ماہتاب شب کو جسقدر اپنی نور افشانی کرتا ہے کتے اُسیقدر زیادہ بھونکتے ہین کیا اچھا کہا مولوی روم نے ؎ مہ فشاند نور وسگ عوعو کند ؛ ہر کسی بر طینت خود می تند۔ وغیر ذلک من النظائر والامثال اور یہی نظام قدرت اوس قادر مطلق کا خلقت انسانی مین بھی موجود ہے حضرت آدم ابو البشر کو جب پیدا کیا ابلیس کو اونکا عدو مبین بنا دیا۔ ہان بالآخر اوسکے گلو مین بپاداش اس معادات کے طوق لعنت ابدی کا بھی پہرا دیا۔ جسقدر انبیا بعد حضرت ابو البشر کے تا حضرت خاتم النبیین صلعم مبعوث ہوے اونکی مقابل مین بھی کفار کو اشد مخالف پیدا کیا لیکن بالآخر طمانچہای قہری سے کسیکو غرق کیا اور کسیکو خسف کیا حضرت عیسے علی نبینا وعلیہ السلام کی مخالفت مین جو خاتم انبیاء بنی اسرائیل تھے احبار یہود کو قائم کیا۔ اور بڑے بڑے علماء یہود نے حضرت عیسے کی نسبت فتوہای ارتداد وتکفیر بادشاہ وقت کے روبرو پیش کئے یہان تک کہ اونکی قتل اور صلب کی تجویز ٹہرائے چونکہ ان احبار یہود کی تعدی اور زیادتی حضرت عیسی کے ساتہ حد سے متجاوز ہوگئی تھی لہذا اللہ تعالی کیطرف سے بعذاب ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ حضرت خاتم النبیین کے وساطت سے تا قیامت مبتلا ہوے ؎ حلم حق گرچہ مواسا کند ؛ چونکہ از حد بگذرد رسوا کند۔ ہمارے

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفین مکذبین کے ہاتھہ سے کیسے کیسے مصائب اور ایذائین اوٹھائین
جنکے ذکر سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ معہذا اللہ تعالی کے طرف سے واسطے تسکین اور تشفی رسول
کریم صلعم کے اُسی حالت بے سر و سامانی مین بڑی بڑی بشارتین نازل ہوتی رہین قال اللہ تعالی انا
اعطینٰک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر غرضکہ بالآخر تمام مخالفین انبیا علیہم السلام
کے ذلیل و خوار و ابتر و مقہور ہوگئے۔ اور فتح و نصرت شامل حال رُسل اللہ کی رہی۔ اور ایسا کیونکر نہ ہوتا
قال اللہ تعالی کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ایضاً قال اللہ تعالی ورفعنا لک ذکرک اور یہ اختلاف
کوئی نئی بات نہین ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا فرمایا اللہ تعالی نے ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ
واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقھم وتمت کلمۃ ربک لاملئن
جھنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ بعد آنحضرت صلعم کے امت مرحومہ مین جو اکابر علماء ربانی مجددین
دین گذرے اونکی تکفیر و تضلیل خود اسی امت کے علماء سوء سے ہمیشہ ہوتی رہی اور انواع کی ایذاؤن
کے ساتھہ ستائے گئے۔ بالآخر وہ فتوہای تکفیر مثل کاغذہای بادی اطفال کے کٹ کٹا کر نیست و نابود ہوگئے
لاکن آثار اور ثمرات ان مبعوثین کے ابتک باقی رہین اور قیامت تک باقی رہین گے قال اللہ تعالی۔
اما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض اسکی تفصیل نہایت بسط سے
رسالہ تحذیر المومنین مین مذکور ہے۔ غرضکہ اس قسم کے مصائب اور تکالیف کا اٹھانا انبیا و رسل اور
مبعوثین کے لئے اُن کی رسالت اور بعثت کا ایک تمغہ ہوگیا ہے۔ یہہ تمغہ اللہ تعالی کے طرف سے ان مبعوثین
کو جو مرحمت ہوتا ہے اوس مین بڑے بڑے اسرار اور مصالح الٰہیہ مخفی ہین اگر یہہ وردی اور خلعت مصائب
شدیدہ کی ان مصلحون اور مبعوثون کو نہ عطا فرمائی جاوے تو پھر اون کی صفت تحمل و صبر کا اظہار
ہر کہہ و مہ پر کیونکر ہووے اور ان اللہ مع الصابرین اور اولئک علیھم صلوات من ربھم
ورحمۃ واولئک ھم المھتدون کے مدارج عالیہ اون کو کیونکر مرحمت ہووین۔ پھر ان مصائب
شدیدہ کے بعد جو ان مبعوثین کو فتح عظیم حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالی کے طرف سے نصرت کامل پہنچتی
ہے تو بعض کو اس سے بھی ہدایت حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ جب وہ دیکھتے ہین کہ باوجود اس بے سروسامانی
کے اور موجود ہونے عوائق حصول فتح اور موانع کامیابی کے جسکے سبب عقل انسانی ہرگز ہرگز حکم نہین کرتی
کہ اونکو کامیابی حاصل ہوگی لیکن معہذا بحکم والعاقبۃ للمتقین کے اپنے مقاصد یعنے اصلاح مفاسد و
اظہار حق مین وہ پورے کامیاب ہو جاتے ہین تو بجز اسکے کہ یہہ کامیابی بطور خرق عادت کے منجانب اللہ
اونکو عطا ہوئی اور کیا گمان ہوسکتا ہے۔ اس نصرت غیر مترقبہ کو دیکھہ کر بہت لوگون کو ہدایت حاصل

ہوجاتی ہے۔ اور پھر صفت شکران مبعوثین مقبولین کا اظہار بھی کامل طور پر ہوجاتا ہے۔ اور ماسوا ایسکے
ایسے حالت بے سروسامانی اور مایوسی ظاہری مین جوان مبعوثین کو اللہ تعالی کے طرف سے بذریعہ الہام
ومکالمات الہیہ بشارتین کامیابی کی ملتی ہین جن کو جہلا وعوام اوس حالت بے سروسامانی مین محض
لغو اور جھوٹھہ تصور کرتے ہین اون پیشین گوئیون متضمن بشارات کا پورا ہونا جب ہر ایک کہہ ومہہ پر
روشن ہوجاتا ہے تو نسل آئندہ کے واسطے وہ الہامات موجب ہدایت عوام وخواص اور باعث تصدیق
حق ہوجاتے ہین۔ اور جن لوگون نے اوس مرسل ومبعوث کو نہین دیکہا اور صحبت مین نہین رہا اون
پیشین گوئیون کا پورا ہونا اوس کے حق مین ایسا موجب ہدایت ہوجاتا ہے کہ گویا اوسکی صحبت مین
رہکر خوارق ونشانات الہیہ کو دیکہہ لیا۔ الحاصل ایسے مبعوثین کا اشد البلاؤن مین مبتلا ہونا بڑی
بڑی حکمتین اور مصلحتین رکہتا ہے جن کا ذکر اگر پورے طور پر کیا جاوے تو ایک دفتر طویل ہوجاوے
اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ حضرت امام ومہدی زمان مجدد والوقت اور مسیح دوران جناب مرزا غلام احمد
صاحب کے واسطے یہہ ابتلا بھی ضرور پیش آنا تھا کیونکہ مرسل اور مبعوث لوگون کا اللہ تعالی کے طرف
سے یہہ ابتلا ایک تمغہ ہے۔ یہہ امر احادیث سے بھی مستنبط ہوتا ہے۔ اور ملہمین امت نے تو بہت صراحت
سے یہہ ابتلا نسبت اس مہدی آخر الزمان کے نہایت صراحت سے لکہا ہے۔ چنانچہ شیخ الشیوخ حضرت
شیخ اکبر نے فتوحات مین نہایت بسط اور تفصیل سے تحریر فرمایا ہے کہ اوس مہدی آخر الزمان کے وقت
مین جسقدر علما اور فقہا سوء ہونگے وہ سب اوسکے عدو مبین ہوجائینگے اور اون کی برابر کوئی دشمن
اوسکا نہوگا تکفیر وارتداد کے فتوے بھی اوسکے نسبت شائع کئے جاوینگے کافر ملحد زندیق وغیرہ بھی علما اور فقہا کے
طرف سے وہ کہلایا جاویگا کیونکہ اون علماء سوء کے فہم اوس کے معارف اور اسرار عالیہ تک ہرگز نہ پہونچ
سکین گے انتہی حاصلہ وتعم ماقیل ؎ در نیابد حال پختہ ہیچ خام ٭ پس سخن کوتاہ باید والسلام۔ اللہ اکبر
مضمون اس پیشین گوئی حضرت شیخ اکبر کا اس مہدی ومجدد صدی چہاردہم کے بارہ مین کیسا پورا ہوا
اور یہہ پیشین گوئی حضرت شیخ کی ہوبہو کیسی صادق آگئی کہ ایک ذرہ بھر بھی تفاوت واقع نہین ہوا
علماء دابۃ الارض ہندوستان نے کونسا دقیقہ اوس کی تکفیر مین باقی چہوڑا مگر یاد رہے کہ جیسا اصیل
عیسے کے مخالفین کے لئے قیامت تک ذلت اور رسوائی اور مغلوبی کی پیشین گوئی مندرجہ قرآن مجید
بڑے زور وشور سے پوری ہوی اور آیندہ کو قیامت تک ہوتی رہیگی اس مثیل مسیح کے مخالفین اور
مکذبین کے لئے بھی ذلت اور اہانت درپیش ہے انی مھین من اراد اھانتک۔ اس عاجز نے مجولہ
وقوتہ تمام وساوس اور شکوک علماء ہند کو بذریعہ رسائل حصص اعلام الناس ایسا رفع اور ازالہ کیا

ہے کہ آجتک کسی مخالف کو ایسا مدخل یا مخرج نہین ملا جو ان ادلہ قاہرہ کے روبرو مقہور نہ ہووے والحمد
للہ علی ان جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ چونکہ اس مہدی و مسیح علیہ السلام
کا شہرہ اب کل بسیط الارض پر ہو چلا ہے اور عرب مصر شام امرکہ اور یورپ وغیرہ سے صدہا خطوط آتے
ہین اور زائرین مشتاقین بھی اقطار بعیدہ سے حاضر ہو کر سلسلۂ بیعت مین داخل ہوتے چلے جاتے ہین
ملک مدراس تو ہند کی بلاد سی ہی ہے اوس مین تو چرچا حضرت اقدس کا مدت سے ہو رہا ہے۔
میرے اخی مکرم حضرت مولوی حسن علی صاحب واعظ اسلام رئیس بھاگلپور پٹنہ اور میرے پیارے
بھائی حضرت عبد الرحمٰن صاحب حاجی اللہ رکھا رئیس مدراس نے جو اسلام کے فدائیون مین سے
ہین اور جنکی کوششین رات دن یہی رہتی ہین کہ آفتاب اسلام کی شعاعین تمام دنیا مین پھیلین اور
کور شب پر چشم علما اون شعاعون سے اقتباس نور نہ کر سکین تاہم طلوع آفتاب ہی کی اونکو خبر ہو جاوے
جب غلغلہ اور آوازہ اس جان نثار اسلام اور مہدی آخر الزمان اور امام ہمام کا سنا تو چاہا کہ خود قادیان
مین (جہان سے یہہ چشمہ آفتاب طلوع ہوا ہے) حاضر ہو کر اوس چشمہ سے سیراب اور فیض یاب ہون یہہ
ہر دو صاحب معظم و مکرم اُس باغبان گلستان اسلام کی خدمت مین پہونچے اس ارادہ سے کہ بعض امور
متنقیحہ طلب کی تحقیق و تنقیح بھی خود بالمشافہ کر لین گے لیکن بر وقت زیارت حضرت اقدس کے یہہ تو
سب بھول گئے اور اوس کے معارف قرآنی سے جو کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی
السماء کا مصداق ہی ثمرات عرفانی حاصل کرنے لگے اور جب تک قادیان مین رہے عجیب طرحکا ذوق
ایمانی اور شوق عرفانی اون کو حاصل ہوا کہ بوے گلم چنان مست کرد کہ دامنم از دست برفت کا مضمون
صادق آیا۔ جبکہ یہہ ہر دو صاحبان فیض زیارت اور ارادت حضرت اقدس حاصل کر کر واپس مدراس
مین تشریف لائے تو اون علمار مدراس پر جو دشمن خزائن معارف اسلام ہین عجب طرح کی ایک حالت
غیظ و غضب کی طاری ہوی۔ اور بذریعہ خطوط وغیرہ کی اس بھونچال کی خبر عاجز کو بھی پہونچی تب
یہہ عاجز بہ تحریک محب مکرم حضرت عبد الرحمٰن صاحب حاجی اللہ رکھا کے تاریخ ۲۳ مئی ۱۸۹۴ء بروز
چہار شنبہ صرف اس غرض کے واسطے مدراس مین حاضر ہوا کہ شاید کوی صاحب سعید و عالم رشید علماء
مدراس سے ایسے ہی نکل آوین کہ بعد تنقیح و تحقیق مسائل متنازعہ فیہا کے حسب اصول مناظرہ باہمی کے یہہ
شور و شر اور نزاع و اختلاف رفع ہو جاوے لیکن برعکس اسکے عاجز کے حاضر ہونے ہی شور و شغب اور
ترقی پذیر ہوا امید مناظرۂ احقاق حق کی مبدل بیاس ہو چکی تھی جو سید محمد محی الدین صاحب نے
بنام اس عاجز کے ایک نامہ تحریر فرمایا جسکو بلفظہ نقل کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا۔

جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی دام عنایتکم۔ بعد مراسم مسنون کے التماس ہے کہ ایک زمانہ گذرا کہ
مینے اپنے رسالہ السیف القتال مین ایک اعلان مشتہر کیا تہا جسکا جواب ابتک مجہہ کو کسی سے نہ ملا۔ چونکہ
اتفاق سے آپ خود تشریف لائے ہین اور مرزا صاحب کے بازوی قوی ہین اسلئے آپ سے راست
کہا جاتا ہے کہ اگر آپ قرآنی کسی آیت سے یا کسی حدیث سے خواہ وہ ضعیف ہو یا کسی صحابی کے اثر سے
یا کسی تابعی و تبع تابعی کے قول سے یا کسی امام مجتہد سے یا کسی عالم اہل سنت سے جو سلف مین گذرا
ہو اور جسکو اہل سنت نے بالاجماع مسلم کیا ہو یہ ثابت کرین کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام
اسوقت اپنے جسم عنصری سے زندہ نہین اور قرب قیامت وہ بذات خود آسمان سے اترنے والے
نہین تو دو ہزار روپیہ آپ کو بطریق صلہ دئے جاوینگے امید ہے کہ آپ باسرع زمان جواب سے
ممنون کرینگے۔ مرقوم ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۱ ہجری روز شنبہ۔ الراقم سید محمد محی الدین انتہیٰ بلفظہ۔
یہہ عاجز اس خط کو پڑہ کر نہایت حیران ہوا کہ الٰہی یہہ شخص تو قطع نظر اہل علم ہونے کے محض ناآشنا
ہمارے رسائل مؤلفہ سے ہی ہے جب حال اسکا دریافت کیا تب احباب مدراس نے بیان کیا کہ
یہہ شخص کچھہ بھی پڑہا لکھا ہوا نہین ہے اور نہ کوئی عمائد مدراس سے ہے ہان انگلی کاٹ شہیدون
مین داخل ہوا چاہتا ہے یعنے چاہتا ہے کہ جیسے تمام علماء مساجد پر بمقابلہ اہل حق موت وارد ہوچکی ہے
مین بھی انہین موتی مین داخل ہوجاؤن اور انک لا تسمع الموتیٰ کا مصداق بنجاؤن۔
ای ناظرین اس شخص نے اگر ہمارے رسائل کچھہ بھی دیکھے ہوتے تو اس مضمون کے لکھنے پر ہرگز ہرگز
جرأت نہ کرتا کیونکہ اس خط کا جواب ایک ادنیٰ طفل مکتب بادنیٰ تغیر عبارت بطور معارضہ بالقلب
کے حسب ذیل دیسکتا ہے۔ وہو ہذا۔
کہ اگر آپ قرآنی کسی آیت مین یا کسی حدیث مین خواہ وہ ضعیف ہی ہو یا کسی صحابی کے اثر مین یہہ ثابت
کردین کہ لفظ توفّی کے معنے سوای قبض روح کے اصعاد الی السماء کے بھی مستعمل ہوے ہین بلکہ کسی تابعی
یا تبع تابعی یا کسی امام مجتہد یا کسی عالم اہلسنت و غیر اہلسنت کے قول عربی مین معنی توفّی کے اصعاد
الی السماء سوا ما نحن فیہ کے استعمال کئے گئے ہین تو دو ہزار روپیہ آپ کو بطریق صلہ دئے جاوینگے
اور یہہ انعام اپکا تو بادہوای کا ہے ہم سے بنیک سرکاری مین جمع کرالو یا تمسک لکہا لو فقط تو صرف
یہی جواب اس خط کا اوس طفل مکتب کے طرف سے کافی تہا آیندہ بحث کی گنجایش ہی نہین رہی
کیونکہ مخالفین جو معنی توفّی کے اصعاد الی السماء وغیرہ بطور حاطب اللیل رطب و یابس کی نقل کرتے
ہین تو اسی آیت متنازعہ فیہا کے تحت مین وہ رطب و یابس لے آتی ہین مگر افسوس کہ علم تو گم ہوگیا

گیا تہا جیسے اوراک او رہبل کے واسطے یہہ مہدی آخر الزمان مبعوث ہوا ہے نام کے علما کے عقل پہ بھی پتھر پڑگئے یہہ نہین جانتے کہ ہم کیا کہہ رہے ہین یہہ قول ہمارا تو مصادرہ علی المطلوب ہوا جاتا ہے جس سے کسیکی نزدیک ثبوت دعوی نہین ہو سکتا ؎ برین عقل و دانش بباید گریست اور پھر ایسے عقل و دانش پر اسقدر جرأت و دلیری ولنعم ماقیل ؎ مرد جاہل در سخن باشد دلیر زانکہ آگہ نیست از بالا و زیر - لہذا بحکم واعرض عن الجاہلین کے اس شخص کو قابل خطاب نہ سمجھ کر ایک پرچہ التماس از طرف مجبی عبد الرحمن صاحب حاجی اللہ رکہا بخدمت علما و عمائد اسلام بدین خلاصہ مضمون شائع کیا - کہ ہمارے عالیشان علما اور عمائد شہر مین سے اگر کسی ایک بزرگ کو بھی مسائل متنازعہ فیہا حال مین تحقیق کرنا اور واسطے مناظرہ اور مباحثہ کے صرف بہ نیت احقاقا للحق انعقاد جلسہ منظور خاطر ہو تو اصلاح بین المسلمین کے واسطے نہایت خوب ہے عاجز کو اطلاع کیجاوے تاکہ پیشتر سے انتظام اسکا کیا جاوے -

مورخہ ٢٦ مئی ١٨٩٤ء - الراقم عبد الرحمن حاجی اللہ رکہا -

یہہ پرچہ بہ تعداد ایکہزار قلمرو مدراس مین بذریعہ ڈاک وغیرہ شائع کیا گیا حضرات علماء مدراس کیطرف سے تو جواب پرچہ التماس ندارد اور صدای برنخاست کا مضمون واقع ہوا اس کی جواب مین ایک اعلان شائع ہوا مگر اوسمین حضرت سید محمد محی الدین صاحب کے طرف سے نہ علماء کے طرف سے مضمون وہی پہلے خط کا تھا یعنے مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی تشریف آوری پر اوسمین ایک نیا زنامہ لکہا کہ اگر وہ کسی قرآنی آیت سے یا حدیث سے گو وہ ضعیف ہو یا اثر صحابی سے یا اقوال تابعین سے یا تبع تابعین سے یا کسی امام اہل سنت سے یا کسی عالم مسلم اہل سنت سے یہہ ثابت کرین کہ حضرت مسیح اسوقت اپنے جسم عنصری سے زندہ نہین تو بطریق صلہ دو ہزار روپیہ انہین دئے جاوینگے الی آخرہ - اور آخر اعلان مین یہ بہی لکہا تہا کہ شروط مناظرہ کیا ہین - اور جناب مولانا قاضی عبید اللہ صاحب اور جناب مولانا حاجی محمود صاحب اور جناب مولانا حاجی غلام رسول صاحب ادام اللہ فیوضہم مناظرہ کے لئے مستعد ہین ان علماء کسیکے ساتہ مناظرہ منظور ہے تاکہ اسکا بندوبست کیا جاوے وما علینا الا البلاغ انتہی -

المعلن سید محمد محی الدین ٢٤ ذیقعدہ روز پنجشنبہ ١٣١١ ہجری -

معلوم ہوتا ہے کہ سید محمد محی الدین صاحب کو بیان کے نام کے علماء نامدار نے یہی ایک قول دلفریب عوام تعلیم کر دیا ہے جیسا کہ ایک طوطی کو صرف ایک کلمہ دربین چہ شک تعلیم کیا گیا تہا

جو بار بار اسی ایک بات کا تکرار ہے سو کیا جاتا ہے یہ بیچارہ نہین جانتا کہ مجھہ کو جو اس قول سے
دعوی اجماع صحابہ وغیرہم کا ہی ایک طفل مکتب اسکے جواب مین یہ کہہ سکتا ہے کہ بھلا تم ہی اس
اپنے خیالی عقیدہ کو حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر یا حضرت عثمان یا حضرت علی رضی اللہ عنہم سے
ہی ثابت کرو جو دعوی اجماع صحابہ وغیرہم کا کئے جاتے ہو کہ حضرت عیسے اس جسد خاکی کے ساتھہ
باجماع آسمانون پر چڑہائے گئے اور وہان پر اسی جسد خاکی سے زندہ ہین اور اسی جسد خاکی کے
ساتھہ آسمانون سے نزول فرماوینگے اگر صادق ہو تو کوی ایک روایت ہی ان خلفاء اربعہ سے پیش
کرو۔ اس بیچارہ لایعقل کو اتنی بھی خبر نہین کہ اگر کسی صحابہ کا یہہ خیال ثابت بھی ہو تو وہ فہم
صحابہ بمقابل نصوص بینۂ قرآنی کے کب حجت ہوسکتا ہے علاوہ یہہ کہ بروز وفات رسول مقبول
صلعم کے اس خیال سے سب حاضرین صحابہ نے رجوع کیا ہے چنانچہ امام ہمام محمد بن عبد الکریم شہرستانی
اپنی کتاب ملل ونحل مین لکھتے ہین وقال عمر بن الخطاب من قال ان محمدا قد مات قتلتہ
بسیفی ہذا وانما رفع کما رفع عیسی بن مریم۔ وقال ابوبکر ابن ابی قحافہ من کان یعبد
محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد الہ محمد فانہ حی لا یموت وقرأ
ہذہ الایۃ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل
انقلبتم علی اعقابکم فرجع القوم الی قولہ وقال عمر کانی ما سمعت ہذہ الایۃ
حتی قرأہا ابوبکر ہکذا فی الملل والنحل اور یہہ مضمون تمام احادیث صحاح کی چھوٹی بڑی
کتابون مین موجود ہے حتی کہ شمائل ترمذی مین بھی لکھا ہی۔ اگرچہ یہہ اشتہار و اعلان محمد محی الدین
صاحب کا بوجہہ اہل علم نہونے اون کی کے قابل التفات کے نہ تھا لیکن چونکہ آخر اشتہار مین تین نام
علماء اور قضاۃ مدراس کے بھی لکھے تھے اور شروط مناظرہ بھی استفسار کین تھین لہذا ہر سہ علماء مذکورین
کے نام علحدہ علحدہ خط ذیل مع شروط کے لکھا گیا۔ وہو ہذا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مخدومی مولوی قاضی عبید اللہ صاحب وجناب مولوی حاجی محمود صاحب وجناب مولوی
حاجی غلام رسول صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس عاجز نے بخدمت علماء وعمائد اسلام
قلمرو مدراس بذریعہ پرچۂ النّاس مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۹۴ء واسطے رفع نزاع واختلاف واقعہ بین المسلمین
اور حصول اتفاق وصلح بین المومنین کے عرض کیا تھا اس کے جواب مین جناب سید محمد محی الدین
صاحب کے طرف سے ایک اعلان شایع ہوا جس مین اکثر الفاظ دل آزار سے نزاع اور اختلاف

کو اور ترقی دینا چاہتا ہے کسی جگہ تو اس اختلافی مسئلہ کو بلفظ فساد تعبیر کیا ہے اور کہین پہ ہم لوگون کے واسطے واجبی سرزنش دینا لکہا ہے اور کہین پر السیف القتال علی عنق المسیح الدجال مسلول کرکر ہم کو تہدید کی ہے اور کسی مقام پر ایک مسافر عزیز سید آل رسول مولوی صاحب کے خدمت مین دو ہزار روپیہ انعام کے ساتھ ٹھٹھا اور استہزا کیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرضکہ مری التماس صلح کا جواب وہ پرچہ اعلان جو موجب ترقی نزاع ہے ہرگز نہین ہو سکتا اگر یہہ عاجز اوسکا جواب ترکی بہ ترکی لکہے تو اور نزاع واختلاف کو ترقی ہوتی ہے جو اس عاجز کے مقصود اصلی و علت غائی کے سرتاپا مخالف ہے اور عاجز کی جو غرض اصلی اصلاح ہے وہ سب فوت ہوجاویگی ع تو برای وصل کردن آمدی نے برای فصل کردن آمدی۔ بہلا ذرا آپ غور تو فرمائین کہ السیف القتال کے مقابلے مین اگر یہہ عاجز فئوس الکلم علی رؤس الجہلہ پیش کرے یا بذریعہ الصواعق المحرقۃ لاحراق الفرقۃ المحرفہ کے اوس واجبی سرزنش اور فساد کو دفع کرنا چاہے تو کیا نزاع اور اختلاف اور زیادہ نہ بڑہیگا جو اس عاجز کے علت غائی پرچہ التماس کے بالکل خلاف ہے لہذا یہہ عاجز اوس پرچہ دل آزار کے جواب سے بالکل غض بصر کرتا ہے اور چونکہ جناب کے اسماء مبارکہ کے تحت مین حضرت معلن صاحب نے لکہا ہے کہ آپ مناظرہ کے لئے آمادہ ہین لہذا آپکی خدمات عالیہ مین عرض ہے کہ اگر حضرت معلن صاحب کا اسماء مبارکہ جناب کو واسطے مناظرہ کے لکہنا صحیح ہے تو عاجز کو براہ راست اطلاع فرمائی جاوے اور شرائط بحث و تنقیح مسئلہ مختلف فیہا کی جو مفید طرفین ہین مولوی صاحب اسطرح بیان فرماتے ہین۔

(۱) اول بحث مسئلہ حیات اور وفات حضرت مسیح بن مریم مین ہو گی اور جب تک اس مسئلہ کا فیصلہ نہو جائے کوئی اور مسئلہ بطور خلط مبحث کے یا مستقل طور پر ہرگز ہرگز پیش نہین کیا جا سکیگا۔ اگرچہ حضرت معلن صاحب کی تحریرات مین بھی یہی مسئلہ مقدم البحث مانا گیا ہے لیکن بمزید احتیاط یہہ شرط جو طبعاً مقدم ہے وضعاً بھی مقدم رکھی اور لکھی گئی۔

(۲) ہر دو فریق کو اختیار رہوگا کہ ایک ایک معاون بحث شروع کرنے سے پیشتر اپنے لئے تجویز کرلے جو انہین حوالجات وغیرہ مین مدد دیوے مگر کسی صورت مین اس معاون کو تقریر کرنے کا استحقاق نہوگا اور نہ کسی اور شخص کو اختیار رہوگا کہ مباحث علمیہ مین کوئی تقریر کرے یا جواب دے یا کچھ لکھوائے۔

(۳) مکان وہ تجویز ہوگا جو فریقین کے منشا کی موافق ہو۔

(۴) مباحثہ ہر روز چھ بجے صبح سے دس بجے تک ہوا کریگا ہر ایک فریق کے واسطے دو دو گھنٹہ دئے جاوینگے اور وقت گذر جانے پر کسی فریق کو کچھ اور لکھنے یا لکھوانے کا اختیار نہوگا۔

(۵) فریقین کا ایک ایک کاتب املا بلفظ تقریرین سلسلہ قلم بند کرنے کے لئے موجود رہیگا اور فریقین
مین سے دو میر مجلس ہونگے جو خاتمہ تقریر پر دستخط بطور شہادت ثبت کرینگے تقریر غیر مصدقہ میر
مجلسان قابل اعتبار نہوگی۔ اور ان میر مجلسون کا فیصلہ متفقہ ہر ایک امور انتظامیہ مین ناطق
سمجہا جاویگا اور جلسہ کا انتظام تہذیب قائم رکہنے اور شور وغل کے روکنے کا اختیار انہین کو
ہوگا۔

(۶) اگر کوئی فریق بذریعہ کسی کلمہ ناملائم خلاف تہذیب کے دوسرے فریق کی دل آزاری کا باعث
ہو تو میر مجلسون کو اختیار ہوگا کہ اوس فریق کو شکست یافتہ قرار دیکر بحث کو ختم کر دین۔

(۷) چونکہ کتب تفاسیر مین اقوال مختلفہ و متضادہ لکہی ہین اور نہ ان کی نسبت ذلک الکتاب
لاریب فرمایا گیا ہے لہذا تفسیر صحیح وہ مانی جاویگی جسکے شواہد و نظائر قرآن مجید مین موجود ہون
کیونکہ قرآن کریم اور معمولی کتابون کی طرح نہین جو اپنی صداقتون کی ثبوت یا انکشاف کے لئے
دوسرے کا محتاج ہو بلکہ تبیانا لکل شئ کا مصداق کامل ہے سو اگر ہم قرآن کریم کے ایک معنی
کرین تو ہمین دیکہنا چاہئے کہ ان معنون کی تصدیق کے لئے دوسرے شواہد قرآن کریم سے ملتی ہین
یا نہین۔ اگر دوسرے شواہد قرآن مجید مین دستیاب ہوتے ہین تو پھر اگرچہ ایک ہزار کتاب اوسکے
مخالف ہو تو ہم اونکو تسلیم نکرینگے اور آیات متمسک بہا قرآن مجید کی ہی ہم کو مسلم رہین گے۔ اور اگر
دوسرے شواہد دستیاب نہون بلکہ اون معنی کے دوسری آیتین صریح معارض پای جاوین تو ہمین
سمجہنا چاہئے کہ وہ معنی بالکل باطل ہین کیونکہ ممکن نہین کہ قرآن کریم مین اختلاف ہو۔ ولوکان
من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا صحیح اور سچے معنون قرآن کریم کی یہی
نشانی ہے کہ اوسکے شواہد کثیرہ خود قرآن مجید مین موجود ہون۔

(۸) جبکہ کسی مسئلہ یا کسی واقعہ کا ثبوت حسب تفصیل بالا ہم کو متیقن ہو جاوے تو احادیث صحیحہ
اور آثار صحابہ کے حتی الامکان بموجب قواعد عربیہ کے وہ تاویل کیجاویگی جو مطابق اور موافق
ہو اون معنی صحیح ثابت شدہ قرآنی کے۔ اگر کسی روایت کی تاویل بقواعد صحیحہ عربیہ ایسی نہو سکے
جس سے تطبیق ہو جاوے تو پھر قوت اور ضعف ادلہ کا لحاظ کر کر باب ترجیح و تعادل ادلہ
جیسے مسائل اصول فقہ مین منقح کر کر لکہی گئی ہین نصب العین رہیگا یعنے ادلہ ضعیفہ اور غیر مستقلہ کو
ساقط اور ادلہ قویہ اور مستقلہ کو مسلم مانا جاویگا کیونکہ بغیر رعایت ابواب ترجیح و تعادل کے ایسے
مسائل مختلف فیہا کا فیصلہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

(۹) استدلال کتاب اللہ مین بھی یہہ ملحوظ رہیگا کہ آیات محکمات کو ام الکتاب اور اصل الدلائل تسلیم کیا جاویگا اور آیات متشابہات کے وہی معنی مسلم ہونگے جو محکمات کے موافق ہون نہ وہ جو محکمات کے مخالف ہون۔ اور مراد ہماری محکمات سے وہ نصوص ہین جو ذو الوجوہ نہون اور متشابہات سے وہ آیات مراد ہین جو محتمل الوجوہ ہین قال اللہ تعالیٰ هو الذی انزل علیك الكتاب منه ایات محكمات هن ام الكتاب واخر متشابهات فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون امنا به كل من عند ربنا وما یذكر الا اولوا الالباب۔

(۱۰) لغات اور محاورات مین وہ معنی معتبر ہین گے جو عرب عربا سے ثابت ہون اور کتب لغات جو صحاح ہین اوسکی مثبت ہون۔ اور وہ معنی مسلم نہون گے جو اہل تفاسیر نے اپنے خیال کے بموجب قیاس کرکر تجویز فرمائی ہین کیونکہ اول تو معنی لغت کے قیاس سے ثابت نہین ہوسکتے۔ سلمنا لیکن جبکہ ایک معنی محاورات قرآنی اور احادیث صحیحہ نبویہ اور آثار صحابہ اور لغات قدیمہ عرب مین نہین پائی جاتے تو پھر کیونکر ایسے معنے جدیدہ مسلم ہوسکتے ہین۔

(۱۱) اس بحث مین یہ استبعاد بھی پیش نہ کیا جاویگا کہ بہت سے کثیر علما کی جماعت اس مسئلہ توفی سے کیون غافل رہی کیونکہ یہ مسئلہ تو کچھ احکام صوم وصلوٰۃ حج و زکوٰۃ فرائض واجبات اور سنن سے بھی متعلق نہین جسکے غفلت سے کچھ نقصان ارکان اسلام یا ایمان مین واقع ہو صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین پر تو صدہا مسائل احکامیہ بھی مخفی رہی تھی جو اپنے اپنے وقت مین بعد بحث و مناظرہ کے منقح اور محقق ہوگئے اور بذریعہ مناظرات اون اکابر کے وہ بخوبی حل ہوگئے جن سے علوم وفنون اسلامیہ کی اسقدر ترقی ہوئی کہ وہ علوم و فنون آج کسی دوسرے امت غیر اسلامیہ مین نہین پائے جاتے۔ اور یہ مسئلہ توفی جو متعلق ایک پیشین گوئی کے تھا اگر اپنی وقت معینہ پر حل اور فیصل ہوا تو کیا اسلام مین نقص لازم آیا بلکہ یہ فائدہ مترتب ہوا کہ ایک ایسا مسئلہ جو قوانین فطرتیہ الہیہ کے مخالف تھا اور نقل مین مجمل طور سے مذکور ہوا تھا اوس کو تسلیم کرنے سے اون علما کا ایک طرح کا تعبد ثابت ہوا جس سے وہ اجر پانے کے مستحق ہوے نہ گنہگار کیونکہ اس مسئلہ کی تنقیح کا وقت ہی نہ آیا تھا اور اسلام مین قبل اسکے اوسکی کوئی ضرورت ہی واقع نہ تھی اور بحکم کم ترک الاول للاخر اس صدی چہار دہم مین اوسکی تنقیح اور تحقیق کی سخت ضرورت واقع ہوئی تو مجدد اس صدی کو اوسکے حل اور انکشاف

کا ثواب بہی حاصل ہوا۔ انتہیٰ ما قال المولوی السید محمد احسن۔
اب گذارش عاجز کی یہہ ہے کہ اگر آپ صاحبون کو یہہ شرائط منظور ہون تو کوی ایک صاحب تینون صاحبون مین سے جو اعلم ہون محض واسطے احقاق حق کے تجویز جلسہ حسب شرائط مذکورہ فرماسکتے ہین اور عاجز کو اطلاع بخشین تاکہ باسرع اوقات اوسکا انتظام کیا جاوے اور خصوصاً بخدمت حضرت حاجی غلام رسول صاحب یہہ گذارش ہے کہ اگر آپ غریب خانہ عاجز پر تشریف لاوین تو اسبارہ مین زبانی تقریر سے تجویز و مشورہ بخوبی ہو جاوے عنایات قدیمانہ سے بعید نہ ہوگا والسلام خیر ختام۔
مورخہ دوم جون ۱۸۹۴ء الراقم خاکسار عبد الرحمن حاجی اللہ رکہا۔ فقط
اس خط کو سنہ تا نقول کرکر تینون علما صاحبون کی خدمت مین ذریعہ رجسٹری روانہ کیا گیا اور رکنا رسید خطوط پر رسید بھی ایک خط موسومہ مولوی غلام رسول صاحب کی طلب کی گئی۔ لیکن ان حضرات علما کے طرف سے جواب ندارد اور صدای برنخاست کا مضمون واقع ہوا۔ ڈاکٹر و حکیم سید محی الدین صاحب کی معرفت جو پیغام زبانی مناظرہ کا بشرط ہفتم و ہشتم اور نہم مندرجہ بالا کے مولوی صاحبون کی خدمت مین اسطرف سے روانہ کیا گیا تھا اوسکی میعاد معینہ منقضی ہو گئی اور کوی جواب زبانی بہی نہ آیا تو اس عاجز کو انعقاد جلسہ مناظرہ سے مایوسی ہوی جبکہ علماء ممدوحین کے سکوت کا شہرہ شہر مدراس مین جابجا ہوا تب ایک مجتہد صاحب اہل تشیع مسمی محمد غلام نبی اللہ احمد صاحب کو بڑا جوش و خروش واسطے حمیت اہالی مدراس کے پیدا ہوا کہ ہم اسبارہ مین ضرور مناظرہ کرینگے کیونکہ ہمارے یہان بہی یہ مسئلہ ویسا ہی مانا گیا ہے جیسا کہ اہل سنن کے یہان ہے ان حضرت مجتہد صاحب کی علمیت اور فضیلت کا حال اس عاجز کو پہلے ہی سے معلوم تہا کیونکہ ایک پرچہ عربی دو ورقہ مجتہد صاحب نے قادیان روانہ کیا تہا جسکو اس عاجز نے مطالعہ کیا تہا ماشاء اللہ اسکی مضامین عالیہ اور بلاغت و فصاحت عبارات کا کیا بیان کیا جاوے جعفر زٹلی کی کلیات بہی آسکے روبرو مات ہے لہذا اپنے احباب سے عرض کیا کہ یہ شخص ان مسائل مین کیا گفتگو کر سکتا ہے لیکن میرے پیارے دوست حاجی محمد مہدی بغدادی صاحب نے بڑا اصرار کیا اور چاہا کہ میری ہی مکان پر جلسہ مناظرہ منعقد ہو لہذا عاجز نے منظور کیا۔ اب ناظرین مجتہد صاحب کے اون خطوط کا ملاحظہ فرماوین جو مجتہد صاحب نے قبل انعقاد جلسہ مناظرہ درجواب حاجی محمد مہدی بغدادی صاحب کے تحریر فرمائی ہین۔

خط اول از طرف حاجی محمد مہدی صاحب بغدادی بجانب مجتہد صاحب

مکرمی جناب مولوی غلام نبی اللہ احمد صاحب بعد السلام علیکم آنکہ دربارہ مناظرہ مسئلہ حیات و ممات

حضرت عیسیٰ بن مریم حسب الارشاد جناب کے اس عاجز نے جناب مولوی سید محمد احسن صاحب سے تذکرہ
کیا مولوی صاحب ممدوح نے جواب دیا کہ جملہ مقاصد کے واسطے نظار کے نزدیک مبادی اور مقدمات
ہوا کرتی ہین جب وہ مبادی اور مقدمات منقح ہوجاتے ہین تو پھر مقاصد کے حصول مین کوئی وقت
نہین رہتی لہذا ضرور ہے کہ اوّلاً مبادی اس مقصد کے منقح ہوجاوین اور وہ مقدمات و مبادی
ایسے ہووین گے جو مولوی محمد علی صاحب ادیب[1] کو بھی مسلم ہون اگر کچھ اختلاف ہوگا تو کتب علم
مناظرہ کیطرف مراجعت کرکر تصفیہ اوسکا باہم کرلیا جاویگا۔ اگر آپ کو تنقیح ان مقدمات کی منظور
ہے تو آیندہ شنبہ سے پہلے طے فرمایئے گا تا انعقاد جلسہ مین دیر نہو۔ مورخہ ۲۹ رمی ۱۸۹۴ء۔

الراقم حاجی مہدی بغدادی۔

اسکے جواب مین مجتہد صاحب نے جو خط لکھا ہے وہ قابل ملاحظہ ناظرین ہے لہذا بلفظہ نقل کیا جاتا ہے
بسم اللہ والحمد للہ وصلی اللہ علی سیدرسلہ وخاتمہم محمد وآلہ وسلم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
در جواب رقیمہ[2] کہ از مشفق مکرمی سراج ودیاج دین خیر الحجاج والمعتمرین جناب حاجی مہدی صاحب بغدادی
دام لطفہم باین کمترین خدمہ دین رسید می پردازم۔ مسئلہ حیات و ممات حضرت عیسے علی نبینا وآلہ
وعلیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ فائدہ بران مترتب نیست کلام دران لغو است پس آن موضوع مناظرہ
مقصود ما نیست بلکہ موضوع مناظرہ مطلوبہ فی الحال ہمین است کہ اثبات یا نفی حضرت عیسٰی بودن
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کردہ شود و مبادی این مطلب شش اند الاول ح زندہ کردن خدای
جل وعلا حضرت عیسٰی را پس از میراندن بغرض قوسلے و نازل کردن آنحضرت را از آسمان ہمچنانکہ احادیث
متواترۃ المعنیٰ فریقین بران دلالت میکنند واجماع فریقین مسلمین در اعتقاد بران واقع است
آیا این از محالات عقلیہ است کہ قابل تعلق قدرت اوعزاسمہ نیست یا ممکن است کہ خارق عادت
است کہ وجوب آن بحجر و تعلق قدرت اوعزاسمہ واجب الاذعان وایمان است یا نہ۔ الثانی
قبول دعوای عیسویت بدون دلیل و برہان آیا مجوزات شرعیہ و عقلیہ است یا نہ الثالث

---

[1] یہ مولوی محمد علی صاحب بوہرہ قوم کے امام ہین علم ادب مین اچھی مہارت رکھتے ہین اور آدمی بڑے متین ہین لہذا ان کو
دربارہ تنقیح مقدمات شریک کیا گیا تہا۔ ۱۲ [2] جن صاحب نے دو ورقہ عربی مطبوعہ مجتہد صاحب کا ملاحظہ فرمایا ہوگا فصاحت اور
بلاغت زبان عربی کی اور مضامین عالیہ مندرجہ اسکے انپر منکشف ہوے ہونگے علاوہ عربیت کے زبان فارسی مین بہی مجتہد صاحب
کو اقصیٰ درجہ بلاغت کا حاصل ہے اور اسی غرض کے اظہار کے لئے یہ خطوط فارسیہ بہی ہے و بلفظہا اس جگہ نقل کی گئی ہین
ناظرین واسطے تحصیل زبان فارسی کے ان خطوط کو خصوصًا جن فقرات پر خط کہینچا گیا ہے اپنا دستور العمل قرار دیوین کیونکہ
یہہ فارسی حضرت مرزا ابو الحسن صاحب شیرازی اہل لسان مجتہد کلان مدراس کی تعلیم سے ہے جسکو مجتہد صاحب خرد نے
بڑی محنت اور ریاضت سے حاصل کیا ہے ماشاء اللہ۔ ۱۲

دعوای عیسویت مستلزم نبی بودن است یا نہ۔ الرابع ایا جائز است کہ بعد حضرت سید و خاتم انبیا محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی مبعوث شود یا نہ الخامس ایا مرزا غلام احمد صاحب دعوای نبوت از برائے
خود کردہ اند یا نہ۔ السادس ایا برانگیختہ شدن مشارٌ الیہ مبنی برچہ منفعت است کہ مثبت عیسیٰ
بودن شود ورای آنکہ ہادی دین حضرت سید و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشند پس
میگوییم و باللہ التوفیق۔ نظر کردن درین مبادی مذکورہ از تطابق و تضمن و تلازم نصوص قرآنیہ
واحادیث متفقہ بین الفریقین نبویہ و عقل و اجماع فریقین مسلمین ہر کہ مقبول نداشتہ باشد منافی
دین و دیانت خواہد بود لہذا مرجو و مدعو کمترین این است کہ مولوی محمد احسن صاحب بساعت
سہ روز شنبہ بست و ششم این ماہ در دولت خانۂ آنجناب تشریف آورند و این کمترین خدمہ
دین ہم انشاء اللہ تعالیٰ بزمان و مکان مذکور خواہد آمد و فیما بین نظر درین از روی مبادی
مصدرہ خواہیم نمود و اطلاع اقبال این پیش از ظہر فردا کہ جمعہ است بہ بندہ شود خیر خدمت
دین اللہ و دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواہد بود سایۂ عاطفت عالی کم مباد۔
المرقوم ۲۴ ذیقعدہ الحرام ۱۳۱۱ ہجری کمترین خدمہ دین متین محمد غلام نبی اللہ احمد عفی عنہ۔
محبی حاجی مہدی بغدادی صاحب نے بوقت شام ساحل بحر پر اس عاجز کو یہ خط دیا اور اسکا
جواب چاہا تب عاجز نے مالہ و ما علیہ اس مناظرہ کا زبانی عرض کیا جسکو حاجی صاحب ممدوح نے
ضبط تحریر کر کر بخدمت مجتہد صاحب روانہ کیا ؎ ہو ہذا۔

نقل خط حاجی مہدی صاحب بغدادی موسومہ مجتہد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مولوی صاحب نے درجواب آپکے صحیفۂ گرامی کے حسب ذیل
بیان فرمایا ہے۔
(۱) مسئلہ حیات و ممات عیسیٰ بن مریم کی بحث کو جو آپ لغو فرماتے ہین اسکی کیا وجہ ایا جسطرح ہم وفات
سے قائل ہین آپ بھی وفات کے مقر ہین جو اس مسئلہ مین بحث کرنا لغو اور عبث قرار دیا گیا ہے
اندرین صورت آپ کو لازم ہے کہ اقرار وفات عیسیٰ بن مریم تحریر فرما دیا جاوے تاکہ آیندہ اسبارہ
مین آپ کو گنجائش انکار کی باقی نرہے اور اگر آپ کے نزدیک وفات ثابت نہین اور حیات عیسیٰ
بن مریم کے مدعی ہین تو پھر حیات اور ممات کا مسئلہ ضرور تنقیح طلب ہے کیونکہ اکثر مباحث اور مقاصد
فریقین کے اسی مسئلہ کے ثبوت و عدم ثبوت پر متفرع ہین پھر اولاً اس مسئلہ کا منقح ہو جانا لغو اور

عبث کیون ہوا۔ مثلاً اگر عیسےٰ بن مریم زندہ ہین تو پھر بالضرور احادیث متعلقہ باب سے وہی عیسیٰ بن مریم رسول بنی اسرائیل مراد ہو سکتے ہین اور اگر عیسےٰ بن مریم وفات پا چکے اور متوفی مقدسون مین جو مرفوع الی اللہ ہوتے ہین داخل ہو چکے تو نمبر دویم پر اس مسئلہ ذیل کی تنقیح ہونی ضروری ہے کہ مقدسین متوفی دوبارہ واسطے آباد ہونے اور رہنے اور اصلاح خلق کے اس دنیا مین کبھی پہلے بھی آئے ہین یا نہین اور آیندہ کو بھی بدلائل شرعیہ آسکتے ہین یا نہین اگر ثابت ہوجاوے کہ دوبارہ بعد فوت اور موت کے کئے ہزار برس کے بعد کوی مقدس اور رسول واسطے اصلاح خلق کے اس دنیا مین پہلے آیا ہے یا آیندہ آسکتا ہے تو البتہ جائز ہے کہ وہی عیسیٰ بن مریم رسول بنی اسرائیلی پھر دوبارہ اس دنیا مین تشریف لاوین گے۔ اور اگر دلائل قطعیہ شرعیہ یقینی طور پر اس امر کے مانع ہون۔ تو نمبر سوم پر یہہ مسئلہ منقح ہونا چاہئے کہ احادیث متعلقہ باب مین جو ایک مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے اس سے کیا مراد ہے آیا اسی خیر الامم مین سے کوی مجدد و محدّث اپنے وقت موعود پر آویگا جسکا نام بسبب چند مناسبتون اور مشابہتون کے مسیح بن مریم عالم ملکوت مین رکھا گیا ہے یا کیا۔ بعد تحقیق اور تنقیح ان مسائل ثلث کے نمبر چہارم تنقیح طلب یہہ مسئلہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب وہی مسیح موعود ہین یا نہین جو مدت گیارہ بارہ سال سے دعوی تجدید و محدثیت کر رہے ہین اور صدہا آثار تجدید دین اسلام اور الہامات اون کے بسیط الارض پر شایع ہو چکے ہین اور دعوی مبرہن کرتے ہین کہ اس چودہوین صدی کا مین مجدد ہون اور عالم ملکوت مین اسی صدی کے مجدد کا نام مسیح بن مریم بسبب بہت سی مناسبتون کے رکھا گیا ہے۔ اور آپ نے جو مبادی لکھی ہین اول تو وہ اس بحث کے مبادی ہی نہین اور نہ اونپر تعریف مبادی کی صادق آتی ہے دوسری اُن سب کا فیصلہ حقہ ان مقاصد اربعہ کی تنقیح مین پورے طور پر ہو سکتا ہے۔ ہان البتہ مبادی ان مقاصد اربعہ کے تخاطب بین اہل تشیع کے حسب تفصیل ذیل ہو سکتے ہین۔

(۱) چونکہ احادیث مین فیما بین اہل تشیع اور اہل تسنن کے کسیقدر اختلاف ہے لہذا مقصد نمبر اول و مقصد نمبر دوم کی تحقیق و تنقیح صرف قرآن مجید مسلمہ فریقین سے ہونے پر ضرور تائید مین اگر کوی حدیث بھی آجاوے تو کچھ محذور نہین۔ اور تفسیر آیات قرآن مجید متمسک بہا کیواسطے شواہد اور نظائر قرآن مجید سے پیش کرنا اس صورت مین ضروری ہوا پس جس فریق کا مدعا آیات متمسک بہا سے ثابت ہوا اور اوسکی تائید دیگر آیات قرآن مجید سے بطور شواہد اور نظائر کے بخوبی ثابت ہوتی ہو اور شواہد و نظائر کثیرہ اوسکے قرآن مجید مین موجود ہون تو وہ مدعا مسلم مانا جاویگا ورنہ غیر مسلم۔

آگے رہا مقصد نمبر سوم و مقصد نمبر چہارم وہ انہین مباحث مقاصد کی تنقیح و تحقیق کے بعد بہت سہولت سے متفرع ہوسکتا ہے۔

(۲) کتاب اللہ دو قسم ہے اول محکمات جس سے مراد ہماری غیر محتمل الوجوہ ہے اور اس وجہہ کا ناشی عن الدلیل ہونا ضروری ہے۔ دوم متشابہات جس سے ہماری مراد ذوالوجوہ ہے اب گذارش یہہ ہے کہ بمقابل آیات محکمات کے متشابہات کے وہ معنے مسلم نہونگے جو مخالف محکمات ہوں بلکہ متشابہات اعنی ذوالوجوہ اون معنی کے طرف مأوّل کیا جاویگا جو محکمات سے ثابت ہوتے ہوں اور معنی مخالف محکمات ساقط الاعتبار رہینگے۔ علی ہذا القیاس حسب ہدایت قوانین منضبطہ اصول فقہ کے عبارت النص مقدم رہیگی اشارۃ النص پر اور اشارۃ النص اپنی ماتحت نصوص پر وغیرہ وغیرہ

(۳) محاورات و لغات کے معنی ہیں وہی معنے مسلم ہوں گے جو قدیم لغت سے ثابت ہوتے ہوں اور اوس کے شواہد و نظائر لغات قدیمہ ہیں پائی جاویں نہ معنی مخترعین کے وہ معنے جو نیا اپنی خیال کے بموجب تجویز کی گئی ہیں۔ صاحبان اہل تشیع کے تخاطب ہین صرف اسی قدر مقدمات اور مبادی واسطے تنقیح و تحقیق مسائل متنازعہ کے کافی ووافی معلوم ہوتے ہین۔ باقی اگر کوئی مقدمہ علاوہ ان مقدمات ثلث کے حضرت مولوی[1] محمد علی صاحب تجویز فرماوین تو بعد امعان نظر وہ بہی مسلم ہوسکتا ہے۔ انتہیٰ ما قال مولانا السید محمد احسن۔ حضرت من یہہ ہے مولوی صاحب کا ارشاد اس مناظرہ کے واسطے اطلاعاً عرض کیا اور میری دانست ہین بھی یہی ترتیب طبعی ان مسائل متنازعہ فیہا کی انسب معلوم ہوتی ہے والسلام۔

الراقم حاجی مہدی بغدادی مورخہ ۳۱ مئی ۱۸۹۴ء۔

اس خط کے جواب ہین مجتہد صاحب نے جو خط[2] تحریر فرمایا ہے ناظرین اسکی فصاحت اور بلاغت اور مضامین عالیہ کو ملاحظہ فرماوین تاکہ مثل مشہور سوال از آسمان جواب از ریسمان کے مضمون کی تصدیق ہوجاوے وہو ہذا بلفظہ

بسم اللہ الحمد للہ وصلی اللہ علی سید رسلہ وخاتمہم محمد وآلہ الطاہرین وسلم من عبد اللہ المؤید غلام نبی اللہ احمد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رقیمہ کریمہ راقمی از طرف آن مکرم فی الحال

---

[1] یہہ مولوی محمد علی صاحب مدراس کے لوہرون کے امام ہین اور علم ادب مین اچھی مہارت رکھتی ہین آدمی متین اور منصف ہین لہذا اون کو دخیل کیا گیا کہ وہ اہل تشیع سے قریب تر ہین ۱۲ منہ

[2] یہ خط صرف واسطے اظہار فضیلت زباندانی و سحر البیانی مجتہد صاحب کی ہو بہو نقل کیا گیا ہے تاکہ ناظرین کو بہی اس طرز بلاغت سے آگہی حاصل ہوجاوے۔ ۱۲

مسرت وصول بخشید - از روی نمبر اول آنزا قم حیات و ممات حضرت عیسے علی نبینا وآله وعلیه الصلوٰة
والسلام چونکه مختلف فیها است از ضروریات دین نیست لهذا اقرار یا انکار دران وجوب نمیدارد
اما کسانیکه قائل اند بر اماتت خدای سبحانه آنحضرت را معا قائل بر این اند که او سبحانه پس از قبض
روح فرمودن آنحضرت را زنده فرموده بر آسمان برد و در زنده بر آسمان بردن آنحضرت
احدیرا از اهل اسلام خلافے نیست پس این از ضروریات دین است لهذا اول مبادی مناظره
مطلوبه ما همین مسئله قرار دادیم که آیا این زنده کردن خدای عز وجل مرده را از محالات نقلیه
وعقلیه است که تاویل آن احادیث متواترة المعنے که دال اند در زنده بر آسمان بردن او عز اسمه
آنحضرت را لازم آید یا آن از ممکنا تیست که خوارق عادات باشند و در تعلق قدرت خدای
جل و علا بران مانعے نیست وانکار آن عین انکار قدرت او تقدس تعالی و کفر بدیهی است
پس قبول نداشتن مناظره درین باب از سیرت پسندیده اهل دین و اولوا الالباب نتواند بود

پس نمبر دوم از راقم در امکان احیا یا عدمش با نمبر اولش درین مبدأ از شش مبادی که بنده
سابقا از برای مناظره نوشته ام داخل است و منحل خواهد شد ازینکه بعقل و نقل متفق بین الفریقین
باحقاق حق و اثبات خواهم رسانید که اعتقاد احیاے خدای سبحانه اموات را در دنیا و در روز جزا
که از نصوص مبینه و مبرهنه کتاب الله واحادیث متواتره است لازمه دین اسلام است و منکر آن
خارج از اسلام بالضرورة است - و مبدأ دویم که از شش مبادی سابقه بنده این بود که قبول دعوے
عیسویت بدون دلیل و برهان کردن آیا از مجوزات شرعیه وعقلیه است یا نه دران نمبر سیوم راقم
که در مسیح بودن نامزده اسلام میباشد طی کرده خواهد شد و نیز نمبر چهارم راقم که در دعوای شیوع
صدها آثار عیسویت از مرزا غلام احمد صاحب است در تحقیق همین مبدأ دویم با انفصال خواهد پذیرفت
مخفی نماند که مبادی چنان رؤس مسائل را گویند که بران تفریع جزویات مفصله آن شود پس
مبادیکه سابقا قرار داده ام آن از برای تحقیق این بود که اثبات یا نفی دعوای مرزا غلام احمد
صاحب در مسیح موعود بودن و مترتبات بران کرده شود و مبادی این تحقیق بوجه احسن و اتم
همان اند که سابقا نوشته ام باز ذکر باجمال اینجا میکنم - اول آیا خدای سبحانه قادر است بر صدق

[ﻪ] ناظرین سے امید ہے کہ مجتہد صاحب کے فقرہای معا کو پڑھکر بڑا حظ حاصل کرینگے مجتہد صاحب کی اس بلاغت اور فصاحت
کی تعریف جو اس عاجز نے ایک جلسہ مین بالمشافہہ عرض کی اور ہجو ملیح کے طور پر بہت ثنا کی تو نہایت درجہ خوش ہوے
حاضرین جلسہ نے تبسم کیا عاجز نے اپنے دل مین مقولہ شیخ یاد کیا کہ احمق را چون ستائش کنی فربه نماید ۱۲ - منہ

فرمودہ خود در زندہ کردن اموات یا نہ ـ دویم قبول دعوای عیسویت بدون دلیل شرعاً و عقلاً جائز است یا نہ ـ سویم دعوای عیسویت مستلزم نبی بودن (پیغمبر) است یا نہ ـ چہارم بعد حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی مبعوث شدن جائز و ممکن است یا نہ ـ پنجم مشار الیہ دعوای نبوت کردہ اند یا نہ ـ ششم منفعت بر (انگیختہ) شدن مشار الیہ چیست پس این مبادی تحقیق مطلوب مذکور نبودن را ادعا کردن نمیدانم از بے علمی است یا مفر جوی ـ و چونکہ بنا بر ہمین دارم کہ بنقل متفق بین الفریقین مبنای مناظرہ باشد پس دخل مولای راقم محمد علی صاحب کہ نہ از ما اند و نہ از شما ہیچ محل نمیدارد بلکہ جناب مستطاب شریعت مدار سرکار میرزا ابو الحسن شیرازی دام ظلہ کہ از فحول علماء دین و مسلم کل اند اینجناب را حکم کردن اولی است از حکم کردن اوشان اگر بنا بر امعان نظر باشد ہیچ یک حکمے ضرور نیست پس بنا بر ہمین داریم کہ ہیچ یک حکمے نظر بر ضرورت مبینہ تخالف بین الحکمین نہ مطلوب راقم باید باشد و نہ مطلوب این کمترین خدمہ دین بلکہ مناظرین از تدین در دین قبول قول و دلیل حق بر خود لازم سازند و از عامہ حاضرین ہر صاحب علم و فہمی پس از طے مناظرہ بر حق و ناحق بودن ہر کہ دلیلے آورد باید بر اصابت و خطای آن دلیل ہم نظر کردہ شود ـ الحاصل بندہ انشاء اللہ تعالی فردا بوقت ساعت سہ حسب وعدہ کہ ویرا (دادہ ام) کردہ ام بالضرور ببد (دولتخانہ) عالی خواہم آمد اگر مولوی محمد احسن صاحب از برای ہدایت دین و ترویج (از تحقیق) این ہمہ راہ آمدہ اند نباید پسپا از ین مناظرہ شوند چہ اگر ہدایت اوشان بر حق و ثواب باشد ہر کہ بآن مہتدی نشود برایش مضر خواہد بود و ہر کہ مہتدی شود حصول مدعای ہادی (بالاحق) در آن خواہد بود در ہیچ یک صورت ازین ضررے از برای ہادی نخواہد بود با وجود این اگر مولوی مزبور در تشریف آوری فردا امتناع نمایند بدون مناظرہ مدعای این کمترین خدمہ دین حاصل شدہ خواہد بود کہ بنا بر تحقیق نیست و غیر از عوام فریبی چیزے مدعا نمی باشد والسلام علی من اتبع الہدی مورخہ ۲۵ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۱۱ہجری روز جمعہ وقت دہ و نیم ساعت شب انتہی بلفظہ ـ یہہ ہے مجتہد صاحب کی سحر البیانی زبان فارسی مین ـ اسکے بعد ایک خط بلاغت نمط بزبان اردو بھی موسومہ حضرت عبد الرحمان صاحب صادر ہوا وہ بھی بعینہ ناظرین کے روبرو پیش کیا جاتا ہے تاکہ اردو مین بھی کمال مجتہد صاحب کا بخوبی واضح ہو جاوے وہو ہذا ـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیٹ صاحب گرامی مناقب سلمہ اللہ تعالی ـ بعد سلام واضح خواطر عاطر ہووے آپکا ایک اشتہار مورخہ ۲۶ ۔ مئی مجھے پہونچا اس مین آپ وفات عیسیٰ علیہ السلام کے دعوی کو اس مجلد کا اصل ٹھہراتے ہین جو

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دعوی عیسویت کا اور دعوی اسکا کہ آپ وہ رسول ہین کہ عیسیٰ علیٰ
نبینا وآلہ وعلیہ السلام جس رسول کے آنیکی بشارت دیتے تہے کہ نام اُس رسول کا احمد ہوگا اور ایسے
صاف خلاف دین اور خلاف عقل دعوے کر رہے ہین یہ سب اون کی کتابون سے آپ کو دکہلا دیئے
یہ کمترین خدام دین موجود ہے اور اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کی قبض روح فرماکے پہر اون کو زندہ فرماکے
اون کو آسمان پر لیجانا جو بعض روایات کی رو سے پایا جاتا ہے برخلاف دوسری احادیث معتبرہ
کے بعضے اوسکے قائل ہوے ہین اوسمین فقط عیسیٰ کی ممات کو لینا اور آیات قرآن مجید اور احادیث نبویہ
کے صریح صریح دلالتون کی مخالفت سے کہنا کہ مرے ہوے کو اللہ تعالیٰ زندہ نہین کرتا ہے - اور فقط
اتنی ہی صاف باطل دعوی کو دلیل ٹہرا کے کہنا کہ عیسیٰ تو مر گئے وہ زندہ ہی نہین ہو سکتے پس جس عیسےٰ
کا آنا موعود ہے وہ آپ ہین یہ ایسا ظاہر فریب ہے کہ ذرا سا شعور رکہنے والا بہی یہ خام عوام فریبی
رہنا معلوم کر لیوے - اس واسطے اس مجہلہ کو اٹہانے کا پہلا اصل یہ قرار دیا ہون کہ مرے ہوے کو جلانے
اور آسمان پر لیجانے اور آسمان سے نازل کرنے کی قدرت ایا اللہ تعالیٰ کو ہے یا نہین اسمین نظر کیجاوے
دوسرا عیسےٰ ہونیکا دعوی بے دلیل قبول لینا دین یا عقل سے درست ہے یا نہین - تیسرا عیسیٰ ہونے کا دعوی
عین نبی ہونے کا دعوی ہوتا ہے یا نہین چوتہا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی ہونا
درست ہے یا نہین - پانچوان مرزا غلام احمد صاحب نبوت کا دعوی کئے ہین یا نہین - چہٹوان وہ نادی
دین سید النبیین ہوکے عیسےٰ بن کے نکلنے کا کیا فائدہ ہے ان چہے رفع مجہلہ کی ضرورت کے اصلون پر
مناظرہ ٹہرا کے آپکی خیر اندیشی سد گمراہی اسلام کی رو سے جیسا آپ اشتہار دئے ہین جناب حاجی مہدی
صاحب بغدادی کے مکان آج تین گہنٹون کو جیسا کہ آگے سے استدعا اسکی کمترین کی طرف سے اور اعراض
ادہر سے محمد احسن صاحب کے طرف سے ہوتا آتا ہے اونکو بالضرور آپ لے آنا انشاء اللہ تعالیٰ یہ خادم
دین بہی اوس ہی وقت وہان آویگا اگر وہ نہ آوین آپ جان لینا اور سب کو جان نے فرمانا اور مین
بہی اشتہار دیکے بہوہٹ جانا اونکا سب کو معلوم کرا دونگا وہ چاہتے ہین عیسیٰ علیہ السلام کی رحلت
ایک ضعیف قول سے ظاہر کر کے اتنے سے عوام الناس پر بغیر کسی دوسری حجت قاطعہ کے یہ ثابت کرنا کہ
یہی مر گئے اب جس عیسےٰ کے آنیکا وعدہ ہے وہ یہی ہین بلکہ عیسےٰ سے بڑہکے احمد بہی ہین بلکہ اون کی
کتاب حمامۃ البشری جو وہ مری پہلے حجت کے جواب ہین مجہے بہیجے ہین اور ہین اوسکا دوسرا رد قاطع

لہ مجتہد صاحب کی اردو بہی قابل تحسین و آفرین ہے السنہ ثلثہ اردو فارسی عربی مین دو رنگی کا ہونا مناسب نہین تہا لہذا
تینون زبانون کا بوضع واحد ہونا ضرور ہے ورنہ دو رنگی چہوڑ وسے یک رنگ ہو رہ - سراسر زدم ہو یا سنگسار ہو -

کرچکا ہون انشاء اللہ تعالیٰ قریب اوسکو مطبوع کرا کے اون کو بہیجونگا اور مسلمانون کو بہی باٹونگا مین اس سے دکہلا دیتا ہون کہ وہ اوسمین یہہ مطلب نکالے ہین کہ آپ پہلے عیسےٰ سے بڑے عیسےٰ اور پہلے احمد سے بڑے احمد ہین۔ جسکو ذرا بہی اسلام کا پاس ہووے بچا ہئے کہ ایسے شخص اور اوس کی طرف سے مسلمانون کو بہکانے اتنے ہوے کو بغیر منزل پہونچانے کے چہوڑین اللہ تعالیٰ آپ کی توفیقات کو بڑہا وے اگر بالضرور زمان و مکان مذکور مین اون کو لے آؤ مین آپ کا بہت ممنون ہونگا نہین تو آپ کے واسطے بد دعا کرونگا اور اللہ تعالیٰ اسکے آثار عنقریب ظاہر فرمادیگا۔

المرقوم ۲۶ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۱۱ ہجری روز شنبہ۔ کمترین خدام دین متین محمد غلام نبی اللہ احمد عفی عنہ۔ انتہی بلفظہ۔

واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ یہ عاجز اگرچہ منتظر جواب علمای اہلسنت مدراس کا تہا کہ جواب باصواب آنے پر انعقاد جلسہ مناظرہ کی تجویز کیجاوے جبکہ علماء مدراس سے کوی جواب نہ آیا تو دل مین یہ خطرہ گذرا کہ مبادا اگر حضرات علماء مدراس بہی آمادہ مناظرہ پر نہوت اور مجتہد صاحب سے بہی کوی بات چیت نہووے تو علت غائی سفر کی حاصل نہ ہوگی لہذا دوسری جون سے بر مکان محبی حاجی محمد مہدی صاحب بغداوی کے بعد نواخت سہ نیم ساعت شام کے مجتہد صاحب کے ساتہ مناظرہ شروع کردیا اور یہ تجویز کرلی کہ اگر علماء مدراس آمادہ مناظرہ ہون گے تو اونکے واسطے وقت صبح کا مقرر کرلیا جاویگا کیونکہ ایسا نہو کہ اسقدر مسافت دور و دراز کا سفر بالکل خالی جاوے۔ وارمردان خالی نباشد کی نظر سے مناظرہ شروع ہوا اور شروط مجوزہ خود کا بہی لحاظ نہین کیا گیا کیونکہ یہ مناظرہ ایسے مخاطب کے ساتہ بجز تفریح طبع مخلصین کے اور کیا نتیجہ دیسکتا ہے اب ناظرین ملاحظہ فرماوین۔

سوال مجتہد صاحب۔ اللہ تعالیٰ کو احیاے اموات پر قدرت ہے یا نہین۔

جواب مولوی صاحب۔ بالضرور قدرت ہے ہر کہ شک آرد کافر گردد اب سوال یہہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اماتت پر بہی قدرت ہے یا نہین۔

جواب مجتہد صاحب۔ یحیی و یمیت و ہو حی لا یموت و ہو علی کل شئ قدیر۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ خدای تعالیٰ حضرت عیسےٰ کو زندہ آسمان پر لیگیا جس سے مستفاد یہہ ہے کہ حضرت علیہ السلام جو جسد عنصری رکہتے تھے اسی جسد سے انکو آسمان پر لے گیا اور بعض احادیث غریبہ مین جو وارد ہوا ہے

---

[1] انشاء اللہ جسقدر مجتہد صاحب کو علوم ظاہری مین درجہ کمال حاصل ہے روحانی علوم مین بہی کمال رکہتی ہین مگر بلعم کیطرح وہ آثار بد مجتہد صاحب کے طرف عائد ہوگئے جسکی تفصیل آیندہ واضح ہوگی ۱۲ منہ

کہ خدای سبحانہ تعالی حضرت عیسٰے کی قبض روح فرماکے پھر اون کو زندہ فرماکے آسمان پر لے گیا اوسکا اثبات میرے ذمہ ہے فقط۔

مولوی صاحب۔ چونکہ آپکا یہ دعوی قوانین عقلیہ و نقلیہ دونون کے مخالف ہے اسواسطے آپ پر ضرور ہے کہ دونون مضمونون کی حدیثین صحیحہ بیان فرمائی جاوین تاکہ اوسپر غور کیجاوے۔

مجتہد صاحب۔ کونسا قاعدہ نقلیہ اور کونسا عقلیہ ہے جو عیسٰی علیہ السلام کو بلا قبض روح یا بعد قبض روح پھر زندہ فرماکے آسمان پر لیجانے کے واسطے منافی ہے انشاء اللہ تعالی دوسرا جلسہ جس تاریخ مین قرار دیا جاوے اوس جلسہ مین جن فقرہ جات احادیث کو پیش کرنے آپ درخواست کئے ہین پیش کرونگا۔

مولوی صاحب۔ آپ نے ان دونون مضمونون کی نسبت جو واقعات ماضیہ سے ہین اور جن کو مدت قریب دو ہزار برس کی منقضی ہوی کوی ثبوت اتبک پیش نہین فرمایا۔ ثبت العرش ثم انقش۔ اب یہ تو ظاہر ہے اور ہر اہل عقل جانتا ہے کہ ہر جسم ثقیل کا میل مرکز کے طرف ہوا کرتا ہے جب تک کہ اوسکا کوی قاسر یا جاذب ہو جانب علو وہ جسم ثقیل صعود اور عروج نہین کر سکتا۔ اس قاعدہ عقلیہ کی توضیح زیادہ اس سے ضروری نہین۔ نقلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرأہ قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا۔ ماحصل ترجمہ تفسیری اسکا یہہ ہے کہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ایمان لانیکو بچند شروط مشروط کیا جنکا ذکر ماسبق آیات مین مذکور ہے منجملہ ان شروط کے ایک یہ بہی سوال کیا کہ جب تک آپ آسمان پر نہ چڑھجائین اور وہان سے ایک کتاب اوتار کر نہ لادین تب تک ہم ایمان نہ لادینگے اللہ جل جلالہ کے طرف سے اُن کفار کو بوساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ جواب مرحمت ہوا کہ میری رب کی ذات اس سے پاک ہے کہ ایسے کہلی کہلی نشان منافی حکمت ایمان بالغیب کے اس دنیا مین ظاہر فرماوے اور یہ سوال تمہارا مجہہ سے محض بیجا ہے کیونکہ مین اور کچہ نہین ہون مگر بشر رسول یعنے جبکہ کسی بشر رسول کو یہہ نشان نہین دیا گیا تو پھر مجہسے یہہ معجزہ کیون طلب کرتے ہو پورا ہوا ترجمہ تفسیری آیت کا آگے رہی سیر معراجی جو سبحان الذی اسری بعبدہ مین اور نیز احادیث صحیحہ مین مذکور ہے اوسکی نسبت یہہ گذارش ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کے پاک کلام مین تخالف تو ہرگز ہو ہی نہین سکتا اور اسرا کا اطلاق اسرا کشفی پر بہی ہو سکتا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف یون تہی کہ آپ

جسم پاک سے یہین بیٹھے بیٹھے تمام افلاک وعرش و دوزخ وجنت کی سیر حالت بیداری کشفی مین کرائی
گئی اور یہ بات پہلی مسلمات سے ہوچکی ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کو ہر چیز پر قدرت ہے پس اوس
تبارک وتعالی نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے بیت المقدس مسجد اقصی وتمام افلاک وعرش وکرسی وجنت
و دوزخ کی سیر آنحضرت صلعم کو اپنی قدرت کاملہ سے کرادی۔ ان معنون مین کسقدر خوبی ہے
کہ دونون آیتون کے درمیان مین کچھ تعارض بھی نرہا اور توفیق وتطبیق بھی ہوگئی اور
دونون دلیلین نقلیہ اپنی اپنی محل پر ثابت رہین اور قوانین فطرتیہ کی مخالفت بھی لازم
نہ آئی۔ اب رہا رجوع موتی حقیقی کا دنیا مین اوسکی نسبت یہ گذارش ہے کہ جس شخص پر
موت حقیقی وارد ہوگئی ہو اور عالم برزخ مین حساب وکتاب وسوال منکر ونکیر وغیرہ وغیرہ
سب ہوچکا ہو اوسکا دنیا مین پھر دوبارہ آنا مخالف نصوص قرآنی کے ہے۔ آیت انہم
لایرجعون اسکی دلیل کافی ہے جسکے تفسیر مین ایک حدیث بھی وارد ہے ماحصل ترجمہ اوسکا
یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد رضی اللہ عنہ جب کسی جہاد مین شہید ہوے تو آنحضرت
صلعم نے حضرت جابر کو محزون ومغموم پاکر سبب حزن دریافت فرمایا تب آپ نے عرض کیا کہ
میرے والد کچھ قرضہ چھوڑ گئے ہین اور عیال بھی چھوڑا ہے یعنے مین کثیر العیال ہون تب آپ
نے ارشاد فرمایا کہ کیا مین تم کو نہ بشارت دون ایسے امر کی جسکے ساتہ اللہ تعالی تمہارے
والد ماجد کے ساتہ پیش آیا اونہون نے عرض کیا ہان یارسول اللہ صلعم ارشاد فرمائیے آپ نے
فرمایا کہ اللہ تعالی تمہارے والد کے ساتہ اسطرح پیش آیا کہ کسی اور کے ساتہ اس طرح پیش نہین
آیا یعنے اللہ تعالی تمہارے والد کے ساتہ زندہ کرکر مشافہتا کلام کیا اور فرمایا بغیر کسی حجاب
کے کہ ای بندہ مرے جو تمنا تو کرے اوسکو مین پورا کرونگا اونہون نے جناب باری مین عرض
کیا کہ مری یہ تمنا ہے کہ دنیا مین پھر دوبارہ زندہ کیا جاؤن اور تیری راہ مین پھر دوبارہ
قتل کیا جاؤن جواب ملا کہ یہہ تمنا تمہاری پوری نہ ہوگی کیونکہ قد سبق منی انہم لایرجعون
یعنے یہہ قول میرا ہوچکا ہے کہ پھر دوبارہ موتی دنیا مین رجوع نہین ہوتے پورا ہوا ماحصل ترجمہ
حدیث کا فقط۔

مجتہد صاحب۔ آپکا قاعدہ عقلیہ کوئی جسم صعود وہبوط نہین کرنے پر دلالت کرنیوالا کوئی اسکا
تا سر جاذب نہین ہونے کی صورت مین مسلم ہے کلام اس مین ہے کہ خدای سبحانہ تعالی حضرت
عیسے کو آسمان پہلے گیا اور وہی توانای مقتدر اون کو آسمان سے نازل فرماویگا اس معنی پر

دلالت کرنیوالی ایک حدیث کافی نہین بلکہ احادیث متواترۃ المعنی جو مخبر صادق صلعم سے ہین صحاح فریقین ہین وان احادیث کو جلسہ ثانیہ مین انشاء اللہ تعالی بو غا عہدکے پیش کرونگا باوجود اسکے یہ بیان قاعدۂ عقلیہ آپکا کچھ مفید نہوسکا کیونکہ ابتدا و کلام سے اللہ تقدس و تعالی عیسےٰ کو آسمان پر لیجانا اور نازل فرمانا مقصود ہے پس وہی قاسر یا جاذب ان دونون امر کا ہے پس اس سے مطلب اس کمترین کا حاصل ہوا نہ آپکا۔ باقی رہا قاعدہ نقلیہ پس اس مین آپ کوئی قاعدہ تو بیان نہین فرمائے کیونکہ قاعدہ اوس کلیہ کو کہتے ہین جو عقل و نقل سے استنباط کیا جاوے واصل قرار دیا جاوے جیسا علم اصول منتزعہ قواعد سی ہے نصوص قرآن وحدیث سواے اسکے ہین وہ قواعد نہین کہلاتے ہین مگر آپ دو آیت مجیدہ سے جو استدلال فرمائے ہین محل استدلال آپ کا پہلی آیت مجیدہ مین یہی فقرہ طیبہ ہے کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یعنے ای حبیب و رسول میرے جو کفار تیرے سے چاہتے ہین کہ تو آپ آسمان پر چڑھ جاے اور آپ جاکے آسمان سے کتاب نازل کراے جواب کہہ پاک ہے پروردگار میرا نہین ہون مین مگر ایک آدمی بھیجا گیا مفاد اس سے یہی ہے کہ حضرت رسول صلعم حسب خواہش نفسانی کفار اپنی قدرت سے آسمان پر چڑھ جانا اور اپنی قدرت سے حسب خواہش ناقص کفار کوی لکھی ہوی محسوس کتاب نازل کرانا یہ کوی بات خدای سبحانہ تعالی کے تحت قدرت اور تحت مقتضای حکمت کے رہنے سے موافق نہین۔ تحت قدرت رہنے کے موافق نہ ہونا اس سبب سے ہے کہ کافران خواہش کرتے ہین بغیر خداے تقدس و تعالی چاہنے کے وہ حضرت آپ آسمان پر جانا اور کتاب لانا آپ مختاری ہوی وحالانکہ ایسا نہین لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بسبب فوت فضیلت نماز مغرب دوسرے جلسے پر بقیہ مضمون ٹھیرایا گیا انشاء اللہ تعالی کل شام کے ساڈھے تین بجے کے وقت پھر جلسہ قرار دیا گیا ہے۔ ۲ جون ۱۸۹۴ء۔

بوقت ساعت چھ پچاس منٹ۔ دستخط۔ العبد کمترین خدمہ دین متین محمد غلام نبی اللہ احد۔

العبد محمد احسن امروہی۔

لہ مجتہد صاحب اس اول ہی جلسہ مین کچھ ایسے گھبرا گئے کہ بعد نماز مغرب کے عرض کیا گیا کہ جس قدر مضمون آپکا باقی رہا ہے اوس کو تمام کر دیجئے تاکہ کل کو دو مضمونون کا خلط نہو لیکن التماس احقر اور عرض حاضرین جلسہ کی قبول نفرماے یا تو یہ چستی و مستعدی تہی کہ حاضر نہونے پر ہمارے واسطے بددعا فرماتے تہے یا اب یہ سستی جولۃ الباطل ساعۃ وجولۃ الحق الی الساعۃ ۱۲ ۔عبد الرحمن۔

بتاریخ سوم جون ۱۸۹۴ء کو پھر جلسہ مناظرہ وقت معینہ پر منعقد ہوا اگرچہ اول وقت مولوی صاحب کا تھا مگر چونکہ مجتہد صاحب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ کل کو وہ احادیث صحیحہ متواترۃ المعنے پیش کئے جاوینگے جن سے ثابت ہوگا کہ حضرت عیسے اسی جسم عنصری سے آسمان پر تشریف لیگئے ہین اور اسی جسم عنصری سے آسمان پر سے نزول فرماوینگے اور وہ احادیث متفق فریقین اہل تشیع و اہل سنن کی ہین لہذا حاضرین جلسہ کو بڑا اشتیاق تھا کہ ان احادیث کو سنا جاوے بناءً علی ہذا برضامندی مولوی صاحب وحضار جلسہ کے مجتہد صاحب کو اول بیان کرنیکی اجازت دی گئی ۔ بندہ محمد صالح سیٹھ ابن تحریرات وکاغذات فریقین ۔

بقیہ مضمون مجتہد صاحب ۳ ۔ جون ۱۸۹۴ء ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسری آیت مجیدہ جس سے آپ استدلال فرمائے ہین اتناہی اوس سے یہ کہ انہم لایرجعون وحالانکہ تمام اوسکا یہ ہے ۔ وحرام علی قریۃ اھلکنا ھا انھم لایرجعون یعنے حرام ہے اوپر اوس قریہ کے جسکو کہ ہلاک کئے ہم بتحقیق کہ وہ نہین پلٹینگے ۔ یہ مفاد اس آیت مجیدہ کا مفہوم ہین اللہ کے عذاب مین اسکے مبتلاہی رہنا پھر ان کو مہلت دنیا طرف پلٹنے کے نہین ملنا ہے ۔ جابر ابن عبداللہ انصاری کے باپ جو شہید راہ خدا ہوئے اُن کو مورد اس آیت مجیدہ کے عموم کے شمول سے تہرانا دلالت سے ایک روایت کے جو فحوای قرآن سے توافق اوسکا پایا نہین جاتا ہے ۔ وحالانکہ مناظرین ہین جو امر کہ قابل دلیل ہووے چاہئے وہ مسلم جانبین ہووے بندہ تو یہ حدیث نبوی ہونے کو بسبب موافق نہونے آیت مجیدہ مفسر عنہ کے قبول نہین رکھتا کیونکہ اپنی کتب صحاح مین اوسکو نہین پایا پس آپ اسکو دلیل لانا بے نفع ہے ۔ اور فرض کئے ہم نے کہ حدیث نبوی ہووے مفاد اوسکا لایرجعون مین ہے کہ مردگان دنیا طرف پلٹنے کی قدرت آپ نہین رکھتے ہین اسمین لا یرجعون نہین ہے کہ مفاد اوسکا یہ ہووے کہ اللہ اونکو پلٹایا تو بھی وہ پلٹ نہین سکتے ہین ۔ آپ قاعدہ عقلیہ سے جو استدلال فرمائے ہو یہ خلاف اہل سنت والجماعت کے طریقہ سے ہے کیونکہ آپ اسی جلسہ مین اقرار فرمائے کہ ہمارے یہان عقل کو مستقل کرکے دلیل لینا جائز نہین ۔ پس آپ جسم اپنی مرکز طرف رجوع رکھنے کے الزام سے استدلال عیسے علیہ السلام آسمان پر نہین جاسکنے کا جو فرمائے ہین یہ خلاف ضابطہ مذکورہ ہے اور خلاف دستور العمل مذکور ہے ۔ سوا اسکے نہین کہ وہ قاعدہ مستند لہ آپ کا

قواعد فلاسفہ سے ہے۔ فلاسفہ اعادۂ معدوم اور خرق والتیام آسمان اور حشر و بعث اجسام سے منکر ہین ہین مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بھیجے گئے رسالے موسومہ حمامۃ البشری سے اور دوسری تصانیف سے اون کی یہ سب اعتقادات فلاسفہ کے مسلم و مختار انہون کے رہنما دکھلا دیسکتا ہون جب فلاسفہ ان امور کو مفصل و مستدلل کرکے بیان کرچکے ہین اس اسلام مین کوی ان اعتقادون کے طرف دعوت کرنے کے واسطے خدا کی طرف سے کوی مبعوث ہونے کی کیا ضرورت ہے جتنے حکمی ہین ان سب کا اعتقاد یہی ہے۔ آیا اسواسطے یہ صاحب مبعوث ہوے ہین کہ تمام مسلمانون کو معتقد ان عقائد فلاسفہ کے کردین۔ یہان کہتا ہون اور اللہ سے ہی توفیق جو کچھ عقل صرف خالص سے وہ پائی ہین کیونکہ عقل نور خدا ہے۔ اسواسطے ہم شیعہ کے نزدیک عقل خود ایک حجت خدا ہے و رسول باطنی ہے۔ ہم اسمین جو کچھ کہ ان فلاسفہ کے جہل مشتبہ بہ عقل سے ہووے بالضرور قرآن مجید اور احادیث اللہ کے حجج کے بوجہ الکمال اسکے ہم کو پہنچی ہین اسکو ہم مسلم رکھتے ہین پس فارق ہم ہین اور فلاسفہ مین کہ وہ بھی عقل سے استنباط کرتے ہین اور ہم بھی اس عقل کے دلالت پر مامور ہین۔ بسبب ایک نامعقول انہون کے ایک امر کلی مین کہ وہ ایجاب ہے یعنے اللہ تعالی کو ترک فعل پر قادر نہین جانتا ہے اس سبب سے وہ اللہ کی ذات پاک کو علت قرار دئیے ہین اور خلائق کو معلول اسکے ٹھرائے ہین اور علت و معلول معاً لازم و ملزوم ایک دوسرے کے ہین لہذا وہ عالم کو قدیم جانتے ہین تنزیہ سے اس نامعقولی انہون کے حکمت چشمہ پاکیزہ ہے جب یہ مردار اس سے نکالا جاوے وہ چشمہ پاکیزہ ہمارے نزدیک قابل استفادہ ہے وحالانکہ خدای سبحانہ تعالی مختار ہے چاہا ہمکو پیدا کیا اگر چاہے سب کو معدوم فرمائے جیسا تھا آپ ہی ہے۔

جن لوگون نے کہ اپنی معقولات کو متابعہ بہ منقولات حجج خدا سے کیا ہو اور اشکال جمع سے عقل کے ساتھ نقل کے اپنے دین کا کیا ہو وہ فلسفی و حکمی نہین ہے بلکہ وہ عارف نام رکھتا ہے ایسے دلالت عقل کی ہم شیعہ کے اصول دین کا جادہ ہے والسلام۔ احادیث معہودہ میری جوا نکے پیش کرینگا وعدہ کرچکا ہون وہ یہ ہین۔

(۱) پہلی حدیث تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۰۱ حسن بصری سے منقول ہے قال رسول اللہ صلعم للیہود ان عیسی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ یعنے فرمایا رسول صلعم نے واسطے یہود کے تحقیق عیسے ہرگز نہین مرے بتحقیق کہ وہ رجوع کرنیوالے ہین طرف تمہارے آگے روز قیامت کے۔

(۲) تفسیر معالم التنزیل مین منقول ہے ابو ہریرہ سے کہ حضرت رسول صلعم فرماتے ہین والذی نفس محمد بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا یکسر الصلیب ویقطع الجزیہ ویقتل الخنزیر ویضع الجزیہ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد۔ قسم اوس پروردگار کی کہ جان محمد کا جسکے ہاتھ ہے ہر آئنہ ہونہار ہے یہ کہ نازل کئے جاوین تم مین بیٹے مریم کے حاکم ہیکے بطور عدل کے توڑین صلیب کو اور مار ڈالین خنزیر کو اور موقوف کرین جزیہ کو اور بخشش کرین مال اس حد تک کہ کوی مال نہ چاہے اور صحیح مسلم اور صحیح بخاری مین اس حدیث نبوی مین یہ زیادہ کیا گیا ہے حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا تا آنکہ ہوجاوے ایک سجدہ بہتر تمام دنیا سے اور ابو داؤد اور ترمذی مین بہی یہ حدیث نبوی مروی ہے۔ اور پھر مفسر معالم التنزیل اوس حضرت سے روایت کئے ہین کہ وہ حضرت فرماتے تعالی فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام ویہلک الدجال ویمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون اور ہلاک کئے جاوین گے زمانہ مین عیسیٰ کے کل ملتان سوا اسلام کے اور ہلاک کیا جاویگا دجال پس ٹھہرینگے زمین مین چالیس برس پھر وفات پاوینگے پس نماز پڑہینگے اوپر مسلمان۔ اور حمامۃ البشری کے نوین صفحہ مین بھی جیسا کہ صحیح مسلم مین منقول ہے ذکر اسکی کی گئی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اذ بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھرودتین واضعا یدیہ علی اجنحۃ ملکین اذا طأطأ راسہ قطر واذا رفعہ تحدر منہ مثل جمان کالولوء فلا یحل لکافر یجد من ریح نفسہ الا مات الخ اور حمامۃ البشری کے بائیسوین صفحہ مین قادیانی صاحب کہتے ہین ان بعض الاحادیث یدل علی ان المسیح لا یاتی الا تابعا ومطیعا للمہدی فان الائمۃ من قریش والمسیح لیس من قریش فلا یجوز ان یستخلفہ اللہ لہذہ الامۃ یعنے تحقیقکہ بعض احادیث دلالت کرتے ہین اسپر کہ مسیح نہین آوینگے مگر تابع اور فرمانبردار ہوکے واسطے حضرت امام محمد مہدی علیہ وآبائہ افضل الصلوۃ والسلام کے تحقیقکہ اماما ن قریش سے ہین پس جائز نہین ہے کہ خلیفہ فرماوے اللہ عیسی کو واسطے اس امت کے۔ اب باقی رہا حضرت عیسے علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کی قبض روح کرکے اللہ تعالی پھر اون کو زندہ فرماکے آسمان پر لیجانا پس اس قبض روح عیسی ہونیکو مین تمام صحاح مین اہل سنت والجماعۃ کے ڈہونڈھ چکا کہین حدیث نبوی سے اسکا پتا نہین پایا مگر بقول اسحاق کہ وہ کہتے ہین سات ساعت قبض روح حضرت عیسے فرمایا تہا والسلام کمترین خادمہ دین محمد غلام نبی اللہ احمد۔ العبد محمد حسن امروہی نزیل مدراس

یہ بیان مجتہد صاحب کا دو روز میں لکہا گیا ہے اور تین گہنٹوں سے کچہ زائد وقت مجتہد صاحب نے لیا ہے دو گہنٹے آپکے تاریخ اور ایک گہنٹہ کے قریب دیروز اب آگے حضرت مولوی صاحب کا بیان دو گہنٹے کا ناظرین کے روبرو پیش کیا جاتا ہے الراقم صالح محمد امین تحریرات فریقین۔

پرچہ مولوی صاحب مورخہ ۳ جون وقت ۶ ساعت ۱۰ دقیقہ شام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو الھادی لمن یشاء والمضل لمن شاء ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا والصلوۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین واصحابہ الطاہرین وآلہ الطیبین اما بعد یہ عاجز بعض خطوط اور پرچے مولوی صاحب مخاطب کے مطالعہ کر کر مولوی صاحب کے علم و فضل سے بطور علم الیقین واقف ہوگیا تہا لیکن کل اور آجکے جلسوں میں اس عاجز کو مولوی صاحب کا علم و فضل مشاہد اور حق الیقین ہوگیا ولیس الخبر کالمعاینۃ صاحبان حاضرین جلسہ کو معلوم ہوگا کہ جو دعوی مولوی صاحب نے کل کے روز لکہا یا تہا اوسکی ثبوت کی کوئی دلیل اسوقت تک پیش نہیں فرمائی اور تقریب یعنے روان کرنا دلیل کا اسطرح پر کہ مستلزم مطلوب ہو بالکل ناتمام ہے حالانکہ نظار کے نزدیک بغیر تقریب کے کوئی مدعا ثابت نہیں ہوسکتا۔ اولا مولوی صاحب نے حضرت عیسے کا زندہ آسمان پر بجسد عنصری اوٹہائے جانیکا دعوی کیا تہا اور دلیل اوسپر اللہ تعالی کی قدرت کو گردانا تہا غور فرمانے کی جگہہ ہے کہ اللہ تعالی کو تو سب چیز پر قدرت ہے مثلاً جس مکان میں یہ جلسہ ہو رہا ہے وہ چاہے تو اس مکان کو بہی آسمان پر اوٹہالے مگر اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ وہ مکان آسمان پر اوٹہایا بہی گیا علی ہذا القیاس ہزاروں امثلہ اسکی پیش کیجا سکتی ہیں جو کہ اللہ تعالی کے تحت قدرت میں داخل ہیں مگر اوس سے یہ کب لازم آسکتا ہے کہ بغیر ارادہ الٰہی وہ واقع بہی ہوگئیں اسکے جواب میں اس عاجز نے کل کے جلسے میں یہ عرض کردیا تہا کہ جس طرح پر اللہ تعالے کو اس رفع جسمانی پر قدرت ہے اوسی طرح پر اماتت اور عدم رفع پر بہی قدرت ہے دونوں طرفین برابر ہیں یعنے فعل اور عدم فعل کیونکہ وہ قادر مختار ہے پس جب تک کسی جانب کا ثبوت ایسے امر خارق میں مشاہدہ یا دلیل سمعی و عقلی قطعی سے نہووے اوس جانب خارق کو کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے خصوصاً وہ امر جو بالکل قوانین فطرت الٰہیہ کے خلاف ہو یعنے وہ قوانین جن کو اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک میں مصرح کر کر بیان فرمایا ہے۔ اور یہ گذارش عاجز کی مولوی صاحب مخاطب کے مسلک کے بالکل موافق ہے کیونکہ مولوی صاحب ممدوح حسب عقیدہ خود مقر

ہین کہ عقل ایک رسول باطنی اور حجت خدا اور نور خدا ہے اور کل کے جلسہ مین بہی تسلیم فرما چکے ہین،
کہ یہ قاعدہ عقلی تمہارا ہم کو بھی مسلم ہے تو جو امر ایسا ہو کہ یہ نور خدا اور رسول باطنی اور حجت
خداوندی کے بہی مخالف ہو اور کلام اللہ مین بہی اوسکی منافات ثابت ہوتی ہو۔ ۶ گھنٹے
۵ ۵ منٹ پر نماز مغرب کی پڑہی گئی۔ تو پہر ایسا امر ہرگز ہرگز قابل تسلیم نہین ہوسکتا اور منافی
ہونا دعوی بلا دلیل مولوی صاحب کا عقل اور نقل کے اگرچہ ہم کل کے جلسہ مین بخوبی ثابت کرچکے
ہین لیکن بنا بر تسکین صاحبان حاضرین آجکے جلسے مین بہی انشاءاللہ تعالی بخوبی ثابت کرینگے
نسبت قاعدہ جو مولوی صاحب نے جرح فرمایا ہے اُس سے مولوی صاحب کی تفسیر دانی
اور مہارت علوم الہیہ اصول وغیرہ مین ناظرین کو بخوبی ثابت ہوگئی ہوگی جملہ اہل اسلام کے
نزدیک جسقدر قواعد اور اصول علوم کے استخراج کی گئی ہین وہ سب قرآن مجید سے ہی مستنبط
ہین جو اصل اور قاعدہ خلاف قرآن کریم ہو وہ تو محض مردود ہے مولوی صاحب کو اسطرف
ایک ذرہ بہر التفات نہین ہوا کہ قرآن کریم مثل منطقیون اور اصولیون کے قواعد کلیہ معہ
جملہ مقدمات ظاہرہ صغری وکبری کے بیان نہین فرماتا ہے اور نہ واقعات تاریخیہ کو مثل مورخین
کے مرتبہ تاریخوار بیان کرتا ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی عادت ہے کہ قواعد علوم مین کسی مقدمہ مبہمہ
کے طرف اشارہ فرما دیتا ہے جس سے اصولی اہل علم وہ قاعدہ استخراج اور استنباط کر لیتے ہین
او علی ہذالقیاس واقعات تاریخیہ مین بہی امر مہم اور اہم کو بیان فرما دیتا ہے اور مخاطبین کو اُس
واقعہ کے طرف واسطے تدبر اور تذکر کے توجہ دلاتا ہی یہہ سنت قرآن مجید مین من اولہ الی آخرہ
پائی جاتی ہے۔ بہلا کیا قرآن مجید کوئی ایسی کتاب ہے جیسا کہ قطبی میر یا توضیح تلویح یا شرح ملا
وغیرہ جسمین تمام مقدمات علمیہ بیان فرمائی جاوین۔ ہرگز نہین بلکہ واسطے تذکر اور تدبر اولو
الالباب کی صرف اشارہ کسی مقدمہ مبہمہ کیطرف فرما دیتا ہے اہل علم وعقل اوس مقدمہ مبہمہ
کو پڑہکر جملہ مقدمات دلیل کے سمجھ لیتے ہین مثل مشہور ہے کہ العاقل تکفیہ الاشارہ۔ پس اب
دیکہو کہ اس آیت او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرأہ قل
سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا مین اللہ تعالی نے کس عمدگی سے یہہ قاعدہ کہ آسمان
پہ چڑہ جانا کسی بشر کا بجسد عنصری ممکن و وقوعی نہین بیان فرمایا کیونکہ آیت مین نفی اور اثبات
دونون موجود ہین یعنے نہین ہو مین کوئی شئی مگر آدمی رسول۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ جو امر نفی اور
اثبات سے بیان کیا جاتا ہے خصوصًا جبکہ نفی کے تحت مین کوئی نکرہ واقع ہو تو مفید استغراق ہوجاتا

ہے جیسا لا الہ الا اللہ۔ یا لا ریب فیہ مین پس اب حاصل مضمون آیت کا یہ ہوا کہ مین تو سوا بشر رسول
کے اور کچھ شی نہین ہون اور کوی بشر رسول جسد عنصری سے آسمان پر نہین گیا پس جبکہ کوی بشر
رسول اس جسد عنصری سے آسمان پر نہین چڑہایا گیا تو مجہہ سے یہ سوال کیون ہے۔ اور مولویصاحب
جو اسکے معنے بہین فرماتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قدرت سے آسمان پر چڑہنے کی نفی
فرمائی نہ اللہ تعالی کی قدرت سے ناظرین کو اس سے مبلغ علم حضرت مولوی صاحب کا معلوم ہوگیا
ہوگا اس آیت مین کہان مذکور ہے کہ مخاطبین نے یہہ کہا تہا کہ آپ اپنی قدرت سے آسمان پر چڑھ
جاوین۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نسبت معجزات کے ہمیشہ یہہ رہی ہے کہ قل انما
الآیات عند اللہ شاید مولوی صاحب کا یہ امر معتقد ہو کہ حضرت صلعم نے کفار کو یہ تعلیم کیا تہا
کہ مین اپنی قدرت سے تمام معجزات دکہا سکتا ہون جو کفار نے ایسا کہا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
ایسے خیالات کسقدر موجب سوداوی ہین۔ اگر فرض بہی کیا جاوے کہ آیت کی تفسیر وہی ہے جو
مولوی صاحب نے بیان فرمائی تو عرض یہ ہے کہ وہ بہی ہمارے مدعا کو مثبت ہے نہ مخالف
کیونکہ سلمنا کہ آیت کے یہ معنے ہوے کہ اپنی قدرت سے رسول کریم صلعم آسمان پر نہین چڑھ سکے
مگر یہ بہی تو ثابت کیا جاوے کہ آنحضرت صلعم اللہ تعالی کی قدرت کاملہ سے بروقت سوال کرنے
کفار کے آسمان پر چڑہائے گئے اور کفار کا جواب اسطرح دیا گیا کہ نبی صلعم اپنی قدرت سے تو
نہین چڑھ سکے لیکن اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر اپنی قدرت کاملہ سے
چڑہا دیا یہ تو وہی بات متعلق قدرت کاملہ الہیہ کے ہوگئی جسکا منکر ہمارے نزدیک کافر ہے۔
حضرت من غرض تو اس امر کے وقوع سے ہے کہ تحت قدرت داخل ہو نہین۔ پس ہمارا مطلب بہرحال
ثابت ہے کہ آسمان پر اس جسد خاکی سے باختیار خود چڑہنا یا چڑہایا جانا بقدرت کاملہ الہیہ ثابت
نہین۔ کیونکہ چڑہنا از خود یا چڑہایا جانا دونون کا وقوع اب تک ثبوت کو نہین پہونچسکا پس قاعدہ
کلیہ اس مقدمہ متضمنہ نفی و اثبات سے یہ ثابت ہوا کہ نہ کوی بشر رسول بجسد عنصری آسمان پر
چڑہایا گیا اور نہ کوی غیر رسول کیونکہ لفظ بشر کا بہی موجود ہے۔ پھر اب فرمائے کہ یہ قاعدہ کلیہ
آیت سے متخرج ہوا یا نہین اور جو تعریف قاعدہ یا اصل کی آپ نے کل کے روز لکہی اوسپر صادق
آئی یا نہ آئی انصاف اسکا صاحبان حاضرین کے خدمت سے طلب ہے۔ اور نسبت آیت انہم لا یرجعون
کے جو مولوی صاحب تحریر فرماتے ہین اور حدیث جابر پر جبرا جرح کیا ہے اوسکی نسبت یہ گذارش
ہے کہ جو معنی آیت کے حدیث جابر مین مذکور ہین وہی معنی آیات کثیرہ قرآن مجید سے بالتنصیص

اور نص قطعی کے طور پر ثابت ہوتے ہین پس ایسی حدیث اگرچہ آپ کے نزدیک مسلم ہو تو ہم کو کچھ
مضر نہین ہو سکتے کہ اصل متمسک بہ ہمارا قرآن مجید ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واذا تتلیٰ علیھم ایاتنا
بینات ما کان حجتھم الا ان قالوا ائتوا باٰبائنا ان کنتم صادقین قل اللہ یحییکم ثم
یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیامۃ۔ حاصل ترجمہ یہ ہوا کہ جبکہ ہماری آیتین مکذبین پر پڑھی جاتی
ہین تو اور کوئی حجت اونکی نہین ہوتی مگر یہ کہ کہتے ہین کہ وے ہمارے باپ دادون کو آپ دنیا
مین لے آوین اگر آپ دعوی نبوت مین صادق ہین اون کو جواب کہ یہ احیا و امانت اللہ تعالیٰ
کا فعل ہے وہی ہمیشہ کرتا ہے اور مارتا ہے پھر تم سب کو قیامت مین زندہ کر کر جمع کریگا یعنے نہ دنیا مین
اور دوسری جگہ فرمایا لایمسھم فیھا نصب وما ھم منھا بمخرجین یعنے نہ پہونچیگی ان کو وہان
کچھ تکلیف، اور نہ وہ وہان سے نکالے جاوینگے۔ یہ آیت اہل جنت کے واسطے ہے۔ اور جگہ فرمایا ان الذین
امنوا وعملوا الصالحات کانت لھم جنات الفردوس نزلا خالدین فیھا لا یبغون عنھا
حولا یعنے جو لوگ ایمان لائے اور کئے انہون نے بھلے کام اون کی ہین ٹھنڈی چھانو کے باغ مہمانی
کے واسطے وہ اُنمین ہمیشہ رہینگے نہ چاہینگے وہان سے پھرنا یعنے دنیا مین۔ اور جگہ فرمایا وقال الذین
اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرأ منھم کما تبرؤا منا کذلک یریھم اللہ اعمالھم حسرات علیھم
وما ھم بخارجین من النار یعنے اور کہین گے پیروی کرنے والے کاشکے ہم کو دوسری بار زندگی ہو
تو ہم الگ ہوجاوینگے اون ائمۃ الکفر سے جیسے یہ لوگ الگ ہوگئے ہم سے اسیطرح دکھاتا ہے اللہ اونکو
کام اون کے افسوس دلانیکو اور اون کو نکلنا نہین آگ سے۔ اور جگہ فرمایا یریدون ان یخرجوا
من النار وما ھم بخارجین منھا ولھم عذاب مقیم چاہین گے کہ نکل جاوین آگ سے اور وہ
نکلنے والے نہین اور اُن کو عذاب دائم ہے۔ اور جگہ فرمایا لا یذوقون فیھا الموت الا الموتۃ
الاولی یعنے نہ چکھین گے وے یعنے اہل جنت اوس بہشت مین دوسری موت مگر موت اول کو۔ اس
آیت کی تفسیر مین امام بخاری صاحب لکھتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات واقع
ہوئی تو حضرت خلیفہ اول تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر بوسہ
دیا اور فرمایا کہ میری ما اور باپ آپ پر قربان ہون قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اللہ تعالیٰ آپ پر
دو موتین وارد اور جمع نہ کریگا پورا ہوا حاصل مضمون امام بخاری کا یعنے آپ کو اب اس دنیا
مین دوبارہ پھر زندہ نہ کریگا جس سے دوسری موت پھر چکھنی پڑے یہ اسواسطے فرمایا گیا کہ
صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مین مختلف ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو

کوی کہیگا کہ آنحضرت کی وفات ہوگئی ہین اوسکو اپنی اس تلوار سے قتل کرونگا بلکہ آنحضرت صلعم کی وفات نہین ہوی جیسا کہ حضرت عیسے بن مریم کی وفات بھی نہین ہوی۔ تب حضرت خلیفہ اول نے خطبہ پڑہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو بدلیل قطعی قرآنی معہ وفات حضرت عیسے بن مریم اور جملہ رسولون کے ثابت فرمایا اور یہ آیت پڑہی وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اور دوسری دلائل سے بہی آنحضرت صلعم کی وفات کو ثابت کیا تب تمام صحابہ حاضرین نے اپنی قول سابق سے رجوع کیا۔ یہہ قصہ تمام کتب احادیث اور کتب سیر حتی کہ شمائل ترمذی مین جو دو تین جز کی کتاب ہے مذکور ہے اور ملل و نحل شہرستانی مین تو بہت مفصل لکہا ہی اور اسی سے یہان پر لکہا گیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام صحابہ حاضرین نے حضرت عیسے کے حیات کے قول سے بھی رجوع کیا۔ اور جگہ اللہ تعالی فرماتا ہے حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون یعنے یہان تک کہ جب آپکی کافرون مین سے کسی ایک کو موت تو کہتا ہے وہ ای میرے رب پہر دنیا مین مجہے بہیجدے تا کہ مین نیک کام کرون اور تدارک مافات (یعنے جو نیک کام ترک ہو گیا ہے) کرون۔ ہرگز یہ نہین ہوسکتا یہہ تو اوسکا ایک قول ہے اور وراے اون کے ایک پردہ اور اوٹ ہے جسکے سبب دنیا مین نہین آسکتے قیامت تک۔ ای ناظرین و حاضرین جلسہ ہمارے مخاطب مولوی صاحب نے اور تفاسیر کو تو کیا دیکہا ہوگا جنکا ذکر زبانی اسوقت فرمایا باوجودیکہ اقرار عدم سخن کر بیٹہا گیا تہا۔ تفسیر اردو شاہ عبد القادر صاحب کی بہی ملاحظہ نہین فرمائی اسکے فائدہ مین لکہا ہے کہ یہ سب لوگون کی باتین ہی باتین ہین کہ مردے دنیا رجوع کرتے ہین۔ اس آیت سے کامل طور پر یہہ بات ثابت ہوگئی کہ قیامت تک اللہ تعالی نے ایک ایسا برزخ حائل کیا ہے کہ وہ دنیا مین رجوع کرنے موتے سے مانع ہے اور بعض صاحب جو فرمایا کرتے ہین کہ ان آیات مین وہ رجوع مراد ہے جو بعد اس دخول دوزخ اور جنت کے ہو جو حشر و نشر مین ہوگا کہ اوسکے بعد پہر دنیا مین لوٹ کر مہتے نہین آتے یہہ وسوسہ اور شک اونکا باطل ہے نصوص بینہ قرآنیہ صریح دلالت اسبات پر کرتے ہین کہ دخول دوزخ اور جنت کا بعد موت کے معا ہو جاتا ہے۔ ہان اس دخول دوزخ اور جنت کے درجات ثلثہ ہین کامل دخول بعد حشر اور نشر کے ہوگا۔ چنانچہ آیات ذیل سے یہہ دخول بعد موت کے معا ثابت ہے قال اللہ تعالی مما خطیئاتھم اغرقوا فادخلوا نارا یعنے آل فرعون اپنی خطاؤن کی سبب ڈبادی گئے اور وہ دوزخ مین داخل

کر دے گئے اہل جنت کے واسطے ارشاد ہوا قیل ادخل الجنۃ قال یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین یعنے کہا گیا کہ جنت مین تو داخل ہو تب کہا اوسنے کاشکے مری قوم جان لیتی اون باتون کو جو اللہ تعالیٰ نے میری واسطے مغفرت کے ذریعہ عطا فرمائین اور کر دیا مجھہ کو اکرام والونمین سے۔ غرضکہ اسی طرح کی آیات کثیرہ اور احادیث بے شمار دلالت صریحہ کرتی ہین کہ دخول دوزخ اور جنت بعد موت کے ہی متحقق ہو جاتا ہے جس سے پھر نکلنا اوس سے نہین ہوسکتا اہل جنت کو تو اسواسطے کہ دنیا دار الہموم اور سجن مومن ہے دوبارہ پھر جنت مین سے دنیا مین اہل جنت کا بھیجنا گویا دوبارہ اونکو دوزخ مین ڈالنا ہے اور اہل دوزخ کو اسواسطے کہ وہ اپنی کردار بد کی پاداش مین جیل مین داخل و مقید کئے گئے پھر قبل میعاد کے کیونکر نکلسکتے ہین اس مطلب پر اگرچہ نصوص بینہ قرآنی اور احادیث کی اس کثرت سے ہین کہ اون کو اگر اس جگہہ پر لکھا جاوے تو شاید حاضرین جلسہ کو کچھ ملالت ہو لہذا مختصر لکھا گیا اور ہماری مولوی صاحب مخاطب کو تو اسی اختصار سے بڑی ملالت اون کی زبانی اسوقت معلوم ہوی۔

اب فرمائے اور کوی ایسا مفر پیدا کیجئے کہ جو حدیث جابر کا مضمون آپ نے تسلیم نہین کیا اور بصورت تسلیم مخصوص فرمایا اہل دوزخ سے وہ آپکی عدم تسلیم یا تخصیص اوس مفر سے ثابت ہو ورنہ حدیث جابر کا مضمون ایسا جابر ہے کہ بجبر و اکراہ آپ کو اوسکی تسلیم کی طرف لوٹائی لاتا ہے۔ اور آپ نے جو یرجعون صیغہ معروف قرار دیکر فرمایا کہ خود بخود وہ رجوع نہین کر سکتے یہ بات آپ کی بالکل خلاف سباق وسیاق ہے کیونکہ سباق مین اوسکی موجود ہے کہ قد سبق منی یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ امر میری طرف سے مقرر ہو چکا ہے اور اگر آپ کی معنی بھی تسلیم کئے جاوین تو کونسی دلیل قطعی اسبات پر آپ کی پاس موجود ہے کہ یہ صیغہ حدیث قدسی مین معروف کا ہی ہے صیغہ مجہول نہین آپ اوسکو یرجعون ہی بصیغہ مجہول تصور فرماوین مضمون تو واحد ہی ہے ایسے نزاع بے سود ایک نزاع لفظی ہین جو داب محصلین سے بالکل منافی ہین۔ اور آپ نے جو ہم لوگون کے طرف منسوب کیا کہ عقل کو دلیل مستقل قرار دیتے ہو یہ محض غلط اور افترا ہے کسی ہمارے رسالہ مین دلیل عقلی کو دلیل مستقل نہین گردانا گیا اور نہ مسائل فلاسفہ اعادہ معدوم استحالہ خرق والتیام اجرام سماوی و عدم حشر و نشر اجساد وغیرہ وغیرہ کو کسی جگہ نہین تسلیم کیا گیا بلکہ ان مسائل کا ابطال بدلائل قاطعہ رسائل مصنفہ حضرت اقدس مسیح علیہ السلام مین موجود ہے دیکھو رسالہ کحل الجواہر و براہین احمدیہ وغیرہ وغیرہ کو اور آپ نے

جو فرقہ ماتریدیہ و اشاعرہ وغیرہ کا ذکر زبانی فرماکر یہہ جتلایا کہ ہم ان کی مسائل سے بہی واقف
ہین اس سے حاضرین جلسہ کو محض عدم واقفیت آپ کی ثابت ہوی ہوگی کیونکہ یہہ جو اختلاف ماتریدیہ
اور اشاعرہ وغیرہ مین ہے وہ احکام شرعیہ کے حسن وقبح مین ہے ایک فریق کہتا ہے کہ حسن وقبح افعال
کا عقلی ہے اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ نہین بلکہ حسن اور قبح احکام شرعیہ اور افعال کا شرعی ہے
اسکی بحث بہت تفصیل سے کتب علم کلامیہ مین مذکور ہے جسکو اس جلسہ مین بیان کرنا لغو سمجھتا
ہون اگرچہ آپ نے ایسے بے سود امر کو جسکا تعلق بالکل مسائل متنازعہ فیہا حال سے نہین ہے
چھیڑا اور بیان کیا۔ مولوی صاحب کسی فریق اشاعرہ یا ماتریدیہ کا بلکہ کسی فرقہ اسلامیہ کا
یہ مذہب نہین ہے کہ امور واقعات اور تاریخیہ مین سے جو امر بالکل خلاف عقل ہو اوس کو
ہم بلا دلیل نقلی قطعی کے تسلیم کرلین مثلاً اگر کوی شخص کہے کہ کل قلعہ مدراس کی زمین کو اللہ
تعالی آسمان پر اوٹھا کرلے گیا اور چونکہ تم سنی مسلمان ہو سنکر اسپر ایمان لے آو اگر اسکو تسلیم
نہ کروگے تو پھر یہ ثابت ہوگا کہ تم دلیل عقلی کو مستقل دلیل جانتے ہو تو ناظرین کو اسکے قول
کی وقعت جو کچھ ہے وہ معلوم ہے یہ عاجز کیا عرض کرے۔ باوجودیکہ ہمارے مخاطب صاحب
عقل کو نور خدا بہی کہتے ہین اور حجت الہیہ بہی جانتے ہین اور رسول باطنی بہی اعتقاد کرتے
ہین اور ایک ایسے واقعہ کو جس کو تخمیناً دو ہزار برس گذر گئے اور وہ واقعہ بہی ایک ایسا عظیم الشان
ہے کہ اگر واقع ہوا ہوتا تو اوس وقت سے آجتک کوی یہودی مکذب مسیح بن مریم کا دنیا مین باقی
نرہتا۔ پھر اس واقعہ کو صرف ایک ایسے دلیل ناتمام وناقص سے کہ اللہ تعالی کو قدرت ہے تسلیم
کرانا چاہتے ہین اور حضرت اقدس جناب مہدی ومسیح علیہ السلام جو اسوقت مین مبعوث من
اللہ ہوے ہین انکا تو فرض منصبی ہی ہے کہ جو دلائل فلاسفہ وملاحدہ مخالف قرآن مجید ہین
ان کو نیست ونابود کرکے مصداق پیشین گوئی مندرجہ قرآن مجید کا یعنے لیظہرہ علی الدین
کلہ کے مضمون کو ثابت کرکے دکہلاوین چنانچہ ہزارون شکوک و اعتراض فلاسفہ ملاحدہ
جدیدہ کے حضرت اقدس نے قلع وقمع فرماکر اپنی رسائل مطبوعہ مین شایع فرمائی ہین جو ناظرین
اون رسائل کو معلوم ہوگا۔ مگر ہمارے مولوی صاحب مخاطب نے حضرت اقدس کی کتابون
کو کہان ملاحظہ فرمایا ہے جو اون کو معلوم ہوتا فقط

کتبہ العبد
محمد احسن امروہی نزیل مدراس

العبد
کمترین خدام دین محمد غلام نبی اللہ احمد

پرچہ سوم مولوی محمد احسن صاحب مورخہ ۴ جون وقت نواخت چہار ساعت ۵ ۴ منٹ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم دیکہو آئینہ کمالات صفحہ ۲۲ جسمین حضرت اقدس نے سر
سید احمد خان صاحب کا رد تحریر فرمایا ہے وہو ہذا۔ اسکا باعث ایک ناگہانی ابتلا معلوم ہوتا ہے
جسمین وہ پہنس گئے اور وہ یہ کہ قبل اسکے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیمات مین تدبر کرتے اور اس کی
تسلی بخش دلائل سے اطلاع پاتے کسی منحوس وقت مین اون کتابون کی طرف متوجہ ہو گئے
جو اس زمانہ کے یورپ کے فلاسفرون نے جو دہریہ کے قریب قریب ہین تالیف کی ہین اور
نہ صرف یہی بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ملحد طبع نو تعلیم یافتہ لوگون کی باتین بہی سنتے رہے جن کے
طبیعتون مین یورپ کی طبعی اور فلسفہ پہنس گیا تھا سو جیسا کہ ایکطرفہ خیالات کا سننے کا
نتیجہ ہوا کرتا ہے وہی نتیجہ سید صاحب کو بہی بھگتنا پڑا قرآن کریم کے حقائق معارف سے تو بے خبر
ہی تھے اسلئے فلاسفرون کی تقریرون کی ساحرانہ اثر نے سید صاحب کے دلپر وہ کام کیا
کہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل اور طینت کی پاکیزگی جو اوسکے فضل سے تھی اون کو نہ تھامتے تو معلوم
نہین کہ اون کی یہ سرگردانی ابتک کہان تک ان کو پہونچاتی سید صاحب کی یہ نیک منشی
درحقیقت قابل تعریف ہے کہ انہون نے بہرحال قرآن شریف کا دامن نہین چہوڑا گو سہوا
اوسکے منشا اور اوسکی تعلیم اور اوسکے ہدایتون سے ایسے دور جا پڑے کہ جو تاویلین قرآن
کریم کی نہ خدای تعالیٰ کے علم مین تہین نہ اوسکے رسول کے علم مین نہ صحابہ کے علم مین نہ
اولیا اور قطبون اور غوثون اور ابدال کے علم مین اور نہ اونپر دلالۃ النص نہ اشارۃ النص
وہ سید صاحب کو سوجہین زیادہ تر افسوس کا یہ مقام ہے کہ سید صاحب نے قرآن شریف
کی اون تعلیمون پر جو اصل اصول اسلام اور وحی الٰہی کا لب لباب تہین یا یون کہو کہ جنکا نام اسلام تھا
خیرخواہی کی نیت سے پانی پہیر دیا اور اپنی تفسیر مین آیات بینات قرآن کریم کی ایسی بعید از صدق و
انصاف تاویلین کین کہ جس کو ہم کسی طرح سے تاویل نہین کہہ سکتے بلکہ ایک پیرایہ مین قرآن کریم کی
پاک تعلیمات کا رد ہے سید صاحب کے ہر ایک فقرہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نئی فلسفہ سے
جو یورپ نے پیش کیا ہے اونکا دل کانپتا اور لرزتا ہے اور ان کی روح اوسکو سجدہ کر رہی ہے
آخر عبارت تک اور دیگر صدہا مقامات مین جو مسائل فلسفیہ کہ خلاف اسلام ہین ان کو دلائل قاطعہ
سے رد فرمایا ہے چنانچہ ازالہ مین بصفحہ ۶۷۹ تحریر فرماتے ہین۔ دیکہو دنیوی علوم جو اکثر مخالف قرآن

کریم اور غفلت مین ڈالنے والے ہین کیسے آجکل زور سے ترقی کر رہے ہین اور زمانہ اپنی علوم ریاضی
اور طبعی اور فلسفہ کی تحقیقاتون مین کیسے ایک عجیب طور کی تبدیلیان دکہلا رہا ہے کیا ایسے نازک
وقت مین ضرور نہ تہا کہ ایمانی اور عرفانی ترقیات کے لئے بہی دروازہ کہولا جاتا تا شر و محدثہ کی
مدافعت کے لئے آسانی پیدا ہوجاتی سو یقیناً سمجہو کہ وہ دروازہ کہولا گیا ہے اور خدا تعالی نے
ارادہ کر لیا ہے کہ تا قرآن کریم کے عجائبات مخفیہ اس دنیا کے متکبر فلسفیون پر ظاہر کرے اب نیم ملا
دشمن اسلام اس ارادہ کو روک نہین سکتے اگر اپنی شرارتون سے باز نہین آوین گے تو ہلاک کئے
جاوینگے اور قہری طمانچہ حضرت قہار کا ایسا لگیگا کہ خاک مین ملجاوین گے ان نادانون کو حالت موجودہ
پر بالکل نظر نہین۔ چاہتے ہین کہ قرآن کریم مغلوب اور کمزور اور ضعیف اور حقیر سا نظر آوے لیکن
اب وہ ایک جنگی بہادر کی طرح نکلیگا ہان وہ ایک شیر کی طرح میدان مین آویگا اور دنیا کے
تمام فلسفہ کو کہا جاویگا اور اپنا غلبہ دکہاویگا اور لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشین گوی کو پوری
کر دیگا اور پیشین گوی لیمکنن لہم دینہم کو روحانی طور سے کمال تک پہونچا دیگا انتہی۔ وغیرہ۔
ذلک من العبارات الکثیرہ۔ مولوی صاحب مخاطب نے زبانی یہ بہی ارشاد فرمایا ہے کہ میری پاس
بہت سی آیات ایسے موجود ہین جن سے ثابت ہو گا کہ موتی حقیقی دنیا مین پہر رجوع کرتے ہین اسکی
نسبت یہ گذارش ہے کہ مخاطب صاحب کو کتب لغات و محاورات عرب پر بالکل توجہ نہین موت کے
معنے قرآن مجید اور محاورات عرب مین بہت کثرت سے مستعمل ہوتے ہین چنانچہ تاج العروس شرح قاموس
وغیرہ مین لکہا ہے۔

(۱) الموت زوال القوۃ النامیۃ یحیی الارض بعد موتہا۔ یعنے موت کے معنی ایک یہ ہین کہ قوت
نامیہ زائل ہوجاوے اوسکی مثال ایسی ہے کہ زندہ کرتا ہے اللہ تعالی زمین کو بعد اسکے مرنے کے۔

(۲) والموت زوال القوۃ الحاسۃ۔ لیتنی مت قبل ھذا یعنے دوسرے معنے موت کے قوت حس کا
زائل ہوجانا ہے مثال اسکی کاش کے مین مرجاتی اس سے پہلے۔

(۳) زوال القوۃ العاقلۃ او من کان میتا فاحییناہ یعنے تیسرے موت کے معنی قوت عاقلہ کا زائل
ہوجانا ہے جیسا کہ فرمایا ایا وہ شخص جو مردہ تہا پہر ہمنے اوسکو زندہ کیا۔

(۴) والموت الحزن والخوف ویاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت یعنے چوتہے معنے موت
کے حزن اور خوف کے بہی ہین جیسا کہ فرمایا آتی ہے اوسپر موت ہر ایک مکان سے حالانکہ وہ میت
نہین ہے۔

(۵) والموت الذل اول من مات ابلیس یعنے پانچوین معنے موت کے ذلت کے ہین جیساکہ عرب کے محاورات مین ہے کہ سب سے اول جو ذلیل ہوا وہ ابلیس تھا۔

(۶) والموت السکون مات الریح سکن یعنے چھٹے معنے موت کے ٹھرجانے کے بھی ہین جیساکہ محاورہ عرب مین ہے کہ ہوا ٹھر گئی۔

(۷) والموت النوم احیانا بعد ما اماتنا یعنے ساتوین معنی موت کے نیند کے ہین جیساکہ فرمایا زندہ کیا ہم کو بعد اسکے سلادیا تھا ہم کو۔

(۸) والموت الخضوع مات المومن ای خضع للحق یعنے آٹھوین معنے موت کے عاجزی اور انکساری کے ہین خاضع اور منکسر ہوا مومن واسطے حق کے اسی طرح پر غشی اور غفلت کے معنے مین بھی آجاتا ہے۔ کالذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم یعنے جیساکہ نکلی وہ اپنے شہرون سے اور وہ ہزارون تھے موت کے ڈر سے پس فرمایا اللہ تعالی نے اون کو بے ہوش ہوجاؤ پھر اون کو زندہ کیا یعنے غشی سے ہوش مین لے آیا۔ غرضکہ جب ہم کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ شرعیہ سے ثابت ہوگیا کہ موتے حقیقی دنیا مین رجوع نہین ہوتے اب جو کسی جگہ پر قرآن مجید یا احادیث مین ایسا پایا جاوے کہ بعد موت کے دنیا مین پھر دوبارہ کسی کو حیات حاصل ہوئی تو چونکہ قرآن مجید مین باتفاق فریقین اختلاف نہین ہوسکتا ولوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا احیا واماتت کے وہ معنی کرنی چاہئین جس سے توفیق وتطبیق بین النصوص حاصل ہوجاوے ای حاضرین منصفین یہ کیا انصاف اور کونسا علم ہے کہ نصوص بینہ کے مقابل مین واسطے اثبات تعارض اور تخالف نصوص کے اپنی فہم کے بموجب وہ نصوص جو بظاہر مخالف معلوم ہوتے ہین پیش کیجاوین۔ ای حضرات تقاضای ایمان واسلام تو یہ ہے کہ حسب محاورات اور لغات صحیحہ کے متشابہات اور ذوالوجوہ نصوص و آیات کے وہ معنے لئے جاوین جو موافق محکمات کے ہون قال اللہ تعالی ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب یعنے فرمایا اللہ تعالی نے کہ اللہ تعالی کی وہ ذات پاک ہے جسنے کتاب قرآن کو نازل فرمایا بعض آیات اوس کتاب مین سے آیات محکمات ہین جو ذوالوجوہ نہین اور بعض دوسری متشابہات ہین یعنے ذوالوجوہ ہین پس لیکن وہ لوگ کہ جنکے دلون مین کجی ہے پیروی کرتے ہین اوس متشابہ

کی واسطے چاہنے اپنے فتنے کے جو اون کی دل مین ہے اور واسطے چاہنے اوس تاویل کے جو اون کی
دل کی موافق ہو نہ مطابق محکمات کے اور نہین جانتا ہے تاویل اوسکی کوئی مگر اللہ تعالی اور جو
لوگ علوم مین مضبوط اور راسخ ہین - وہ کہتے ہین کہ ہم اون سب پر ایمان لائے کیونکہ محکمات اور
متشابہات سب اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہین اور راس اصل اور قانون کو نہین یاد رکہتے مگر وہی
لوگ جو صاحب عقل اور دانائی کے ہین پورا ہوا حاصل ترجمہ آیت کا - اب گذارش یہ ہے کہ مولوی
صاحب مخاطب کا یہ دعوی تہا کہ اللہ تعالی حضرت عیسے کو زندہ جسد عنصری کے ساتہ آسمان پر لیگیا
اور دوسرا دعوی یہ بہی تہا کہ قبض روح فرماکر پہر اون کو زندہ کیا اور آسمان پر لے گیا - اور
اس دعوی دوم کی نسبت یہ فرمایا تہا کہ اس کا ثبوت بہی میری ذمہ ہے - مگر الحمد للہ کہ دعوی دوم
سے تو مولوی صاحب دست بردار ہو گئے اور یہ اقرار کر لیا کہ مین نے تمام صحاح دیکہا مگر اس دعوی
کے اثبات کیواسطے کوئی حدیث کتب اہل سنت مین نہین پائی مگر قول اسحق - اب مولوی صاحب
کو اس دست برداری دعوی دوم سے بڑی سبکدوشی ہو گئی اور اب کچہ ضرورت یہ بہی نہ رہی
کہ وہ نصوص بینۂ قرآنیہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موتے حقیقی دنیا مین رجوع نہ کرین گے اون نصوص
کے مقابلہ مین دوسری آیات یا روایات کو اپنی فہم کے بموجب ٹکراوین اور خواہ مخواہ تعارض
اور تخالف ثابت کرین جسکی توفیق و تطبیق مولوی صاحب سے ہرگز نہو سکیگی لہذا مجہہ کو بڑی
خوشی ہوئی کہ مولوی صاحب ایک دعوی بلا دلیل اور عظیم الشان سے دست بردار ہو گئے اور
اونہون نے ایک مخمصہ سے نجات پائی - اور اگر مولوی صاحب باوجود اس کے آیات قرآنیہ کو
باہم ٹکرانے پر بہے اصرار فرماوین گے تو بجز اسکے کہ تخالف اور تعارض بین الآیات والروایات ثابت
کرین جو تقاضای انصاف واسلام سے بالکل بعید ہے کوئی مفاد اور نتیجہ اوس کا حاصل نہوگا
کیونکہ اُن آیات مین جنکو مولوی صاحب پیش کرینگے کسی جگہ مذکور نہین ہے کہ حضرت عیسی
بہی اُن آیات مین داخل ہین غایت الامر یہہ ہے کہ حاضرین منصفین وغیرہ یہ نتیجہ نکالین گے کہ
مولوی صاحب نے بزعم خود قرآن مجید مین نعوذ باللہ تخالف تو ثابت کر دیا لیکن حضرت عیسی
کا زندہ ہونا جسد عنصری سے بعد موت کے ہرگز ہرگز ثابت نہین کر سکے - پس مدعا ہمارا بہرحال
ثابت ہے - مگر مولوی صاحب کو یہ ضرر ہوا کہ تعارض اور تخالف بین الآیات اون کے حصے مین
آیا انا للہ وانا الیہ راجعون و نعوذ باللہ من ہذہ الوساوس -
حدیث حسن بصری کی جو پیش فرمائی گئی اول تو اوس حدیث کو کسی کتاب حدیث سے تخریج نہین

فرمایا اور محدثین کے نزدیک خصوصاً محل استدلال اور مناظرہ مین جب تک کہ تخریج حدیث نکیجاوے
اور اوسکی رواۃ کے توثیق و تعدیل نہووے تب تک کوئی ایسی حدیث قابل احتجاج اور استدلال
کے ہرگز نہین ہوسکتی خصوصاً ایسے بڑے واقع عظیم الشان مین جو خلاف دلائل نقلیہ و عقلیہ کے ہو
آگے رہین تفاسیر تو ان مین اکثر اقوال رطب و یابس موجود ہوتے ہین پس اس وجہ سے یہ قول حسن
بصری کا تفسیر ابن کثیر سے پیش کرنا اس جگہ محض بے سود ہے۔ دوسرے اگر بطور تنزل کے تسلیم ہی
کیا جاوے کہ رواۃ اسکے سب کے سب معدل اور موثق ہین تو بھی یہ حدیث مرسل ٹھہریگی جو
جمہور محدثین کے نزدیک حجت نہین۔ ذہب الجمہور الی ضعفہ و عدم احتجاجہ خصوصاً جبکہ یہہ
حدیث معارض اور مخالف پڑے احادیث صحیحہ کے جو صحیح بخاری وغیرہ مین نسبت موت حضرت
عیسے بن مریم کے وارد ہین جن سے بطور مفہوم کے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام فوت ہوچکے
اور صحابی ابن عباس جن کی نسبت آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی تہی کہ اللھم فقہہ فی الدین وعلمہ
التاویل اور صحابہ کرام مین بڑی لغوی اور مفسر قرآن بھی شمار ہوتے ہین اون کی تفسیر سے
جو صحیح بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ مین موجود ہے اوس سے بطور منطوق کے موت عیسی
کی ثابت ہے پس یہہ مرسل حدیث ساقط ہوگئی۔ مولوی صاحب ایسے مسائل مہمہ مین جب تک کہ
آپ قواعد تعادل اور ترجیح ادلہ کے جو فریقین کے اصول کی کتابون مین محرر ہین رعایت نہ فرماینگے
تب تک کیونکر ایسے مسائل کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ اور پھر جو آپکا دعوی ہے وہ تو اگر اس حدیث
متمسک بہ کو بطور فرض محال کے تسلیم بھی کر لیا جاوے تو بھی ثابت نہین ہوسکتا کیونکہ آپ
کے دعوی کے دو جزو ہین ایک جسد عنصری سے آسمان پر چڑہایا جانا دوسرا آسمان سے بجسد عنصری
نزول کرنا سو اس حدیث مین اون دونون جزو نکا پتا اور نشان بھی نہین ہے فقط یہہ ہی
کہ حضرت عیسے نہین مرے نہ مرنا مستلزم اسکو نہین کہ بجسد عنصری آسمان پر چڑہائی جاوین دیکھئے
حاضرین جلسہ کو کہہ سکتے ہین کہ یہ سب ابہی نہین مرے لیکن اس سے یہ کب لازم آیا کہ سب حاضرین
جلسہ آسمان پر چڑہائے گئے اور کلمہ رافعک سے مراد رفع روحانی ہے جس کو اپنی محل مین ہم ثابت
کر چکے ہین۔ دوسرا لفظ حدیث مین راجع کا ہے سو رجوع کے معنے آسمان پر سے اترنے کے کونسے
لغوی نے لکھی ہین۔ ہان البتہ اگر آپ یہ فرماتے کہ جیسے حسب مسلک شیعہ حضرت امام زمان سرداب
سر من رای مین مخفی بیٹھے ہین اسی طرح پر حضرت عیسے بھی کسی اوڑ غار مین یا حضرت امام مہدی
کے پاس لوگون کی ہدایت سے کنارہ کشی کر کر جا چھپے ہین اور ایک غیبت کبری انکو حاصل ہے

اور دونون کا شورہ بھی ایک ساتھ نکلیگا معلوم ہوتا ہے کسی وقت مین تو وہ دونون مجتمع ہوکر واسطے اصلاح اور تائید اسلام کے رجوع فرماوین گے تو اس بین غور کیجاتی اب نواس حدیث کا پیش کرنا ایسا ہے جیسا کسی نے کہا ہے۔ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا - الایا ایہا الساقی ادرکا سا وناولہا - مولوی آمور اعتقادیہ مین کیا ایسے ہی دلائل اور براہین پیش کیا کرتے ہین اور کیا آپ کا رسول باطنی اور نور خدائی اور حجت الٰہی ایسے اعتقادات کے اثبات مین ہی ہدایت فرماتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون - ایسے اقوال اور آثار تو کتب تصوف وغیرہ مین بھی بہت کثرت سے لکھی ہین طبقات کبری شعرانی جلد دوم صفحہ ۱۳۴ مین لکھتے ہین۔ وکان یقول علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ رفع کما رفع عیسی بن مریم ثم قال الشعرانی ھکذا کان یقول سیدی علی الخواص یعنے ایک بزرگ فرماتے تھے کہ تحقیق حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوٹھائے گئے ہین جیسا کہ حضرت عیسےٰ بن مریم اوٹھائے گئے ہین پھر کہا شعرانی نے اسیطرح پر مری سید علی خواص فرماتے تھے انتہیٰ - مولوی صاحب آپ نے رفع اور نزول کے معنے و مراد سمجھنے پر بالکل توجہ نہین فرمائی اس رفع اور نزول کی حقیقت کتب اکابر سے صرف اسقدر پائی جاتی

لہ بندہ محمد صالح حاجی اللہ رکھا اس مقام مین کچھ تہوڑی عبارت اعلام الناس حصہ دوم کے ملخصاً واسطے چاشنی مذاق ناظرین کے نقل کرتا ہے وہو ہذا صفحہ ۲۰۔

ف حضرت مسیح ابن مریم صرف دو چار مردون کو زندہ کر کراور کچھ بعض کوڑیونکو چنگا کر کر مدت اٹھارہ سو اکیانوے برس گذر گئے کر اپنی جان بچاکر آسمان پر جا بیٹھے اس مدت مین لاکھون کوڑہی اور مادر زاد اندہے وغیرہ آہ ونالہ کرتے کرتے جان بحق ہوگئے مگر ادہون نے کبھو تنت آسمان سے اتر کر ان کی خبر تک نہ لی شاید ان کو یہ حرص ہے کہ جیسے شیعون کے امام مہدی چھپے ہوئے سرداب سر من رای مین بیٹھے ہوئے ہین ایسے ہی آرام و آسایش سے ہم بھی بیٹھے رہین مگر کچھ بھی ہو اب آپ کو اور آپ کے ہم مشربون کو ان کے حق مین یہ شعر پڑہنا ضرور ہے سہ چرخ پر بیٹھ رہے جان بچاکر عیسےٰ - ہو سکا جب نہ مداوا ترے بیمار ونکا - ہماری دانست مین ایسی مسیحائی تو کسی کام کی بھی نہین ہے بقول شاعر کے سہ کس مرض کے ہین دوا یہ لب جان بخش ترے - جان بحق ہوگئے آزار محبت والے - یا بقول دیگر سہ تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر - چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو مسیحا لیکر - اور یہ مقولۂ عربیہ بھی مشہور ہے۔ الشئ اذا خلا عن مقصودہ نفی -

فت اور پھر غرض ہے کہ اب تو مدت سے قتل ہیود کا بھی خوف نہین ہے کیونکہ ان کی نسبت تو قطعاً یہ حکم ہوچکا وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ ذلک بانھم کانوا یکفرون بآیات

ہے کہ جب کسی کامل مکمل کی وفات ہوتی ہے تو اوسکا رفع ہوتا ہے یعنے اللہ تعالی کا قرب جسکی شان وہو العلی العظیم ہے حاصل ہوتا ہے۔ اور حقیقت نزول یہ ہے کہ اللہ تعالی کسی مجدد و محدث کامل مکمل کو جب دنیا مین مبعوث فرماتا ہے اور وہ مبعوث سیرت اور طبیعت اور قوت مین کسی پہلے محدث مقدس کا نمونہ ہوتا ہے تو اوسکو یہ کہا جاتا ہے کہ پہلے کامل اور مکمل نے دنیا مین دوبارہ نزول فرمایا اسکی تفصیل تمام ہمارے رسائل حصص اعلام الناس وغیرہ مین موجود ہے اور نہایت بسط اور تفصیل کے ساتہ ہی وہ ملاحظہ فرمائی جاوے اور معالم التنزیل سے جو حدیث آپ نے نقل فرمائی وہ بہی آپ کی مقصود کو مثبت نہین بلکہ ہمارے مقصود کو ثابت کرتی ہے ہم کب کہتے ہین

اللہ ویقتلون النبیین بغیر الحق ایضاً فرمایا ضربت علیہم الذلۃ اینما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس وباؤا بغضب من اللہ وضربت علیہم المسکنۃ ذلک بانہم کانوا یکفرون بایات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق۔

ف۳ اور پھر یہ عرض ہے کہ ان کو خوف ہی کیون ہے آپ کی مسلک کے بموجب اللہ تعالی نے اونکا پورا اطمینان کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالی نے یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ پس جبکہ اللہ تعالی نے ان کی دشمنون یعنے یہود کو الی یوم القیامہ ایسا ذلیل وخوار کر دیا جو مذکور ہوا اور ان کو ایسا مطمئن کر دیا کہ کوئی دشمن تم کو ضرر نہ پہونچا سکیگا اور تمہارے متبعین قیامت تک کفار مخالفین پر غالب رہین گے اور یہ دونون امر بطفیل کوشش وجہاد حضرت خاتم النبیین اور خلفا اون کے کے حاصل ہو گئی تو اب اون کو کسطرح کا خوف بہی نہین رہا پھر کیون نہین تشریف لاتے۔

ف۴ اور اگر کہا جاوے کہ ابہی تک اون کو امر الہی نہین ہوا اور ابہی تک ان کو مہلت وآسائش دی گئی ہے جب حکم الہی ہوگا تب آوین گے تو یہ گذارش ہے کہ حضرت آدم سے لیکر تا خاتم النبیین صلعم کسی نبی کو اسقدر مہلت طویلہ اور رخصت دراز اور غیبت کبری کی اجازت نہین ہوئی بلکہ وقت بعثت سے تا آخر وفات تمام اعمار اون کی دعوت اسلام اور مجاہدات وریاضات شاقہ مین صرف ہوئین اور ایذائین اور مشقتین فی سبیل اللہ اوٹہاتے رہے کسیکو ایک دم مارنے کی بہی مہلت نہین ملی چہ جائیکہ اٹھارہ سو اکیانوے برس یا زیادہ کی کسیکو مہلت دی گئی ہو فرمایا اللہ تعالی وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وهنوا لما اصابہم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین۔

ف۵ اور عقل بہی تجویز نہین کرتی کہ تمام انبیا و رسل مین سے صرف حضرت عیسیٰ ہی کو یہ مہلت دراز اور رخصت

کہ کوئی مجدد و محدث موسوم باسم عیسیٰ بن مریم نازل نہیں ہوگا ہمارا تو سب دار و مدار اسی حدیث صحیح بخاری وغیرہ پر ہے آپ نے جو معنے اصلی حدیث کے طرف توجہ نہیں فرمائی لہذا فقہ و فہم حدیث کا آپ پر مشتبہ رہا ہے دیکھو ہمارے رسائل کو تا کہ آپ پر ظاہر ہو کہ باب استعارات و تشبیہات کا علم نہایت ادق و الطف ہے علم معانی و بیان و بدیع وغیرہ کو ملاحظہ فرمایا جاوے کہ زید کو اسد کہنا ایک نہایت درجہ کی بلاغت ہے جبکہ کسی شئی کو کسی دوسری شئی سے نہایت درجہ کی مشابہت اور مماثلت ہوتی ہے تو اوسکو عین مشبہ بہ کہدیتے ہیں اسیطرح پر بسبب نہایت درجہ کی مماثلت کے اس مجدد و محدث کا نام

قریب دو ہزار برس کے دیجاوے اور کسی نبی کو باوجود اوٹھانے مشقتوں شاقہ اور مصیبتوں سخت کے ایک برس دو برس کی رخصت بھی نہ دیجاوے۔

ف۶ ہان مجھے یاد آیا کہ صرف شیعون کے امام مہدی کو اسقدر رخصت دراز دی گئی ہے مگر کسی نبی کو نہیں دیگئی اور اہل سنت تو شیعون کے امام مہدی سے بہی بہت تنگ آگئے ہین اور ان کی امامت کی نسبت کہتے ہین کہ این اما نشد قیامت شد پھر حضرت عیسے کی اسقدر تاخیر سے باوجود حیات کے کب راضی ہونگے۔

ف۷ اور پھر عرض ہے کہ اگر ایسی مہلت دراز اور رخصت طویلہ کے مستحق تھے تو حضرت خاتم النبیین صلعم تھے یا آپکے خلفاء راشدین کیونکہ اونہون نے وہ کار نمایان جہاد فی سبیل اللہ کئے تھے کہ کسی نبی نے نہین کئے اگر اس صلہ مین انحضرت صلعم کو یا خلفاء راشدین کو یہ مہلت و رخصت دیجاتی تو عقل کے نزدیک بہی مستحسن تھا۔ اگر کہو کہ یہ بات متعلق نقل سے ہے نہ عقل سے تو یہ گذارش ہے کہ کوئی نقل حکم اور رخصت نامہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے ہی پیش کرین والا لکن ہذا لیہو ہم ایسی بات خلاف عقل و نقل کیونکر تسلیم کر سکتے ہین۔

ف۸ اور پھر یہ عرض ہے کہ اسوقت مین تو اترنا انکا نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے دعوی مسیح موعود ہونے کا خلاف وجہو ٹھا کیا ہے اور اونکا منصب غصب کرنا چاہا ہے اور تمام اقالیم مین یہ دعوی انکا پھیلتا جاتا ہے اسوقت مین اگر نہ اترے تو اونکا منصب مرزا صاحب کے حصہ مین آتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور ابہی تک ایسا کچہ زور و شور بہی حضرت مرزا صاحب کا نہین ہوا جب تمام اقالیم و بلاد مین یہ دعوی اونکا شایع ہوجاویگا اور اکثر لوگ قبول کر لین گے تو بڑی دقت ہوگی لہذا آپ کے مسیحا کا اترنا آجکل نہایت ہی ضروری ہے ورنہ اس شعر کا مصداق کہین واقع نہو جاوے سے سر چشمہ شاید گرفتن بمیل۔ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل۔

ف۹ اور اگر کہا جاوے کہ حضرت عیسے کے ابہی اترنے مین کوئی حکمت اور مصلحت ہوگی جو اللہ تعالی کے علم مین ہےاور ہم کو اس کی خبر نہین تو یہ گذارش ہے کہ یہ جواب تو ہر ایک شخص کے افعال خلاف عقل و نقل مین دیکھنے

مسیح بن مریم رکھا گیا۔ کیونکہ اس صدی چہار دہم مین کل بسیط الارض پر تسلط نصاری کا ہے مدارس مشن اسکول نصاری کے شفاخانے نصاری کے لباس طعام فرش فروش ساختہ پرداختہ نصاری کے دنیا مین شاید اب شاذ و نادر کوئی چیز کسی کو روئیہ مین ایسی ہی موجود ہو جو ساختہ پرداختہ نصاری کی نہو اور الحاد و زندقہ اور دجل و فریب نصاری کا انتہا درجہ کو پہونچگیا ہے اب اگر اس مصلح وقت کا نام عیسی بن مریم نرکھا جاتا تو یہ مناسبت فوت ہوجاتی بلکہ کمال درجہ کی غیر

ہین فرق باطلہ مثل ہنود و بعض فرقہ اہل اسلام مثل اہل تشیع کے نزدیک جو صاحب زمان موعود و منتظر ہین انکی نسبت بھی وہ یہی کہتے ہین تم اونکو کیون نہین تسلیم کرتے ما ہو جوابکم فہو جوابنا۔ الی قولہ فـ مری عزیز دوست ثبت العرش ثم النقش۔ پہلے حضرت عیسے بن مریم کے واسطے وفات نہ پانا اور زندہ بوجود عنصری رہنا اور آسمان پر صعود بجسم عنصری نقل صحیح مرفوع سے ثابت کرین بعد اسکے نزول بجسم خاکی آسمان سے پایۂ ثبوت کو پہونچاوین اور یہ سب امور بظاہر کتاب و سنت صحیحہ مرفوعہ منطوقہ سے ثابت کئے جاوین نہ تقلید مجتہدین و مفسرین وغیرہم سے کہ اوسکو تو آپ اور ہم مدت سے چہوڑے بیٹھے ہین یہانتک کہ فہم صحابی کو بھی حجت نہین گردانتے پھر بعد ان مراتب مفروضہ کے جو امور خلاف سنۃ اللہ التی قد خلت فی عبادہ کے مصداق ہین ان مین مرزا صاحب (یا اونکی خلفاء سے) مناظرہ کا نام نلین ورنہ ہرگز ہرگز مرزا صاحب کو محل اعتراض آپ نہ بنا سکین گے بلکہ صدہا اعتراضون کے مورد آپ ہی رہینگے سے

لاکہ پیچ و تاب کہاے موج دریا پر کہان۔ کرسکے اوس آہنین پرشکن پر اعتراض انتہی موضع الحاجۃ۔

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۴۰ از اعلام الناس حصہ دوم صفحہ ۳۹۔ اس سب بیان سے ثابت ہوا کہ یہ اللہ تعالی کی سنت قدیمہ ہے کہ اپنی برگزیدون اور مقبولون کا نام بلحاظ بعض صفات حمیدہ کے جو ان مین غالب ہوتی ہے ان صفات کے لحاظ سے نام تجویز فرما کر موسوم فرما دیتا ہے قال اللہ تعالی هو سماکم المسلمین من قبل وفی هذا اور اکثر وہ اسماء ان اسماء سے علاوہ ہوتے ہین جو اون کی ماباپ نے رکھی ہوتی ہین القاب صدیق فاروق ذی النورین مرتضی وغیرہ کو دیکھو الحاصل اگر رسول کریم نے اپنی امت مین سے کسی شخص انسان کامل کا نام اپنی کلام الہی مین بسبب مناسبات روحانی کے مسیح بن مریم رکھا تو تمہین کونسی قباحت لازم آئی خصوصا اوس حالت مین کہ فرما دیا کہ وہ مسیح بن مریم ایک امام تمہین مین سے پیدا ہوگا جسکا حلیہ بھی پہلے مسیح سے مختلف ہے یعنی پہلا سرخ رنگ بال گھنگر والے اور دوسرا جو تم مین سے پیدا ہوگا وہ گندمی رنگ اور بال اوسکے گھنگر والے نہین بلکہ سیدہی گندمیون اور کانون کی لو کے درمیان لٹکتے ہوئے پھر باوجود ان تصریحات مندرجہ احادیث اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے اس

مناسبت پائی جاتی حضرت اقدس خود تحریر فرماتے ہین سے چون مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند ؍ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند۔ اور یون تو حضرت مجدد امام زمان کو تمام انبیا سے مشابہت ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کو جملہ کمالات اور فضائل تمام انبیا کے حاصل ہین پس جو شخص کہ ایسے وقت کثرت فتن مین مبعوث ہوکر آوے جو مجموعہ تمام انبیاؤن کے زمانہ کے فتن کا ہے بلکہ اور بڑھکر تو پھر اوس خاتم النبیین کے طفیلی اور نائب کو بھی اُن کل برکات انبیا کا فیض پہونچنا ضروری ہے۔ لیکن چونکہ اسوقت نہ حضرت ابراہیم کی امت باقی ہے بجز اہل اسلام کے جو محمدی کہلائی جاتے ہین اور نہ حضرت نوح کی امت باقی رہی ہے اور نہ کسی اور نبی کی ہان قلیل و ذلیل امت موسوی یعنے یہود کچھ پائے جاتے ہین والنادر کالمعدوم و بر شاذ حکم نتوان کرد۔ اور کثرت و شوکت نصاری اوس قدرت پہ ہے جو اوپر مذکور ہوی پس اب آپ ہی فرمائے کہ اس مجدد کا نام عالم ملکوت مین عیسےٰ بن مریم ہونا چاہئے تھا یا موسیٰ و ابراہیم و نوح وغیرہم علی نبینا و علیہم السلام۔ اب میرا وقت چونکہ ختم ہوگیا لہذا بقیہ جواب دوسرے جلسہ مین پیش کرونگا مگر جناب پر یہ لازم و واجب ہے کہ میرے ادلہ مذکورہ پر خوب غور فرماکر یا تو تصدیق فرماوین اور اگر تکذیب کرین تو ایسے دلائل سے جو قطعی اور یقینی ہون اور یہ امر بھی ضروری ہے کہ توفیق و تطبیق بین الادلہ بھی ہاتھ سے نجانے پاوے

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

العبد۔ کتبہ محمد احسن امروہی۔ نزیل مدراس۔ العبد کمترین خدمہ دین محمد غلام نبی اللہ احمد۔

چہارم جون ۱۸۹۴ء پرچہ مجتہد صاحب وقت شام ۷ گھنٹے ۲۰ منٹ۔ بلفظہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ذی الکبریاء والعز والجبروت وصلی اللہ علی من دنی فتدلی فی اعلی علے الملکوت وآلہ الطاہرین ابد الآبدین۔ مناظرہ مین ثبوت مدعا ادلہ سے چاہئے اسمین کوئی ضرورت ایک مناظر دوسرے کی استخفاف کرنیکی نہین مقصود میرا علم و فضل بتلانا نہین جو مولوی صاحب مخاطب ہمارے میرا علم و فضل آگے سے آپ جان چکے تھے اور حضار جلسہ پر بھی ظاہر ہوا کیئے

استفادہ مین کونسا استبعاد باقی رہا اور کونسا مقام شک و ریب کا ہے اور جس حدیث کا حاشیہ میں بیان لکھا گیا اُس حدیث کی شرح حصہ اول مین کیقدر گذر چکی ہے اور یہین جملہ و امامکم منکم جو واقع ہے یا معطوف ہے پہلے جملہ پر معطوف تفسیری یا صفت ہی ابن مریم کے بتوسط حرف عطف واسطے تاکید لصوقی کے اور یا حال ہے فاعل نزل سے ۱۲ خاکسار محمد صالح حاجی اللہ رکہا۔

حقیقت یہ ہی الحق یعلو ولا یعلی حق بلند ہوتا ہے پست نہین ہوتا۔ جس نے کہ قرآن احادیث نبویہ متفقہ
بین الفریقین مین مصادیق عقلیہ سے حقیقت رسی چاہیگا جو کچھ یہہ کمترین حجت لایا ہون اور انشاء اللہ
تعالی لاؤنگا وہ مصدق اسکا ہوجاویگا نصوص قرآن مجید اور احادیث کو ایا کسی نے قواعد کے نام سے
برتا ہے جو آپ حتی ترقی اور انہم لا یرجعون کو قاعدہ ہے کہی ہان جو نصوص کہ کلیہ کے طور پر قرآن
واحادیث سے ملے ہین اون کی اوپر ضوابط ٹھرائے گئے ہین جیسا کہ مناظرہ کے واسطے قرآن مجید سے
رہنمائی اس فرمودہ سے حق عزوجل کی ہوئی ہے قل تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم یعنے کہہ آؤ
طرف ایسے کلمہ کے جو برابر ہووے درمیان مین ہمارے اور تمہارے اس سے ازروے استحسان عقل
بہی یہی تمامی اولوالالباب کا مختار ہے کہ کلام مسلم سے دونون مناظر کے کیا جاوے تا صورت تحقیق
واقبال لیوے اور ترقی کوئی کلیہ نہین ایسا ہی انہم لا یرجعون جو مبتلایان قہر و عذاب خدا کے خصوص
مین بھی وہ کلیہ نہین بلکہ مابقی آیت اخیرہ کا یہ ہے انہم لا یرجعون حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج
کہ یعنے وہ مقہور لوگ دنیا طرف نہین پلٹینگے یہان تک کہ کہل جاے سد یاجوج وماجوج کا پس اس مابقیہ
آیت وافی الہدایہ سے نصرت ہوئی واسطے اعتقاد ہم شیعون کے کہ حضرت صاحب الزمان امام ہادی
مہدی علیہ وآبائہ افضل الصلوۃ والسلام بفرمان فرمای خلیفۃ اللہی حقیقی کامل مومنون کو اور کامل
معاند اور کافرون کو زندہ فرما کے بصدق فرمودہ خدای سبحانہ لنذیقنھم العذاب الادنی
دون عذاب الاکبر یعنے البتہ چکہا دین گے ہم اون کو عذاب ادنی سواء عذاب اکبر آخرت کے۔
مومنون کی نوازش واکرام فرماوین گے اور معاندون کو معذب ومقہور کرین گے اگر یہ نہووے
غایہ دنیا طرف نہین پلٹنے کا یاجوج وماجوج راہ کہلنے تک حاصل نہین ہوسکتا اگر یاجوج ماجوج کی راہ
کہلنا مقام قیامت ٹھراوین دنیا طرف رجوع کرنیکی ذکر اس آیت مجیدہ مین جو اوپر سے چلی آتی ہے
کوئی مصداق اسکا نہین رہا۔ اور عذاب ادنی دنیا کا جو موعود خدا ہے اس رجوع بعد موت مین
صدق نہین لیا اور اثبات بعد نفی مفید حصر ہونا مثبت اسکا کہ کوئی ایک بشر قوت بشری سے آسمان
پر نہین جاسکتا ہے نہ نفی قدرت الہی سے آسمان پر جانیکی اور خدای سبحانہ تعالی حضرت سید خاتم انبیا
صلعم کو تمامی کمالات انبیا کے جامع اور ان تمام کمالات امکانیہ مین اکمل سازی خدائی مین قرار
دیا۔ اس کمال عیسیٰ ؑ کی کامل تری سے آسمان پر عروج کرنے مین اس حضرت کو بالاتر اس مقام ومنزلت
کے جو عیسےٰ کے واسطے ہے معراج بخشا جہان کے ملک مقرب اور نبی مرسل کو دخل و رسائی نہووے۔ اور
تعلیم حضرت رسول اللہ صلعم کی مومنون کے واسطے تھی نہ کافرون کے واسطے باوجود اسکے کیا معنے ہین

جو آپ فرمائے کہ کفار باوجود تعلیم اس حضرت کے بقوت بشری وہ حضرت آسمان پر جانے کا سوال
کیون کئے۔ جواب سکا یہ ہے کفر اون کا اور نقص اونکا مستوجب ایسے سوال کا ہوا۔ ولقد سالوا موسیٰ
اکبر من ذلک یعنے بہ تحقیق کہ سوال کئے تھے موسی سے بڑا سوال اس سے کہ اوس حضرت کو اپنی ویسے
آدمی سمجھہ کے تعلیق محال محال سے کئے کہ یہ آدمی سے کبھی نہو سکیگا۔ ان کفار کے حسب خواہش کرکے
بتلانا وہ قدرت خدا مین تہا لیکن حکمت خدا مین نہین تہا کہ ہر ایک فضول قدر کفایت سے معجزون
کی تعدی کرکے ایسے ہر ہر چیز کی خواہش کرنے لگے اور اوس حضرت کو کہلونا اپنا بنانا چاہین اللہ
ہی اوس حضرت کو ویسا ہی بنا دیوے۔ باقی رہے وہ آیات مجیدہ جن سے آپ اموات بقدرت
خدا ہی زندہ نہوے رہینگا استدلال فرمائی ہو ان مین سے پہلی آیت یہ ہے واذا تتلی علیہم آیاتنا
بینات ما کان حجتھم الا ان قالوا ائتوا بآبائنا ان کنتم صادقین قل اللہ یحییکم ثم
یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیامہ یعنے حق تعالی فرمایا اللہ جلا ویگا تم کو پھر ماریگا تم کو پھر جمع
کریگا تم کو طرف روز قیامت کے۔ یہہ زندہ کرنا صیغہ مستقبلہ سے ان مخاطبین موجودین کو ہے جو
زندہ تھے۔ بیان اونہون کی جانون کو وقت سوال قرار دین کی جسمون سے متعلق فرمانا پھر اونکو
مارنا پھر اوس تعلق جسم کو اٹھا دینے سے پھر بدن مثالی سے اونہون کو عالم برزخ مین رکہنا پھر
اونہون کے اجسام وغیرہ سے اون کی قبرون سے اٹھا کے روز قیامت کے جمع فرمانا ہے اب
یہان حکمیان جو فلاسفہ کے تابع ہین انہون کی جان کندنی کا مقام ہے کہ خاک ہو گئے بعد پھر
وہ کیسا اوٹھینگے بغیر پانے اس حقیقت کے کہ جب وہ کچہ ہی نہین تھے خدا ان کو پیدا کیا تہا اب تو
خاک ہی اون کی ہے اب کیسا نہین پیدا کرسکیگا منکر خدا کے اس اوٹھانے سے ہو کے اس مقصود
کو اپنی ثابت کرنے کے واسطے قرآن سے تائید چاہتی ہین شان ہماری مولوی صاحب مخاطب
کی اجل ہے اس سے کہ بہ نسبت اون کی یہ خیال کیا جاوے مگر جاے حیرت ہے کہ باوجود اس کے
کہ یہ آیت مجیدہ علی العموم ہر کوئی مرے بعد اوس پر گذرنے کے حالات کا بیان ہے اوسکو دلیل
اسکی ٹہراتے ہین کہ خدای جل وعلا کسیکو دنیا مین بعد موت زندہ فرماتا ہے کہ یہ قاعدہ اصول کا متفق
بین الفریقین ہے کہ اثبات وبیان کسی چیز کا اوسکے غیر کو نفی نہین کرتا کہان اس آیت مجیدہ مین
ہے کہ خدای تعالی کسیکو جو مرگیا ہو دنیا مین زندہ نہین کریگا۔ دوسری آیت کریمہ لا یمسھم
فیھا نصب وما ھم منھا بمخرجین یعنے اہل جنت کو کوئی صدمہ وتعب نہین پہونچیگا اور نہین
ہون گے وہ بہشت سے نکالے گئے۔ مفاد اس آیت مجیدہ کا یہ ہے بہشتیان استغراق رحمت سے

اللہ کے داخل بہشت ہوے بعد وہ جل وعلا اوس نعمت کو اون سے نہین لیگا اور عالم برزخ مین متنعم
نعیم بہشت سے ہوتے ہین یعنے ان کی قبرون مین اللہ تعالی نعمای بہشت ان کو پہونچاتا ہے جیسا کہ
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بہی حمامۃ البشرے کے صفحہ ۵ مین اقرار کر دئیے ہین ان الجنۃ تزلف لھم
وتفتح لہ غرفۃ من غرفاتھا فیاتیھم فی کل وقت روح الجنۃ وریحانھا من ھذہ الغرفۃ
یعنے بہ تحقیق کہ جنت نزدیک ہوتا ہے ان سے اور کہلتا ہے واسطے انہون کے ایک دریچہ دریچون سے
بہشت سے پس آتی ہے واسطے ان کے خوشبو جنت کی اور گلزار اوسکا۔ سوا اس خاص وعام سمجھنے
کے مضمون کے لطائف قرآن سے جو خواص کو بہرہ ہے ان مین سے اس آیت مجیدہ مین یہ حقیقت
ہے کہ اللہ تعالی اپنی قرب منزلتی سے جب کسی مہم اہم کے واسطے جیسا کہ حضرت خاتم صلعم کو اس مقام
سے جو اوس سبحانہ مین اور اوس حضرت مین کوی حائل و فاصل نہین اس عالم اسفل جسمانی مین بہیجا
اوس حضرت کو اوس قرب منزلتی سے اپنے نکالدینا نہین ہوا یہی حقیقت ہے کہ بہشتیان بہی بہشت
سے بمقتضای مصالح الٰہیہ دنیا مین بہیجے جاوینگے اور وہ مخرجین مین بہشت کے نہین ہونگے پس اس
آیت مجیدہ مین کوی دلالت نہین کہ خدا کسی بہشتی کو دنیا مین نہین پلٹاویگا اور آیت مجیدہ کانت
لھم جنات الفردوس نزلا خالدین فیھا لایبغون عنھا حولا یعنے ہوگی واسطے اونہون کے
جنات فردوس جای نزول ومہمانی ہمیشہ رہینگے وہ اوس مین نہین چاہینگے اوس سے نکلنا۔ اس
آیۂ مجیدہ مین بہی علاوہ اوپر وجوہ مذکورہ کے بہشتیان ہمیشہ بہشت مین رہنا ہے اس سے خدای
جل وعلا اونہون کو کسی مصلحت عظمی کے واسطے پہر نئی دنیا خلقت فرماکے ان کو اس دنیا مین بہیجنا
اونہون کو اس بہشت سے نکالدینا نہین ہوتا ہے بلکہ کوی اپنی دلچسپ سبزگاہ سے کسی ضرورت
کے واسطے کہین جانا پڑے تو وہ اوس سے نکالا گیا نہین کہلاتا ہے پس کوی بہشتی بہشت سے کبہی
نہین نکلتا ہے ایسا ہی اہل جہنم بہی بسبب کفر یا قتل مومن کے واسطے ایمان اسکے جہنم مین داخل کئے جاینگے
ان کو بہی اگر اللہ تعالی دنیا طرف واسطے عبرت ان عالم والون کے جیسا پہلی آیت مجیدہ مسندلہ جناب
مولوی صاحب مخاطب کے تفسیر مین جوابا مبین ہوا وہ جہنم سے نکالدینا اونہون کا نہین ہوتا ہے
وحالانکہ کوی جہنم مین آگے قیامت کے داخل نہین ہوجاتا ہے سوا انہین لوگون کے جن کے
خصوص مین اللہ تعالی وہ داخل جہنم ہوچکنا بیان فرمایا ہووے پس وما ھم بخارجین من النار
کی تفسیر بہی ہوچکی جو کسی طور سے مفید مدعا مولوی صاحب مخاطب کی نہ ہوی اور یہ ہی ہے کہ احکم
الحاکمین کا کسی شے کے جہنم مین داخل کرنے کے واسطے ہونا جیسا آل فرعون کے واسطے ہوا وہ جہنم مین

داخل ہوچکنا ہے جیسا مرنے والون کو اللہ تعالی میت مین فرما چکا ہے اور یہ بہی فرمایا ہے ان جہنم لمحیطۃ بالکافرین یعنے جہنم احاطہ کیا ہوا ہے کافرون کو کہ یہ فرمودہ حق عزوجل کا ان کافرون کے خصوص مین ہے جو ہنوز نہین مرے تہے تب بہی ان کو اللہ تعالی کا قہر ان پر مستقر ہونے سے اونکو گہیر لیا تہا جیسا سیاق آیت مجیدہ مصرح اس معنی کا ہے جو حسب درخواست مولوی صاحب مخاطب کے تحریر ہوتا ہے ومنھم من یقول لا تفتنی الا فی الفتنۃ سقطوا وان جھنم لمحیطۃ بالکافرین یعنے قائلون مین سے وہ ہے کہ جو کہتا ہے کہ فتنہ مین نہ ڈالو مجہے آگاہ رہ کہ فتنہ مین گرگئے ہین بہ تحقیق کہ جہنم محیط ہے واسطے کافرون کے اور ایسا ہی آیہ مجیدہ وما ھم بخارجین منھا ولھم عذاب مقیم۔ وقت ہوجانے سے باقی مضمون انشاء اللہ تعالی کل لکہا جائیگا۔

کتبہ کمترین خدمہ دین محمد غلام نبی اللہ احمد۔ العبد محمد احسن نزیل مدراس۔

تاریخ پنجم جون ۱۸۹۴ء وقت ۵-۵ — واضح خاطر عاطر ہو کہ میعاد مناظرہ شش روز قرار پائی تہی آجکی تاریخ چوتہا روز تہا جس مین حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب کا بیان اول جلسہ مین ہونا چاہیے تہا کیونکہ مجتہد صاحب کا وقت بتاریخ دیروزہ آخر ہوا تہا۔ مگر چونکہ مجتہد صاحب آجکی روز مناظرہ سے کچہ ایسے سست معلوم ہوے کہ قرائن حالیہ ومقالیہ سے ہم کو یہ خوف ہوا کہ مناظرہ کو قبل میعاد قطع کر دینگے تو لہذا ہم لوگون نے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب سے اجازت چاہی کہ آج آپ اول وقت اپنا مجتہد صاحب کو دیجیے تا کہ آپکی جملہ بیان کا جواب مجتہد صاحب کے طرف سے دیروز اور آج کے روز مین جمع ہو کر پورا ہوجاوے چونکہ مجتہد صاحب بہت دیر مین لکہاتے ہین لہذا دیروز مجتہد صاحب آپکی سب باتون کا جواب اپنی وقت معینہ مین نہین دیسکے باوجودیکہ شریعت مدار سرکار مرزا ابوالحسن صاحب شیرازی مجتہد کلان بہی اون کے معاون تہے ہماری درخواست پر حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب نے اجازت دیدی لہذا آجکی تاریخ مجتہد صاحب کا بیان اول لکہا گیا۔

راقم محمد صالح امین پرچجات طرفین۔

۵ جون ۵ گہنٹہ ۵ منٹ پر بیان مجتہد صاحب کا شروع ہوا۔

اور آیت مجیدہ قد خلت من قبلہ الرسل دلالت کرتی ہے اسپر کہ انبیا دنیا سے گذر گئے خلت کا لفظ عام ہے موت سے گذرنے پر یا غیاب سے گذرنے پر جیسا حضرت خضر والیاس وعیسے علی نبینا وعلیہ السلام خلت کا لفظ انحصار ماتت کے معنی مین نہین رکہتا یہ دو لفظ مترادف نہین کسی لغوی نے اس کو مترادف ماتت کا نہین لکہا اور کوئی مفسر وجوب معنی خلت بمعنی ماتت رہا تفسیر نہین کیا۔ سوا اسکے

ضرور نہین کہ لام الرسل کا استغراق کا ہو بلکہ وہ عہد ذہنی ہے اگر کوی اسکو بلا دلیل استغراقی ٹھہرا دئے
تب بھی یہ کلیہ مسلمہ اہل اصول فریقین کا شائع ہے د مامن عام الا و قد خص یعنے کوی عام نہین مگر
یہ کہ اوس مین اختصاص یعنے استثنا ہوا ہے - اور بندہ جو تعہد کیا تہا اسکا کہ حضرت عیسے علی نبینا و علیہ
السلام کو خدای تقدس و تعالی بلا قبض روح آسمان پر لیجانے مین احادیث مشہورہ وارد ہوے
ہین - اور بعض احادیث غریبہ مین اوس حضرت کا قبض روح فرما کے پھر اونکو زندہ فرما کے آسمان
پر اون کو لیجانا بھی وارد ہوا ہے وہ از روے ان احادیث کے تہا کہ حضرت رسول اللہ صلعم
سے حیات القلوب مین منقول ہے کہ خدای سبحانہ و تعالی حضرت عیسے کا قبض روح فرما کے امر آسمان
پر اون کی جانے کا جب فرمایا تب عود روح اون کی جسم مین کر کے اونہون کو امر فرمایا کہ شمعون الصفا
کو اپنا وصی قرار دیوین اور چندین احادیث اس مضمون کے اوسی کتاب مین اور دوسرے
کتب احادیث مین وارد ہوے پس حضرت عیسے از روی ایسے احادیث غریبہ کے مر کے زندہ
کیا جا کے آسمان پر گئے ہین اس مین تعرض آپ کا یہ ہے کہ یہ شیعہ کی روایت سے ہے ہم نہین
قبول کرتے ہین پس آپ کیون صحیح بخاری کی مرویات کو ہمارے پر حجت لاے ہان یہ بات ہے
کہ یہ مستوجب اقبال جانبین نہین ہو سکتا مگر عہدہ برائی مری اس مضمون کے بعض احادیث کو
دکہلا دینے مین ہو چکی - اور تب ہی مین کہہ رہا ہون کہ وہ قبض روح حضرت عیسے کا تہوڑے وقت
کے واسطے ہونا بھی خلاف احادیث مشہورہ رہنے کے سبب مفید اعتقاد نہین مگر یہہ تو عین معتقد
آپکا ہے کہ حضرت عیسے مر چکے - یہ مجہہ کو مستغنی کر دیا کہ اس مضمون کے اثبات کے واسطے مین کہین سے
سند لاؤن مگر بعد امانت جواز روی حدیث غریب ہے پھر خدای تعالی ان کو زندہ فرمانا بہی صحیح مسلم
سے یا صحیح بخاری سے بقول اسحاق سات ساعت کے بعد زندہ فرمانا آپ پر حجت لا چکا ہون مگر
آپ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ موت حضرت عیسے علیہ السلام کا جو دعوی صحیح بخاری مین موجود
رہنے کا فرمائے ہو وہ روایت مجہے دکہلا دینا چاہئے کہ آیا اس مین پھر عیسی کو زندہ کرنے کی ذکر
ہے یا نہین اور نسیان بشری سے بجای معالم التنزیل کے صحیح مسلم یا صحیح بخاری کا نام کہدیا رہنا
ممکن ہے ان مین سے ایک کتاب مین جو تینون معتبر نزدیک اہل سنت جماعت کے ہین دکہلا دینے
حاضر ہون اور آپ ابہی اقرار کر چکے ہو کہ یہہ معالم التنزیل مین ہے - باقی رہا استدلال آپ کا
اس آیۂ مجیدہ سے حتی اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل عملا صالحا فیما
ترکت کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا و من ورائہم برزخ الی یوم یبعثون اس آیت مجیدہ

سے آپ یہ استدلال کئے ہین کہ یہ نفی دنیا طرف پلٹنے کی ہے وحالانکہ ضمیر قریب کے طرف رجوع کرنی ہے پس قریب کیطرف رجوع کرنے کا تعذر ہووے تب بعید کیطرف اوسکو پلٹنا ضرور ہوتا ہے۔ یہہ جو لفظ کلا نفی کہے واسطے اس جزو قول کو اس جزو قول کے جو قائل کہے کہ پلٹاوین مجھے شاید کہ عمل کرون مین عمل صالح جو رجوع کرتا ہے جزو قریب اسکا عمل صالح ہے اور جزو بعید اسکا پلٹنا اسکا طرف دنیا کے ہے۔ پس یہ نفی وہ عمل صالح بعد از پلٹنے طرف دنیا کے نہین کرنے کی ہے جیساکہ خدای سبحانہ تعالی دوسری آیت مجیدہ مین فرماتا ہے ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ یعنے پلٹینگے طرف دنیا کے ہرآئنہ عود کرینگے طرف اوسکے جو نہی کئی گئی اوس سے پس یہ آیت مجیدہ اخیرہ تفسیر کی اسکے آگے کی آیت کی اور وہ آیت مجیدہ جس سے آپ استدلال کئے کہ خدای سبحانہ تعالی آل فرعون کے خصوص مین فرمایا اغرقوا فادخلوا نارا خود آپ مقر ہین کہ یہ آل فرعون کے واسطے اللہ تعالی فرمایا ہے گو ایک فوای امر نہین ہے کہ تب ہی دخول انکا جہنم مین ہوگیا ہو جیساکہ دوسری آیت مجیدہ مین مدعا میرا واضح فرمایا ہے وحاق بال فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب یعنے گھیر لیا ہے آل فرعون کو برا عذاب انگار پر عرض کیا جاتے ہین وہ صبح اور شام اور جس روز کہ قائم ہوگی قیامت حکم ہوگا کہ داخل کرو آل فرعون کو سخت ترین عذاب مین پس فادخلوا نارا پس داخل کئے گئے وہ انگار مین جو آیت اولی مین ہے اونپر انگار کا عرض کیا جاتا ہے کہ جہنم سے ان کو عذاب پہونچتا ہے نہ جہنم مین داخل ہوجانا اور جہنم مین داخل ہوجانا وہ ہے جو اس دوسری آیت کریمہ مین حق جل وعلا فرمایا ہے ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب کہ قیامت مین انکو داخل جہنم کردینے کا حکم ہوگا۔ اگر ان توفیق آیات مجیدہ کو قطع نظر کرکے آپ کی لفظ دعوی پر ہی نظر کیا جاوے وہ صریح آل فرعون کے خصوص مین ہے نہ عام سبہون کے واسطے جیسے ہزاردن کو خدای عزوجل فرمایا موتوا ثم احیاہم اور حزقیل علیہ السلام کو سو برس مردہ فرمایا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ کہ حق جل وعلا ان کو سو برس مردہ رکھا بعد سو برس کے زندہ فرمایا اب یہان سے وہ آیات مجیدہ جو خدای تبارک وتعالی مردگون کو دنیا مین زندہ فرمانے پر صریح نصوص بینہ ہین ہزار سے ایک اتنی یہان حجت لائی جاتی ہین۔ پہلی آیت او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوما

او بعض یوم قال بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنه وانظر الی حمارک ولنجعلک آیة للناس وانظر الی العظام کیف ننشزها ثم نکسوها لحما فلما تبین له قال اعلم ان الله علی کل شئی قدیر یا مانند اوس شخص کے جو گذرا اوپر ایک قریہ کے اور وہ قریہ گرا ہوا تھا اوپر چھتان اپنے کے کہا۔ کہا نسے زندہ کریگا اُس قریہ والون کو بعد از موت اوس اہل قریہ کے پس مار ڈالا اللہ ان کو سو برس پھر اوٹھایا یا ان کو زندہ فرمایا۔ فرمایا کتنا مرا رہا تو کہا ایک روز یا تھوڑا ایک روز کا فرمایا بلکہ مرا رہا تو سو برس پس نظر کر طرف کہانے اور پانی تیرے کہ ہرگز نہین بگڑا ہی نظر کر طرف گدہی تیرے تاکہ قرار دیوین تجھے ہم علامت واسطے لوگون کے اور نظر کر طرف استخوانون کے کیسا جوڑتے ہین ہم اونکو پھر ڈھانپتے ہین ہم اونپر گوشت کو جب ظاہر ہوا واسطے اسکے کہا جانتا ہون مین تحقیق کہ اللہ کل چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ یہ دو آیہ مجیدہ جو ذکر ہوے ان دونون مین خدای تقدس وتعالی جن کو چاہا دنیا مین جلا چکا رہنا مبین ہے آفتاب سے زیادہ واضح اور روشن ہے باوجود اسکے آپ کیسا دعوی کئے ہو کہ کسی مردہ کو خدای جل وعلا دنیا مین زندہ نہین فرمایا ہے ہمیہ پیوستہ روز کی تحریر مین آپکی تاکید وتشدید موجود ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی صفحہ ۸۵ حمامة البشری مین لکھتے ہین کہ مرتے ہی بہشتیان بہشت مین اور جہنمیان جہنم مین داخل ہوجاتے ہین جیسا کہ آپ ہی اس معنی کو بتکرار لکھ چکے ہین پھر حشر مین وہ اہل بہشت وجہنم کا آنا اور سب جمع کیا جانا اور ہر ایک کا حساب ہونا اور اعمال تلنا اور صراط پر سے گذرنا ان سب کے خصوص مین وہ لکھتے ہین کہ وہ حالات اہل بہشت وجہنم کے ہین جہنم وبہشت سے نکلتے نہین وحالانکہ خدای تعالی مردگان کو قبرون سے انہون کے اوٹھانا انہی آیات مجیدہ سے مبین فرمایا ہے کہ انکا حصر اب نہین ہو سکتا ان مین سے ایک آیت مجیدہ یہ ہے وضرب لنا مثلا ونسی خلقه قال من یحی العظام وهی رمیم قل یحییها الذی انشاءها اول مرة وهو بکل خلق علیم یعنے مثال دیا واسطے ہمارے اور بہول گیا پیدایش کو اپنی کہا کون زندہ کریگا ہڈیون کو اور وہ بوسیدہ ہوگئین ہین۔ کہ زندہ کریگا ان کو وہی جو پیدا کیا اون کو اول دفعہ یعنے وہ جب کچھ بہی نہین تھے ان کو پیدا کر دیکہا ہے اب جو اون کے وجود کے آثار یہ استخوان ہین ان کو پیدا کرنا اوس توانا کے واسطے کیا دشوار ہے کیون اپنی پہلی خلقت کو یاد نہین کرتے ہوتا انکار قیامت مین اون کی اجساد کو اٹھانے کا کرتے دوسری آیت مجیدہ مین فرمایا ہے ونزلنا من السماء ماء مبارکا فانبتنا به جنات وحب الحصید والنخل باسقات لها طلع نضید واحیینا به بلدة میتا کذلک الخروج یعنے پانی نازل کرکے

زمین سے نباتات کو نکالتا ہون مری ہوی زمین کو زندہ کرتا ہون ویسا ہی نکلنا تمہارا زمین سے
ہوگا پس اب مین کہتا ہون ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون اور پیچھے اونہون کے
ایک حائل ہے اوس روز تک کہ وہ اوٹھینگے اس آیت مجیدہ مین یہ حائل رہنا قیامت مین اوٹھنے
تک کا وہ اونہین لوگ کے واسطے ہے جن کو خدای تعالی دنیا مین پلٹانا نہ چاہے جن کے واسطے
چاہا وہ حائل کو اوٹھا دیا جیسا دو صریح آیت اس حائل کو اٹھا دے چکنے اور مردگان کو زندہ
کرنے پر صریح دلالت کرنے والی اوپر محبت لائی گئی پس آپ کی دلیل لائی ہوی آیات مین کوی
آیت مردہ زندہ نہین ہو چکنے پر دلالت نہین کیگا اور میری ان آیات مستدلہ سے خدای جل وعلا
مردگون کو زندہ دنیا مین کرچکنا اور قیامت مین اون کو اونکی قبرون سے اوٹھانا مبین وروشن
ہو چکا پھر آپکی دلیل کہان رہی کہ عیسی تو مرچکے ہین مرا ہوا پھر دنیا مین نہین پلٹنے پر قرآن مجید
کی آیات دلالت کرتی ہین۔ اس سبب سے جو احادیث نبویہ کے عیسے کے آنے پر جو دلالت کرتی
ہین اوس سے مراد ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مراد لینگے۔اس دعوی کا حق آپ کو کہان
رہا ناحق ایک بات کو قرآن کی آیات صریح اور احادیث نبویہ مبرہنہ کو نہین بنی سو معنی سے بنانے
کی گنجایش کہان رہی اب آپ سے یہی سوال ہے کہ جو لوگ کہ قرآن مجید کے آیات کے صاف صاف
دلالتون کو قطع نظر کرچکے ہین اور احادیث نبویہ کے صریح دلالتون کو منظور نظر نہین رکھتے ہین
ان کی منزلت مین کوی شخص آکے اگر آپ سے پوچھے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی عیسی ہونے
کی کیا دلیل اور کیا علامت ہے اگر آپ کہین کہ وہ دعوی اونہون کے جو خدا اپنے کو یا احمد کے
لفظ سے خطاب کیا اور فرمایا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی تو نہین پھینکا جب پھینکا
لیکن اللہ پھینکا اور فرمایا ارسل رسولہ بالھدی بھیجا رسول کو اپنے ساتہ ہدایت کے جب خطاب
ان کی طرف ہوی اور ان کو خدا خطاب فرمایا ہے کہ تم نہین پھینکے جب پھینکے پھینکنا تمہارا پھینکنا
خدا کا ہے ساتہ ہی اسکے ہے کہ ارسل رسولہ فرمائی یہ بھی معاشان مین اون کے ہے اور آٹھوین
صفحہ مین حمامۃ البشری کے یہ لکھی ہین یہ فرما کے خدا اپنے تئین عیسی بن مریم کے لفظ سے خطاب کیا
ہے اور فرمایا انت منی بمنزلہ توحیدی وتفریدی تو میرے سے منزلت پر مری ایک بنے اور یکتا ہی
کے ہی یہی دلیل ان کے عیسے بننے کی ہے کوی معجزہ وکرامت نہین۔ اسکو قبول لینا ایا از روی دین
کے جائز ہوتا ہی یا از روی عقل کے۔ اسکے واسطے آپ یہان تشریف لائے ہو۔ اس معنی کو اہل
دین اہل عقل قبول لینے کی کوی راہ بتلاؤ۔ اب باقی رہے وہ اعتقادات فلاسفہ جن کے دعو

پر مرزا غلام احمد صاحب تصانیف کئے ہین وہ صفحہ صفحہ کے نشان بتلا دون گا۔ ان کی توضیحات ہو چکے
اب وقت تمام ہونے کی طرف سے دوسرے جلسہ پر اسکو رکھتا ہون اور باقی جوابات بھی آپکی
باقی ہین انشاء اللہ تعالی ان سب کی عہدہ برائی کل کے جلسہ مین ہوگی۔ تمت
مورخہ پنجم جون ۱۸۹۱ء وقت ۷-۲۵ روز سہ شنبہ۔ پرچہ چہارم مولوی سید محمد احسن جناب امروہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من
شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا
ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ
ورسولہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل
کان زھوقا۔ اما بعد ای صاحبان حاضرین جلسہ حضرت مولوی صاحب مخاطب نے دیروزاور
آجکے جلسہ مین جو بمقدار چہار نیم ساعت کے ہے جو مباحث تحریر فرمائی وہ بالکل مسائل متنازعہ
فیہا سے اجنبی اور خلاف شرط ہین۔ واضح ہو کہ ترتیب مباحث کی سابق مین یہ احقر اسطرح لکھ
چکا ہے کہ اول نمبر پر بحث حضرت عیسے کی توفی کے بارے مین ہوگی اور دوسرا مسئلہ جب تک کہ بحث
توفی کی فیصل نہو لیوے شروع نہوگا کیونکہ اگر حضرت عیسے کی وفات نہین ہوئی تو پھر احادیث
متعلقہ باب سے وہی عیسے رسول بنی اسرائیل مراد ہین کیونکہ جب تک کہ کوئی عہدہ اور منصب خالی
نہولے تب تک کوئی شخص اگرچہ مستحق اور پاس یافتہ ہی موجود ہو اوس عہدہ پر کیونکر کھڑا کیا
ہوسکتا ہے لیکن جبکہ کوئی عہدہ خالی ہے تو مستحقین مین سے جو شخص حاکم کے نزدیک لائق
عہدہ کے ہوگا وہ اوسپر منصوب اور سرافراز ہوسکتا ہے اس بحث توفی کا نمبر اول ہونا ایسا
ہے جیسا کہ اقلیدس کی شکل اول ہے کہ باقی اشکال اوسپر مترتب ہوتی ہین شاید مولوی صاحب
نے اسی غرض سے غلط مبحث فرمایا ہے اور اعتراضون اور شکوک وغیرہ کی بحث قائم کردی ہے
کیونکہ ہماری بحث دربارہ توفی حضرت عیسے بن مریم ایسے دلائل قاطعہ سے ثابت ہے کہ آجتک باوجود
اشتہار دینے حضرت اقدس کے بمقدار ایک ہزار روپیہ کے کوئی عالم ہندوستان کا اسکا معارضہ
نہین کرسکا۔ دوسرا نمبر اس بحث کا یہ تہا کہ جو لوگ مرچکے اور موت حقیقی اونپر وارد ہوچکی وہ
اس دنیا مین آباد ہونے اور اصلاح خلق اللہ کے پھر دوبارہ تشریف نہین لاتے انکی تعلیم پھر
روحانی ہوجاتی ہے اس بحث کو بھی ہمنے بہ سبب اسکے کہ مولوی صاحب نے غلط مبحث کرکر

نہیں دیا تھا ایسے دلائل قاطعہ سے سابق جلسون مین ثابت کر دیا کہ ان دلائل کو مولوی صاحب ہرگز
ہرگز منقوض نہین کرسکے جو صاحبان ہماری پچھلی تحریرون کو ملاحظہ فرماوین گے اونپر یہہ بات
بخوبی ثابت ہوجاویگی اور حاضرین سننے دیکھنے والون پر تو ثابت ہوگئے مثلاً ایک مختصر آیت
یہی ہے لایذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولی جس کی تفسیر بہت بسط سے ہمنے بحوالہ کتاب
صحیح بخاری کے سابق لکھی ہے اور بہت سے دلائل قاطعہ اور نصوص بینہ اسبارہ مین پیش کین
ہین اور یہہ امر بھی کتب لغت سے ثابت کیا ہے کہ لفظ موت وحیات چند معنون مین مستعمل
ہوتا ہے اعادہ ان دلائل کا کرنا اب کچھ ضروری نہین ہان البتہ جوابات یا روایات حضرت
مولوی صاحب نے بظاہر مخالف ہماری نصوص پیش کردہ کے کچھ لکھی ہین اونکا جواب شافی
وکافی انشاء اللہ تعالی بحولہ وقوتہ لکھا جاویگا - تیسرا نمبر اس بحث کا جو ترتیب طبعی سے درجہ
سوم پر واقع ہے یہ ہے کہ جب حضرت عیسےٰ کی وفات ہی دلائل قاطعہ سے ثابت ہوچکی جیسا کہ
آیندہ ہم اوس کو بخوبی ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالی اور یہہ بھی محکمات قرآنیہ سے ثابت ہوگیا
کہ موتی حقیقی کو دوبارہ دنیا مین اللہ تعالی واسطے آباد ہونے اور اصلاح خلق اللہ کے مبعوث
فرماکر نہین لوٹاتا ہے تو پھر ان حدیثون سے کیا مراد ہے جو متعلق نزول مسیح بن مریم علیہ السلام
کے ہین بعد تنقیح اس امر کے نمبر سوم پر اس امر کی تنقیح وتحقیق ضروری ہے کہ احادیث متعلقہ سے
ایک مجدد ومحدث ملہم امام حکم عدل اسی امت مین سے مراد ہے یا کیا اس امر سوم کی تنقیح وتحقیق
ہمارے رسائل مین موجود ہے اور اوس کے دلائل شافیہ اور براہین کافیہ اون مین مذکور
ہین ہان اب البتہ چوتھا نمبر ان مباحث کا اس ترتیب طبعی کے لحاظ سے یہ تھا کہ وہ مجدد
محدث جسکا نام عالم ملکوت مین مسیح بن مریم بسبب چند مناسبتون کے اللہ تعالی نے رکھا ہے
وہ اسی صدی چہاردہم کا مجدد وہی جو گیارہ سال سے دعوی مجددیت معہ نشانات آسمانی
اور خوارق عادات کے کر رہا ہے اگرچہ بسبب خلط مبحث کردینے مولوی صاحب مخاطب کے
ہمنے بھی کسیقدر ایسا کیا کہ جواب مسائل اور اعتراضات مولوی صاحب کا پرچون سابق مین
شافی ووافی دیا مگر مولوی صاحب کو جو دعوی اتقاق ہروقت کرتے رہتے ہین ان کو ہرگز
زیبا نہ تھا کہ ایسا خلط مبحث خلاف قرار داد اور مخالف آداب مناظرہ کے کرتے اور ہم تو مجبور
تھے اسپر کہ مولوی صاحب کا تعاقب کرین لہذا اکثر دلائل ان جملہ مباحث کے کسیقدر سابق
مین تحریر کئے گئے باین ہمہ مولوی صاحب نے ان کی طرف ایک ذرہ بھر التفات نہ فرمایا ۵

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو۔ وازشما یک تن نشد اسرار جو۔ لہذا اب ہم اس سب خلط بحث سے
عفو بصر کرکے اولاً خدمت مین ناظرین کے نمبر اول یعنے بحث توفی مین کچھ مختصر لکھتے ہین فرمایا
اللہ تعالی نے یا عیسی انی متوفیك ورافعك الی ومطهرك من الذین کفروا وجاعل
الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ یعنے ای عیسی تحقیق مین تجہہ کو وفات
دینے والا ہون اور اپنی طرف تجہہ کو اٹہانے والا ہون اور پاک کرنیوالا ہون تجہہ کو عیب
ونقصان لگانے کافرون سے اور کرنے والا ہون تیرے متبعین کو غالب کافرون یعنے یہود
وغیرہ پر قیامت تک ۔ اب ناظرین انہی جملون آیت کریمہ مین وزا غور فرماوین کہ اللہ تعالی نے
اس آیت کریمہ مین چہار امرون کا بیان فرمایا ہے اول توفی حضرت عیسے کی جسکا فاعل
اللہ تعالی ہے دوسرے اٹھا لینا انکا اپنی طرف جو مستلزم اوس کے قرب کو ہے تیسرے پاک
کرنا حضرت عیسے کا عیب لگانے کفار سے چوتھے غالب کرنا اون کے متبعین کا یہود کافرون پر
اب غور کرنیکا مقام ہے کہ یہ چارون امر کیسے ترتیب طبعی سے واقع ہوے ہین کیونکہ اللہ تعالی
کے مقبول بندو نکا رفع اللہ تعالی کے طرف وفات کے ساتھ پورے طور پہ ہوجاتا ہے لہذا نمبر
اول توفی کو ارشاد فرمایا جو مستلزم ان کے رفع کو ہے۔ لہذا بعد اوس کے اپنے طرف اون کا
اوٹھا لینا ذکر کیا۔ تیسرے نمبر پر حضرت عیلے کی تطہیر بیان فرمائی جو آنحضرت خاتم النبیین صلعم
کے ذریعہ سے پورے طور پر ہوچکی یعنے یہود لوگ جو حضرت عیسے کو نعوذ باللہ مرتد اور ملعون
قرار دیتے تھے جسکے وجہ سے وہ رفع حضرت عیسے کے قائل نہ تھے قرآن مجید نے بڑے زور وشور
سے اون کو ان عیوب سے پاک فرمایا جب یہ تینون امر یعنے توفی اور رفع اور تطہیر حضرت
عیسی کو حاصل ہوی تو چوتھے نمبر پر یہ وعدہ فرمایا کہ تیرے متبعین کو قیامت تک مین کافرون
پر غالب رکھونگا تفصیل اس امر چہارم کی یہ ہے کہ اتباع کی دو قسمین ہین اول اتباع حقیقی
دوسرے اتباع مجازی یا ادعای اصلی متبعین تو وہ ہین جو خالص محمدی ہین اور ادعای
متبعین نصاری بہی ہین اور جن کفار نے حضرت عیسے کو نعوذ باللہ مرتد غیر مرفوع وملعون
قرار دیا تہا وہ یہود ہین اب دیکہو کہ آنحضرت صلعم کے وقت سے یہ پیشین گوئی کیسے پوری
ہوتی چلی آئی کہ کفار یہود اسیوقت سے ذلیل وخوار ہوتے چلے آتے ہین اور قیامت تک
ایسے ہی ذلیل وخوار رہین گے۔ ہان البتہ نصاری بہی چونکہ اتباع کا ادعا کرتے ہین لہذا
وہ بہی متبعین ادعای مین داخل ہین۔ اور اگر انصاف کی نظر سے دیکہا جاوے تو اہل اسلام

حال ہی اعتقاد وعمل مین کامل متبع حضرت عیسےٰ کے نہین رہے اسیوجہ سے سلطنت اہل اسلام مین
ضعف آگیا ہے۔ لیکن معہذا حسب پیشین گوئی مندرجہ قرآن مجید اہل اسلام متبعین حقیقی اور
نصاری متبعین ادعای قیامت تک یہود وکفار پر غالب رہین گے چنانچہ ابتک تو اسکا
مشاہدہ ہورہا ہے اور آیندہ بہی ہوگا انشاء اللہ تعالی ہان اگر اہل اسلام پورے پورے
متبع سنت ہو وین گے جو اتباع عیسے کو ہی مستلزم ہی تو حسب پیشین گوی مندرجہ آیت کے
انکی قوت سلطنت بہی بقدر اتباع ترقی پکڑیگی کیونکہ جملہ انبیا کی ایک ہی شان ہے کہ لا
نفرق بین احد من رسلہ ہان اس مین شک نہین کہ ہمارے حضرت سید الرسل خاتم النبین
صلعم جملہ انبیا سے افضل واکرم ہین۔ مگر جملہ انبیا کا مقصد ایک ہی ہے یہ امر اسواسطے کہا گیا کہ
کوی شخص عوام مین سے ایسا خیال نہ کرے کہ اہل اسلام متبع سنت کے حضرت عیسے کے متبع کیونکر
ہوسکتے ہین کیونکہ اصول مقاصد مین جملہ انبیا کی وہ شان ہے جس کی نسبت خود حضرت سید
الرسل صلعم کے واسطے اللہ تعالی فرماتا ہے فبہداہم اقتدہ۔ چونکہ ہمارے حضرت رسول مقبول
صلعم خاتم النبیین ہین اور کوی نبی بعد آنحضرت صلعم کے خواہ نیا ہو یا پرانا نہین آویگا اور
آپ کی کتاب خاتم الکتب ہے اسواسطے حکمت الٰہیہ اسبات کی مقتضی ہوی کہ جملہ انبیا کے
فضائل اور خصائل آپ کو مرحمت فرمائی جاوین کیا اچہا کہا ہے کسی شاعر نے ؎ حسن یوسف
دم عیسی ید بیضا داری۔ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری۔ اب دیکہو کہ ہر چہار امر مندرجہ
آیت بالا کیسی ترتیب طبعی سے وضع کی گئی ہین کہ اگر کوی شخص ان مین کچہ تقدیم وتاخیر
کرے تو جیسے کسی سلک جواہر کے جواہر بکہر جاوین اسی طرح یہ جواہر کلمات اربعہ جو اپنی ترتیب
طبعی سے مثل موتیون کے مرصع کی گئی ہین بالکل خلاف ترتیب طبعی اور غیر مرتب ہو جاوینگے
مثلاً جو مفسرین یہ خیال کرتے ہین کہ کلمہ متوفیک رافعک کے بعد ہونا چاہئے یعنے بعد اٹہائے
جانے حضرت عیسے کے آسمان پر انکی توفی ہوگی تو اس تقدیم وتاخیر سے کیسا ایک خلاف
امر لازم آتا ہے کہ حضرت عیسے کی توفی آسمان پہ جاکر واقع ہوی جو بالکل مخالف عقاید
فریقین کے ہے اور نیز مخالف قوانین مقررہ الٰہیہ کے بہی ہے فرمایا اللہ تعالی نے فیہا
تحیون وفیہا تموتون یعنے اسی زمین مین تم زندہ رہوگے اور اسی زمین مین تم مروگے
اس آیت مین جار مجرور یعنے فیہا جو اپنے عامل سے مقدم لایا گیا ہے وہ فائدہ تخصیص اور
حصر کا دیتا ہے کیونکہ علم معانی مین یہ مسئلہ مقررہ ومسلمہ ہے کہ تقدیم ما حقہ التاخیر مفید

تخصیص وحصر وغیرہ فوائد کو ہوا کرتی ہے اس آیت میں دونون امر کو کیسے لطیف اشارہ سے تخصیصا
بیان فرمایا گیا ہے کہ لطف اسکا حکما راسلام پر ظاہر ہے یعنے یہ کہ حیات بہی تمہاری زمین ہی مین
ہوگی نہ آسمان پر اور ممات بہی تمہاری اوسی زمین مین ہوگی نہ آسمان مین اور بعض حضرات
مفسرین حال کے اس آیت کی تفسیر مین یون اصلاح لگاتے ہین کہ یہان پر ایک عبارت محذوف
ہے اور وہ یہ ہے کہ یا عیسی انی رافعک بجسدک العنصری ثم بعد الاف سنۃ منزلک
من السماء علی الارض بجسدک العنصری ثم متوفیک۔ اللہ اکبر یہ وہی خصلت یہود کی
ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ ویکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند
اللہ ای ناظرین منصفین کیا کلام الٰہی بہی تمہارے نزدیک ایسا ہوگیا کہ جس مین ایک بڑی
جنگی اور اصلاح کی ضرورت اور حاجت پڑی ونعوذ باللہ منہا۔ اگر کوئی کہے کہ ای صاحب کلمہ
متوفیک بعد لفظ مطہرک من الذین کفروا کے ہونا چاہئے یعنے جبکہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے
تطہیر ہوچکی تو اوسکی بعد یہ توفی واقع ہوئی۔ سبحان اللہ کیا اچہی اصلاح ہے کہ مطلب بہی غت ربود
ہوا اور ایسی ڈبل تحریف مانی گئی جو پہلے تحریف سے بہی دو چار قدم آگے ہی۔ ای حضرات کیا
اللہ تعالی قادر نہ تہا جو لفظ متوفیک کو بعد مطہرک من الذین کفروا کے لاتا اسقدر دور دراز
تقدیم وتاخیر اور تقدیر محذوفات کثیرہ کلام الٰہی مین واقع کرنا کیسا خلاف انصاف ودیانت
ہے اور اگر جاعل الذین اتبعوک الآیہ کے بعد متوفیک کو رکہا جاوے تو پہر یہ لازم آتا ہے کہ بعد
قیامت کے یا اقل درجہ قیامت مین حضرت عیسی کی توفی واقع ہوگی جسکا کوئی فریقین مین سے
قائل نہین ونعوذ باللہ من ہذہ الہفوات۔ غرضکہ توفی کے ساتہ رفع یعنے اللہ تعالی کی طرف اوٹہا
جانا ثابت ہوا اور اسی کا نام موت ہے اور ترتیب طبعی بہی معہ ترتیب ومعنی کے بحال رہی۔ اب
یہ بات باقی رہی کہ یہ متوفیک وعدہ ہے اور بالضرور ایفاء وعدہ زمانہ مستقبل مین ہوا کرتا ہے
سلمنا اللہ تعالی نے اوسوقت مین کہ یہود وکفار حضرت عیسے کو تہدید ارتداد کی اور دہمکی کفر اور
سولی پر قتل کرنے کی دیتے تہے اللہ تعالی نے واسطے تسکین اون کے ارشاد فرمایا کہ ای عیسی
مین تجہہ کو وفات طبعی طور پر دونگا یعنے یہہ یہود تیرے قتل اور صلب پر قادر نہونگے اور اس
وعدہ کا ایفا یون فرمایا کہ ما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ یعنے نہین قتل کیا حضرت عیسی
کو یہود نے یقینا بلکہ اللہ تعالی نے آپ کو اپنی طرف اوٹہا لیا یہ وہی رفع ہے جسکا ذکر پہلی آیت مین
گذر چکا یعنے توفی کے ساتہ اور ظاہر ہے کہ توفی کے ساتہ وہی رفع ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے قرب

ہین مقبولان الٰہی پہونچ جاتے ہین اور یہ رفع ہر ایک مقبول کو ہوا کرتا ہے نماز ہین ہم کو حکم ہے کہ
جلسہ بین السجدتین مین یہ دعا مانگا کرین کہ اللہم ارفعنی اور دیکہو قصہ بلعم کو جو پہلے مقبول تہا اور
پہر مردود ہوگیا اوس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولو شئنا لرفعناہ ولکنہ اخلد الی الارض
چنانچہ ہماری کتب احادیث مین اسی رفع کے لئے بہت کثرت سے مضامین آئی ہین اور عروج و
صعود روح مومن کے لئے بکثرت احادیث موجود ہین۔ مشکوۃ شریف مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی
صفحہ ۱۳۳ مین حضرت ابوہریرہ سے یہ حدیث مذکور ہے ثُمَّ یعرج بہا الی السماء فیفتح لہا فیقال
من ہذا فیقولون فلان فیقال مرحبا بالنفس الطیبۃ کانت فی الجسد الطیب ادخلی
حمیدۃ وابشری بروح وریحان ورب غیر غضبان فلا تزال یقال لہا ذلک حتی
تنتہی الی السماء فیہا اللہ ھا صل ترجمہ اسکا حاشیہ مین دیکہو۔ ایضاً صفحہ ۱۳۳ مین ہے انہین
حضرت ابوہریرہ سے اذا خرجت روح المومن تلقاہا ملکان یصعدانہا قال حماد فذکر
من طیب ریحہا وذکر المسک قال ویقول اہل السماء روح طیبۃ جاءت من قبل الارض
صلی اللہ علیک وعلی جسد کنت تعمرینہ فینطلق بہ الی ربہ الحدیث مسلم۔ ایضاً صفحہ
۱۳۴ مین حضرت ابوہریرہ سے مروی ہی حتّٰی یاتوا بہ ابواب السماء فیقولون ما اطیب ہذہ
الریح التی جائکم من الارض فیاتون بہ ارواح المؤمنین فلہم اشد فرحا بہ من
احدکم بغائبہ یقدم علیہ یہ حدیث مسند احمد اور نسائی کی ہے۔ ایضاً صفحہ ۱۳۴

۱؎ پہر اوس کا اسمان پر رفع کیا جاتا ہے اور کہولا جاتا ہے دروازہ آسمان کا پہر دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ کون ہے تو
جواب دیتے ہین فرشتے یہ فلانا شخص ہے تب کہا جاتا ہے کہ مرحبا ہے اوس روح پاک پر جو پاک جسم مین تہے اندر آجا تو اس حال
مین کہ مدح وثنا کی گئی ہے اور خوش ہو ساتہ شادابی اور گلزار کے اور اپنی پروردگار سے خوش ہو جو تجہ پر غصہ کرنیوالا
نہین اور یہ بات اوس روح پاک سے ہمیشہ کہی جاتی ہے یہانتک کہ اوس آسمان پر پہونچ جاتی ہی جہان پر اللہ تعالےٰ
کا قرب ہے۔ ۱۲ ۲؎ جبکہ نکلتی ہے روح مومن کی ملاقات کرتے ہین اوس سے دو فرشتے اور اوپر لیجاتے ہین اوسکو
حماد نے کہا کہ بعد اس کے خوشبو اور مشک کا ذکر کیا کہا اور کہتے ہین آسمان والے کہ یہ روح پاک ہے آئی ہی
زمین کے طرف سے اللہ تعالیٰ رحمت کرے تجہ پر اور اوس جسم پر جسکو تو آباد رکہتی تہی پس لے چلتے ہین اوسکو
اوسکے رب کے طرف اخر حدیث تک جو مسلم کی ہے۔ ۱۲ ۳؎ یہانتک کہ لاتے ہین اوسکو آسمان کے دروازون تک
پس تعجب کرکر کہتے ہین کہ کیا اچہی خوشبو ہی جو زمین کے طرف سے آئی ہی پس پاس لیکے اور مومنون کی روحین آتی ہین اور انکو اس سے
بہی زیادہ خوشی ہوتی ہی کہ کوئی ایک تمہارا اپنی کسی غائب آدمی سے ملاقات کرکر خوش ہوتا ہی جبکہ سفر سے وہ لوٹ کر آتا ہے۔ ۱۲

قال فیصعدون بها فلا یمرون یعنی بها علی ملإ من الملائکة الا قالوا ما هذا الروح الطیب فیقولون فلان بن فلان باحسن اسمائه التی کانوا یسمونه بها فی الدنیا حتی ینتهوا بها الی السماء الدنیا فیستفتحون له فیفتح لهم فیشیعه من کل سماء مقربوها الی السماء التی تلیها حتی ینتهی به الی السماء السابعة الحدیث. ایضاً[2] قراء رسول الله صلعم لا تفتح لهم ابواب السماء قال الخازن فی تفسیره یعنی لا تفتح لارواحهم اذا خرجت من اجسادهم ولا یصعد بهم الی الله عز وجل فی وقت حیاتهم قول ولا عمل لان ارواحهم واقوالهم واعمالهم کلها خبیثة وانما یصعد الی الله تعالی الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه قال ابن عباس لا تفتح ابواب السماء لارواح الکفار وتفتح لارواح المومنین وفی روایته عنه ایضا قال لا یصعد له قول ولا عمل وقال بن جریج لا تفتح ابواب السماء لاعمالهم ولا لارواحهم ثم ذکر حدیث الباب وکذا فی المعالم وفتح البیان وجامع البیان والاکلیل وتفسیر ابن کثیر وتفسیر بیضاوی. غرضکہ یہ رفع الی اللہ قرآن مجید اور صدہا احادیث اور محاورات صحابہ وغیرہم مین اسقدر کثرت سے وارد ہے کہ اگر ان سب کو بیان کیا جاوے تو ایک دفتر طویل ہو جاوے۔ افسوس کہ ہمارے مخاطب علما ایسے امور کی تحقیق کے طرف ذرہ بھر توجہ نہین فرماتے اور یہی کہے جاتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کا

---

[1] پس رفع کرتے ہین اس روح کو اور جس گروہ فرشتون کے پاس اوسکو لیکر گذرتے ہین وہ کہتے ہین کہ یہ پاک روح کون ہے پس وہ فرشتے کہتے ہین کہ یہ فلانا شخص فلانے کا بیٹا ہے اور وہ نام اسکا لیتے ہین جو سب نامون سے اچھا ہوتا ہے جس کے ساتہ دنیا مین نام رکہا گیا تہا یہانتک کہ آسمان دنیا تک پہونچتے ہین تب آسمان کے دروازے کہلواتے ہین پس دروازے آسمان کے کہولے جاتے ہین تب ہر ایک آسمان کے مقرب طرف فرشتے اسکے پیچہے چلتے ہین اوس آسمان تک جو اوس سے قریب ہے یہانتک کہ پہونچاتے ہین اسکو ساتوین آسمان تک۔ اخر حدیث تک۔ [2] اور حدیث مین ہے کہ پھر پڑہا رسول اللہ صلعم نے اس آیت کو کہ نہین کہولے جاتے ہین ان کفار فساق کے واسطے دروازہ آسمان کے خازن نے اپنی تفسیر مین کہا ہے یعنی نہین کہولے جاتے ان کی روحون کے واسطے وے دروازے جبکہ نکلتی ہین وہ اپنی جسمون سے اور ان کی زندگی کی حالت مین نہین چڑہایا جاتا ہے اللہ تعالی کیطرف انکا قول اور عمل کیونکہ بہ تحقیق ان کی روحین اور ان کی قول اور ان کی عمل سب خبیث ہین اور سوا اسکے نہین ہے کہ اللہ تعالی کے طرف پاک کلمے چڑہتے ہین اور نیک عمل ان کو اوپر چڑہاتا ہے حضرت ابن عباس نے کہا ہے نہین کہولے جاتی ہین دروازے آسمان کے کفار کے ارواح کے واسطے اور کہولے جاتے ہین مومنین کی ارواح کے واسطے اور بیچ ایک روایت کے ہے اونہین سے یہی کہ کہا نہین

جسم ہی اللہ تعالی کے طرف رفع ہوا ہی۔ بہلا یہ رفع جسد عنصری کا عالم ملکوت مین یا اللہ تعالی کے طرف کیونکر
ثابت ہو سکتا ہے کا مراد اوراگر کہو کہ وہ جسم وقت رفع کے لطیف ہو گیا تھا تو ختم الوفاق ہو جزاکم اللہ
انبیا اولیا اور شہدا اور صدیقین اور جملہ مومنین کے لئے بعد موت کے ایک جسم لطیف نورانی عطا
ہوتا ہے اور وہی اللہ تعالی کے طرف رفع ہوا کرتا ہے نہ یہ جسد عنصری جسکے واسطے اللہ تعالی ارشاد
فرماتا ہے وما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام یعنے ہمنے انبیا علیہم السلام کے لئے ایسا جسد نہین
بنایا جو کہانا نہ کہاتے ہون خود حضرت عیسے کے واسطے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ ما المسیح ابن
مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام یعنے نہین
ہین مسیح بیٹے مریم کے اور کچھ مگر ایک رسول تحقیق گذر چکے ان سے پہلے اور رسول اور مان انکی صدیقہ ہے وے
دونون کہانا کہاتے تھے اس آیت مین اللہ تبارک وتعالی نے عجیب وغریب اشارات انواع اور اقسام
کے بیان فرمائے ہین جو کسی قدر مختصر طور پر بیان لکہی جاتے ہین وہو ہذہ اگرچہ یہ آیت بطور عبارۃ
النص کے حضرت عیسے کی نفی الوہیت مین وارد ہے لاکن بطور اشارۃ النص کے نفی حیات بہی اس سے
مفہوم ہو گئی یعنے تم جو مسیح بن مریم کو زندہ بجسد عنصری آسمان پر خیال کرتے ہو یہ امر غلط در غلط ہے
مسیح ابن مریم اور کچھ نہین تہا مگر ایک رسول بہلا کوی رسول بہی اس جسد خاکی کے ساتھ آسمان پر
زندہ گیا ہے جو عیسے بن مریم آسمان پر زندہ الآن کما کان بیٹہا ہوا ہو تمام رسول جو اس سے پیشتر گذر چکے
ان مین کسی کو یہ بات حاصل نہین ہوی۔ اور اوسکی مان تو نبیہ بہی نہین تہی ہان مرتبہ صدیقیت
کا اوسکو دیا تہا پہر وہ کیونکر اس جسد خاکی سے زندہ رہتی۔ اب آگے اس دعوی مع الدلیل پر
ایک اور دلیل ارشاد فرماتا ہے کہ وہ دونون کہانا بہی کہاتے تھے یعنے محتاج کہانے کے تھے بغیر کہانا
کہائے وہ دونون کیونکر زندہ رہ سکتی ہین کیونکہ یہ امر ہمارے قانون مقررہ مندرجہ قرآن مجید کے
بالکل مخالف ہی مفسر بیضاوی اور اوسکا محشے لکہتا ہے کہ یہان پر اللہ تعالی نے ایک شئ ملزوم کو ذکر
فرمایا اوس کے جملہ لوازم کیطرف توجہ دلائی ہے یعنے جو شخص کہانے پینے کا محتاج ہوگا وہ پاخانہ بہی
پہریگا اور پیشاب بہی کریگا انتہی مین کہتا ہون کہ اور لوازم کہانا کہانے کی جو بکثرت ہین وہ بہی
ناظرین پر پوشیدہ نہین ہین کمی بیشی سے بیمار ہونا اگر بدل ما یتحلل کم پہونچے تو ضعف کا عارض ہونا

بقیہ حاشیہ۔ جو ہیلا ہے اسکے لئے قول اللہ عزوجل اور کہا ابن جریج نے۔ نہین کہولے جاتے ہین دروازے آسمان کے اسکے
اعمال کیلئے اور نہ ان کی ارواح کے لئے پہر ذکر کیا حدیث اس باب کو اور ایسا ہی ہے۔ معالم۔ فتح بیان۔ جامع البیان
اکلیل تفسیر ابن کثیر اور تفسیر بیضاوی مین ۱۲۔

اور زمانہ کے اثر سے متاثر ہونا یعنے طفلی سے شباب کو پہونچنا اور شباب سے شیب کو پہونچنا یہانتک تمام قوی کا بتدریج زائل اور فنا ہوجانا اور کمر کا بڑہاپے مین جہک جانا ومن نعمره ننكسه فى الخلق افلا يعقلون یعنے جس کسی کی عمر ہم دراز کرتے ہین اوسکو اوندہا منہ کر دیتے ہین۔ غرضکہ اس کہانے پینے کے اسقدر لوازم اور عوارض ہین کہ ہر اہل عقل اوسکو جانتا ہے حاجت بیان کی نہین ہے واسطے تنبیہ اپنی مخاطب صاحب کے کسیقدر بیان کر دی گئے۔

اب جو بعض مفسرین لفظ توفی کے بارہ مین نہایت پریشان اقوال بیان کرتے ہین اور روایات مختلفہ کو ذیل مین تفسیر آیت ہذا کے لکہتے ہین اوس کی نسبت بالفعل اس جلسہ مین اسقدر گذارش ہے کہ اگر سوا معنی قبض روح کے خواہ تام ہو جسکو پورا بھر لینا بھی کہتے ہین یا قبض ناقص جو مجاز بمعنی نوم کے ہے کوئی صاحب اپنی معنی مجوزہ یا مخترعہ کی نظیر اور شاہد قرآن مجید سے یا کسی حدیث سے یا محاورات صحابہ سے یا عرب عربا سے یا اشعار قدیم وجدید عرب سے یا ضرب الامثال سے ثابت کر دیوین تو ہم وعدہ صادقہ کرتے ہین کہ بعد نظر وغور کے بالضرور تسلیم کر لیوینگے۔ اور اس بحث کا فیصلہ اسیقدر شاہد پیش کردہ سے ہوجاویگا لیکن جبکہ نہ کوئی شاہد اوسکا قرآن مجید مین پایا جاوے نہ احادیث مین موجود ہو اور نہ آثار صحابہ مین کہین پہ مذکور ہو اور نہ عرب عربا کے محاورات مین کہین اوسکا سراغ ملے تو پھر فرمائے کہ بعد آیت متوفیک الآیہ کے جس مین وعدہ ہے آیت فلما توفیتنی جو بطور اقرار کے حضرت عیسے کے طرف سے قرآن مجید مین مذکور ہے جس سے ایفاء وعدہ مفہوم ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بموجب احادیث متعددہ مندرجہ صحیح بخاری کے اسی آیت فلما توفیتنی کو اپنی اوپر اوسی طرح تکرار کیا ہے جسطرح حضرت عیسے نے اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوچکی تو پھر آپ اس اقرار عیسوی سے کیون اعتراض کرتے ہین یہ تو وہی مثل ہوئی جاتی ہے کہ مدعی سست اور گواہ چست لیجئے توفی حضرت عیسی کی جو نمبر اول بحث کا تہا ثابت ہوچکی باقی جواب ان تحریفات کا جو آپ نے آیات کے ترجمہ مین کیا ہے آیندہ دیا جاویگا کیونکہ اب وقت میرا ختم ہوگیا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ جب مجتہد صاحب نے ادہر کے دلائل قاہرہ کو دیکہا تو حقہ پیتے پیتے دل مین آیا ہوگا کہ ایسے دلائل کے روبرو مین اب کیا کر سکتا ہون تو کلمات خلاف تہذیب خود بہی فرمانے لگے اور ہر دو صاحبزادے مجتہد صاحب کے بحکم الابن سر لابیہ نہایت گستاخانہ کلمات بولنے لگے جو بالکل مخالف تہذیب اور منافی شرع اسلام کے تہے تب حضرت سلطان محمود نے

واسطے حفظ ما تقدم کے جواب ترکی بہ ترکی ان کو دیا تو اب مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ مین کل کو نہین
آونگا بلکہ بقیہ جواب مکان سے لکہکر روانہ کردونگا ہرچند عرض کیا گیا کہ ای حضرت مجتہد صاحب
آپ کے صاحبزادے کیون غیر مہذبانہ بولے جسکا جواب ترکی بہ ترکی پایا سے دہن خویش بدشنام
میالا صائب نکین زر قلب بہر کس کہ وہی باز دہد۔ مگر مجتہد صاحب ان عذرات کو کب سنتے تھے
صرف ایک حیلہ اور بہانہ بحث کے ٹلجانے کا تلاش کرتے تھے بہرحال بعد اللتیا واللتی خاکسار نے عرض
کیا کہ آپ تشریف لاوین یا نہ لاوین اور اپنی گھر سے مضمون جواب اندر میعاد لکہکر بہجین یا نہ
بہجین ہم اندر میعاد مناظرہ یعنے بقیہ دو روز مین بقیہ جواب لکہکر طبع کرا دیوینگے لہذا اب
بقیہ جواب تحریر ہوتا ہے۔
ششم جون ۱۸۹۲ء بقیہ جواب مجتہد صاحب کے تحریرات کا از طرف مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی
مجتہد صاحب پرچہ سوم جرح مین فرماتے ہین کہ آیت انہم لا یرجعون کا مفاد یہہ ہے کہ موتی خود دنیا
مین پلٹنے کی قدرت نہین رکہتے اگر اللہ تعالی اونکا پلٹانا چاہے تو پلٹ سکتے ہین۔
اقول۔ یہ کون کہتا ہے کہ اللہ تعالی کو قدرت موتی کو پلٹانے کی دنیا مین نہین ہے ان اللہ علی
کل شئ قدیر گفتگو تو اس رجوع کے وقوع مین ہے کہ واقع ہوا ہے یا نہین لیکن وہ تو خبر نفی لا یرجعون
مین داخل ہے۔ اور تخصیص مقہورین کی آیت مین کہان ہے کیونکہ لفظ ہلاک بمعنی نیست کرنے کے
ہے خواہ بعذاب ہو یا باماتت و اعدام کیونکہ آیات کثیرہ قرآنیہ نصوص قطعیہ ہین اسبات پر
کہ مومنین بہی بعد موت و فنا، دنیوی کے دنیا مین واپس نہین آتے یہی ہمارا مطلب ہے پس مجتہد صاحب
کا مدعا کب ثابت ہوا۔ ای ناظرین مجتہد صاحب نے آگے لسکے ایک نہایت عمدہ بات فرمائی ہے جس
سے ... فیصلہ اختلاف کا ہو سکتا ہے اوسکو خوب یاد رکہو اور وہ بات یہ ہے (کہ جو لوگ عقل
اور نقل دونو کو جمع کرتے ہین اور منقولات کو عقل کے ساتہ موئد کرتے رہتے ہین وہ فلسفی نہین ہین بلکہ
عارف ہین) اس بات کو خوب یاد رکہو کہ آیندہ عند الحاجت کام آویگی۔ مجتہد صاحب چونکہ ہماری
رسائل سے محض نا آشنا ہین لہذا ایک حدیث اسی پرچہ سوم جرح مین معالم سے باین خیال لکہی ہین کہ
اس حدیث کا مصداق حضرت اقدس نہین ہو سکتے کیونکہ اوس حدیث مین نزول مسیح بن مریم
حکم عدل ہونا اونکا اور کسر صلیب قتل خنزیر وضع جزیہ نہ پڑنا مال کا اوس کے وقت مین پا
جانا مال کا مذکور ہے جنکا مصداق مرزا صاحب نہین ہو سکتے۔ مگر واضح ہو کہ یہ سب صفات حضرت
اقدس مین کامل طور پر پائی جاتی ہین اور تفصیل سے ہماری رسائل مین موجود ہین بالاختصار یہاں پر

کچھ بیان اوس کا کیا جاتا ہے یہ بات تو ظاہر ہے کہ لفظ نزول بعثت اور رسالت کلیات مشککہ مین
سے ہے جیسا کہ لفظ وجود کا کلی مشکک ہے مجددا ور محدث بھی ان الفاظ یا ان کی مشتقات کا اطلاق
ہوتا ہے اور کتاب وسنت مین مستعمل ہے چونکہ بعثت اور رسالت کے مفہوم مین کسی نبی یا مجدد
اوس کی نائب کا ارسال اللہ تعالی کی طرف سے (جسکی شان ہو العلی العظیم ہے) بجانب خلق جو نہایت
پستی مین واقع ہے) ہوتا ہے لہذا اسکی بعثت یا رسالت پر لفظ نزول کا بہی اطلاق کرتے ہین۔
چنانچہ مسیح بن مریم کے لئے جسطرح پر لفظ نزول کا مستعمل ہوا ہے اوسی طرح پر لفظ بعثت کا بہی آچکا
ہے دیکھو صحیح مسلم اذ بعث اللہ مسیح ابن مریم۔ اور محدث کے لئے لفظ ارسال اور اوس کی
مشتقات کا استعمال کثرت سے کتاب وسنت مین موجود ہے فرمایا اللہ تعالی نے اذ جاء ھا
المرسلون اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون
قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شیٔ ان انتم الا تکذبون قالوا
ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون۔ یہ تینون شخص حواری پیغمبر نبی نہین تھے باوجود اسکے ان کو
لفظ مرسل بولا گیا۔ اور مسیح بن مریم کے لئے جو لفظ نزول کا کثرت سے آیا ہے اوس مین سر یہ ہے کہ
اوس کی بعثت مجددیت اور محدثیت کو صرف اللہ تعالی کے طرف سے ہونا یقین کیا جاوے اور
منجانب اللہ ہونے مین اوسکے کوئی شک اور شبہ نہ رہے کیونکہ جانب عالی یعنے اللہ تعالی کیطرف
سے جانب سافل یعنے خلق کی طرف جب وہ مبعوث ہوا تو واسطے رفع شک کے اوسکو نزول ہی
کہنا ضروری ہوا پس جبکہ حضرت اقدس کی مجددیت اور محدثیت اور ملہم من اللہ ہونا ہم
اپنی رسائل مین ثابت کر چکے ہین تو نزول کے پورے مصداق حضرت اقدس ہوگئے و ہو المطلوب
اب واضح ہو کہ اسم مسیح بن مریم کا اطلاق حضرت اقدس پر جو کیا گیا ہے اس مین کیا محل استبعاد
ہے جملہ اہل بلاغت کا یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ اطلاق اسم الشی علی ما یشابہہ فی اکثر خواصہ وصفاتہ جا
حسن اسکی تفصیل بہی ہماری رسائل مین مذکور ہے اور کسی قدر سابق کے پرچون مین ہو چکی ہے
حکم عدل ہونا تو ظاہر ہی ہے جو مسائل مختلفہ مشکلہ کتاب وسنت کے تھے وہ تمام عدل و انصاف
کے ساتھ فیصل کردی گئی اور تفاسیر قرآنی مین جو اختلافات ایسے واقع ہوگئے تھے کہ سے شد پریشان
خواب من از کثرت تعبیرہا۔ کے مصداق تھے اور کلام الہی سے مراد الہی کے سمجھنے مین بڑی دقت
اور حیرانی واقع ہوتی تہی اب وہ سب نزاع اور اختلاف فیصل ہوگیا پھر اوس کی حکم عدل
ہونے مین اب کیا کلام باقی رہا۔ کسر صلیب اور قتل خنزیر کو شاید آپ اپنی ظاہری معنون پر

محمول فرماتے ہین - ای مولوی صاحب اگر مسیح بن مریم نے ایک دو صلیب توڑ ڈالی یا ایک دو خنزیر کو قتل کر ڈالا تو مین دریافت کرتا ہون کہ اسلام کو اس سے کیا نفع ہوا شاید آپ کی مذہب اہل تشیع کو اس سے کچھ فائدہ پہونچے ہمارے اسلام کو تو اس کم فعل سے کوی بہبود حاصل نہین ہوسکتی اسیواسطے ہمارے علماء شارحین حدیث نے اس کو مجاز قرار دیا ہے یعنے یبطل دین النصرانیۃ بالحجج والبراھین اور یہ امر تو مدت سے ہو رہا ہے دیکھو براہین احمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ والنبوۃ المحمدیہ اور کحل الجواہر او رآئینہ کمالات اسلام اور نور الحق وغیرہ جو قریب پچیس کتابون کی آج تک تصنیف ہوچکی ہین پس کسر صلیب او رقتل خنزیر کی جو مراد اصل مین ہے وہ بخوبی وقوع مین آرہی ہے وہو المطلوب -

اور معنی وضع جزیہ اور وضع حرب کی تو بخوبی صادق آرہی ہین کیونکہ جہاد حربیون سے ہوا کرتا ہے اسوقت مین حکام نصاری نے کل مذاہب کو ایک بڑی آزادی دیدی ہے اور خصوصاً اہل اسلام کے شعار کے ادا کرنے مین کوی روک ٹوک نہین کرتے پھر ایسی حالت مین دین اسلام مین جہاد کا حکم کیونکر جاری ہوسکتا ہے سیف کا مقابلہ سیف سے کیا جاتا ہے ہان اسلام پر شکوک اور شبہات دجالین نصاری اپنی افہام قاصرہ سے جو وارد کرتے ہین اون کا مقابلہ براہین او رحجج بینہ سے ہونا ضروری جو ہو رہا ہے یہ بات انصاف سے کسقدر خلاف ہے کہ شبہات کا جواب سیف سے ہووے اور چونکہ اب وقت قریب پہونچگیا ہے کہ اسلام مین مخالفین اسلام جوق جوق داخل ہونگے تو پھر حکم جزیہ بھی کیونکر ہوسکتا ہے وضع جزیہ ہونا ضرور غرضیکہ زمانہ کی ہوا نے اب ایسا پلٹا کہایا ہے کہ ہرگز ہرگز حکم جہاد او رجزیہ کا اس مسیح بن مریم کیوقت مین نافذ نہین ہوسکتا آیندہ کی خبر نہین کہ مشیت الٰہیہ مین کیا ہے -

اور بہ پڑنا مال کا ظاہر ہے مال سے مراد وہ اشیا ہین جن کی طرف طبیعت بشری کا میل ہو کیونکہ المال مایمیل الیہ الطبع مشہور ہے اب دیکھو اسباب اور سامان دنیوی کو کہ پہلی زمانون سے کسقدر کثرت اور افراط پر ہے جسکی کوی نہایت نہین معلوم ہوتی معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد صاحب نے اپنے مکان عالیشان سے کہین قدم باہر نہین رکہا جو مال کی کثرت سے واقف ہوتے س

تا بدکان خانہ در گروی ؛ ہرگز ای خام آدمی نشوی - اور اگر یفیض باب افعال سے متعدی پڑہا جاوے تو بہی پوری مصداق اوسکی حضرت اقدس ہین اگر آپ کو اس صفت کی پوری طور پر تصدیق منظور ہے تو قادیان مین تشریف لیجاوین اور مشاہدہ کرین کہ یہ مجدد اور امام وقت

وضع جزیہ

بہ پڑنا مال کا

بہ پانا حق

اللہ تعالی کے رستے مین مال کو کسقدر بہاتا ہے کہ دنیا مین کوئی شخص نظیر اوسکی اس صفت مین نہین
پایا جاتا جو اللہ تعالی کے راستہ مین اسقدر مال کو بہاتا ہو اور اگر آپ قادیان نہ جاسکین تو پھر
ہماری رسایل کو ہی ملاحظہ فرما وین تاکہ آپ کو اس صفت کی بھی تصدیق ہوجاوے۔ اور اگر
آپ نے یفیض المال کے معنی یہہ سمجھے ہین کہ لوگون کو مال کثیر دیدے کہ دنیوی آسودگی مین
غافل عن ذکر اللہ کر دیویگا یا تبذیر کے طور پر مال کو بہاویگا تو ایسا مسیح ہماری کام کا نہین ہے
آپ کو ہی مبارک ہو ہمارے اسلام کو ایسے مسیح سے کیا فائدہ ہوگا۔ اور یہ جو ٹکڑا حدیث کا
آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا نہین معلوم اسمین آپکا
کیا مطلب ہے اس زمانہ پر فتن و آشوب مین بسبب کثرت اشغال دنیوی کے ایک نماز کا پڑھنا
ایسا دشوار ہوگیا ہے جسکا بیان نہین ہوسکتا کسی ادنی سوداگر مسلمان کے پاس آپ جاکر
اسکے اشغال اور اموال کا ملاحظہ فرماوین کہ رات اور دن مین اوسکو بالکل فرصت نہین
ہوتی معہذا بسبب گرانی اجناس کے آسودگی سے اوس کی بسراوقات نہین ہوسکتی پھر
ایسی حالت مین ایک سجدہ جس سے مراد ادای نماز پنجگانہ فرض ہے کیونکر تمام دنیا سے بہتر نہ
ہوویگا۔

پھر آپ تحریر فرماتے ہین کہ اوس کے زمانہ مین تمام مذاہب سوا اسلام کے ہلاک ہوجاوینگے
اقول اگر اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ مسیح ایسا خونخوار ہوگا کہ بسیط الارض کے تمام اہل
مذاہب کو قتل کر ڈالیگا اقول۔ اول تو یہ امر ممکن وقوعی نہین دوسری سرتاپا مخالف
نصوص کتاب و سنت کے ہے تیسرے حسب ارشادات خدا و رسول کے ایسا کبھی ہو ہی نہین
سکتا کہ کل بسیط الارض کے آدمی اسلام کو قبول کرلین اور کوئی متنفس غیر اہل اسلام بسیط
الارض پر باقی نرہے فرمایا اللہ تعالی نے ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدٰاھا ولکن حق القول
منی لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ ایضا فرمایا اللہ تعالی نے ولو شاء
ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولایزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک
خلقھم وتمت کلمۃ ربک لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین وغیر ذلک
من الایات الکثیرۃ۔ ای مولوی صاحب مراد ہلاک ملل سے یہی ہے کہ قرآن مجید کے دلائل
قطعیہ اور براہین عقلیہ سے وہ مسیح بن مریم تمام مذاہب کو ہلاک کردیگا چنانچہ یہ ہلاک اب
واقع ہورہا ہے ہلاک جملہ مذاہب کے معنے یہی ہین نہ قتل عام کرنا غیر اہل اسلام کا فرمایا اللہ

تعالیٰ نے لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینہ ولا اکراہ فی الدین۔ اور ہلاک دجال کو بھی اسیقدر قیاس فرمائے۔ کیونکہ نصاری کا دجال ہونا ہمنے اپنے رسائل مین بخوبی ثابت کردیا ہے اون کو ملاحظہ فرماؤ۔ آگے رہا چالیس برس تک مسیح کا رہنا سو وہ بھی صادق ہے کیونکہ اس مسیح بن مریم کو قطعی طور پر یہ الہام ہوا ہے کہ ولنحیینک حیوۃ طیبۃ ثمانین حولا او قریبا من ذلک اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ گیارہ سال کی مدت سے اس مسیح بن مریم کی دعوت الی الاسلام ہو رہی ہے اور شروع زمانہ دعوت مین اوس کی عمر چالیس برس کی تھی پس یہ امر بخوبی ثابت ہے۔ اسی پرچہ سوم جون مین مجتہد صاحب حماہ سے جو تحریر فرماتے ہین اوس کی نسبت یہ گذارش ہے کہ مسیح بن مریم جو نزدیک منارہ بیضاء شرقی دمشق کے نزول کریگا اوس کی حقیقت یہ ہے کہ نزول کے معنے تو وہی ہین جو مذکور ہو چکے اور منارہ بیضاء سے اگر مراد ظاہری معنے ہی ہین تو گذارش ہے کہ کیا آپ کی نزدیک جملہ پیشین گوئیون کا وقوع ایک آن واحد مین ہی ہونا ضروری ہے اگر ایسا کچھ ہے تو ہمارے رسول مقبول صلعم کے بارہ مین جو پیشین گوئیان تورات وانجیل مین واقع تھین وہ کب ایک وقت اور آن واحد مین واقع ہوئین مثلاً ایک صفت ہماری رسول صلعم کی ملکہ بالشام ہی تھے یہہ فرمائیے انکا ملک شام مین حین حیات رسول مقبول صلعم کے کب واقع ہوا بلکہ حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی کے وقت مین اوسکا ظہور ہوا علی ہذا آپ ابھی کیون جلدی کرتے ہین قریب ہے کہ اس مسیح کی دعوت اسلام و دعوت توحید مشرقی دمشق ملک شام مین بھی پہونچ جاوے جہان نصاری کے تثلیث کا مسئلہ شائع ہوا تھا اس مین آپ کو کیا استبعاد ہے۔

بین مہرودتین جو حدیث مین وارد ہے شاید اوسکو بھی آپ اپنی ظاہری معنے پر محمول فرماتے ہین حضرت احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ احوال دجال اور اوصاف مسیح بن مریم آنحضرت صلعم کو رویا مین دکھلائی گئی ہین لہذا وہ سب اوصاف اپنی ظاہر پر محمول نہین ہو سکتے بلکہ تعبیر طلب ہین آپ کتب معتبرہ تعبیر کو ملاحظہ کرین کہ زرد کپڑے کی کیا معنے ہین اور لباس زرد سے کیا مراد ہے تب آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ وصف بھی اس مسیح بن مریم مین موجود ہے کہ بعض امراض مین دائم المریض رہتا ہے اور لباس زرد کی تعبیر معبرین معتبرین مرض ہی کو قرار دیتے ہین۔

وضع یدین علی اجنحۃ الملکین سے شاید آپ یہ سمجھے ہوے ہین کہ وہ دونون فرشتے جسو قت

وہ آسمان پر سے بجسد عنصری اتریگا آپ کو بھی وہ نظر آوین گے افسوس کہ آپ نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ لفظ
ملکین ہی اسبابت پر دلالت کرتا ہے کہ تائید غیبی اوس کے شامل حال ہوگی کیونکہ اور ملائکہ ہم کو آپکو
کب نظر آتے ہین جو یہ دونون فرشتے آپ کو نظر آوینگے اور دونون ہاتھون سے یہی مراد ہے کہ
دلائل عقلیہ مین بھی اوسکو تائید غیبی ہوگی اور دلائل نقلیہ مین بھی اوسکو غیب سے مدد پہونچیگی
اور اگر آپ کو ظاہری معنی پر ہی ضربت کے اصرار ہے تو وہ بھی موجود ہے کیونکہ صحیح بخاری کے
احادیث مین بجاے لفظ ملکین کے رجلین بھی وارد ہے یون تو ہزارون رجال اوسکے مددگار
ہین لیکن ایک رجل عظیم الشان اوسکا ایسا مرید خاص ہے جس کے نور دین کے مقابل مین
تمام حکماء فلسفی کے دلائل عقلیہ تارہ و تاریک ہوگئی ہین اور دوسرا شخص شاید یہی ہو کہ جو آپ
سے باحسن طریق بحکم وجادلہم بالتی ہی احسن خطاب کر رہا ہے اور دلائل نقلیہ مین اوس کی
روبرو آپ سے کچھ نہین ہو سکتا - باقی حدیث مین اوس کی سر کے بالون کی خوبی کا ذکر ہے کہ
ایسے خوشنما ہون گے کہ موتیون کے قطرے اوس کے بالون سے ٹپکینگے اگر آپ کو اسکے بالون
کی خوبی اور خوشنمائی مین کچھ کلام ہو تو قادیان جاکر دیکھ لیجئے تاکہ اس وصف مین ہی آپکو
کچھ شک نہ رہے افسوس کہ ایسے فقرات کو جنہین قرائن صریحہ مجازکے موجود ہین ان کو بھی آپ ظاہری
معنے پر محمول کرنا چاہتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون - اور ریح نفس سے مراد شاید آپ نے اوسکا
سانس تصور فرمایا ہے مجتہد صاحب ذرا آپ محاورات عرب کو ملاحظہ فرماوین کہ انفاس سے مراد
کلمات ہوا کرتے ہین کسی شاعر نے کہا ہے ؎ اہل الحدیث ہم اصحاب النبی وان - لم یصحبوا انفسہ انفاسہ
صحبوا - اب یہ گذارش ہے کہ آپ اگر اوسکے کلام جیسا کیسا کلام اسوقت مین پیدا کردین خواہ
عربی ہو یا فارسی یا اردو نظم ہو یا نثر تو آپ ہم سے اسبارہ مین کچھ کہہ سکتے ہین والا غفلا دیکھیے
ایک رسالہ اوسکا بزبان عربی مسمیٰ بہ نور الحق دکرامات الصادقین جسکے مقابلہ سے تمام پادریان
نصاری اور دیگر مخالفین ایسے ساکت ہوگئے ہین کہ گویا محلہ خاموشان مین جابسے ہین اور سب کو
موت آگئی ہے پھر دوسیر عاوہ یہ ہے کہ اس رسالہ کی جواب پر پانچ ہزار روپیہ کا اشتہار بھی مدت
سے شایع ہوچکا ہے لیکن بھی بالکل خاموشی ہے پس اس وصف کی تصدیق مین اب آپ کو کیا
کلام ہے - اور حمامۃ البشریٰ کی بائیسوین صفحہ سے جو آپ نے نقل فرمایا ہے بطور استدلال کے
کہ مسیح ابن مریم مہدی کا تابع ہو کر آئیگا وہ سرتاپا آپکی خوش فہمی ہے جو احادیث ضعیفہ و موضوعہ
دلواسطے رد کرنے کے حضرت اقدس نے حمامۃ البشری مین نقل فرمائی ہین اُن کو آپ اس مناظرہ

ہین بغرض احتجاج پیش کرتے ہین سبحان اللہ کیا ہی عمدہ آپکا استدلال اور احتجاج ہے مجھہ کو بڑا
خوف پیدا ہوا ہے کہ مبادا کہین قرآن مجید کی اون آیات کو جنین شکوک وشبہات کفار
سے نقل کیے گئے ہین ان شکوک کو آپ اپنا عقیدہ نہ گردان لین آپ برا نہ مانین یہی وجہ ہے
کہ آپ کی ایسی ایسی باتون پر حاضرین جلسہ بے اختیار ہنستے ہین اور ضبط بھی کرتے ہین یہ بات
آپکی شان مجتہدی سے نہایت خلاف ہے اب مجھہ کو معلوم ہوا کہ جب مجتہد صاحب کا ایسا
کچھ حال ہے تو دوسرے علما کا کیا حال ہوگا مولوی زاہد علی صاحب اہل تشیع جو واسطے مناظرہ
کے قادیان جانے کو طیار تھے اور ان کی روانگی کے بارہ مین دو تار لگاتار پہونچ چکے تھے
مین نہین جانتا کہ وہ کیا مناظرہ کرتے اچھا ہوا کہ وہ قادیان نہ گئے اور ان کی فضیلت
علمیہ کا احوال کچھ منکشف نہ ہوا لیکن افسوس کہ آپکی اصرار سے آپ کی شان مجتہدی اب
سب حاضرین جلسہ پر واضح ہو گئی اور بعد طبع اس مباحثہ کے کل علماء ہند پر شان اجتہاد
آپ کی واضح ہو جاویگی۔ خیر خود کردہ را علاجے نیست میرا اس مین کیا قصور ہے آپ نے قسمین
دلا دلا کر اس عاجز سے مناظرہ کیا ہے۔ اب جس بد دعا کے واسطے آپ نے اپنی خطوط مین واسطے
مجھی و مکرمی حضرت عبد الرحمن صاحب حاجی اللہ رکھا کے۔ تحریر فرمایا تھا اوسکے آثار خود آپ ہی
ظاہر ہو گئی لیهلك من هلك عن بينة ويحيى من حي عن بينه۔ انا لله وانا اليه راجعون
آخر پرچہ سوم چون مین مجتہد صاحب اقرار کرتے ہین کہ درباره قبض روح مسیح بن مریم اور پھر زندہ
کر کر اوسکا آسمان پر اٹھایا جانے مین تمام صحاح اہل سنت والجماعت مین ڈھونڈھ چکا کہین حدیث
نبوی کا پتہ نہین پایا مگر بقول اسحاق آخر عبارت تک۔ اے ناظرین کہو اب مجتہد صاحب پر وہ
مثل صادق آتی ہے یا نہین جو قرآن مجید مین مذکور ہے ولا تكونوا كالتي نقضت غزلها من بعد
قوة انكاثا خیر بہرحال آیندہ کو ہی لیسے ذمہ داری سے احتیاط رہے سے چرا کارے کند عاقل کہ باز
آید پشیمانی۔ پرچہ چہارم چون مین مجتہد صاحب تحریر فرماتے ہین کہ او ترقى فى السماء کوی کلیہ نہین
ایسا ہی انهم لا یرجعون تو وہ قاعدہ کلیہ کیونکر ہو گیا۔ اقول۔ اس عاجز نے کب کہا ہے کہ او ترقى
فى السماء قاعدہ کلیہ ہے صرف یہ عرض کیا ہے کہ هل كنت الا بشرا رسولا سے یہ قاعدہ کلیہ نکلا کہ کوی
بشر رسول جسد عنصری سے آسمان پر نہین گیا اگر اسکے کلیہ ہونے مین آپ کو شک ہے تو ملاحظہ فرماو
فریقین کے کتب اصول کو جن مین لکہا ہے النكرة فى النفى تعم سواء دخل حرف النفى على فعل
نحو ما رأيت رجلا او على الاسم نحو لا رجل فى الدار ولو لم يكن لنفى العموم لما كان قولنا

لا الہ الا اللہ نفیا لجمیع الالھۃ سوی اللہ سبحانہ فتقرہران المنفیۃ بما او من او لم او لیس او لا مفیدہ للعموم والنکرۃ المنفیۃ اول علی العموم منہا اذا کانت فی سیاق النفی والصفی العندی فذہ النکرۃ علی الکل اب دیکھو پہل کنت بشرا الا رسولا نفی واثبات مین ویسا ہی ہے جیساکہ لا الہ الا اللہ یا کچھ اس مین اور امر دیگر ہے پس اس سے بڑھکر اور کونسا قاعدہ کلیہ ہوسکتا ہے اور انہم لا یرجعون اگرچہ بموجب اصطلاحات منطقیہ کے قوت مین جزئیہ کے ہے لیکن جبکہ دیگر نصوص قطعیہ سے کلیت اوسکی ثابت ہوچکی ہے اور حدیث جابر بھی اوسکی کلیت کے لئے مؤید ہے تو پھر اوسکے کلیہ ہونے مین کیا شک ہے اور جبطرح آپ قل تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم کو کلیہ فرماتے ہین اوسی طرح بلکہ اس سے بڑھکر یہ دونون آیتین مفید کلیت ہین۔ اور آپ جو فتح یاجوج وماجوج کو اس رجعت کا غایہ قرار دیتے ہین اور رطرہ اوسپر یہ کہ اسی مسئلہ رجعت شیعی کو اس آیت سے ثابت کرتے ہین یہ آپ کی فضیلت اجتہادی پر اول دلیل ہے حضرت مجتہد صاحب مسئلہ رجعت کا جو آپ کے یہان ہے وہ ایسا باطل اور خلاف ہے کہ کوئی اہل عقل بھی اوس کو ہرگز تسلیم نہ کریگا بالاقتضا کچھ ابطال اوسکا یہان پر عرض کیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون یہ آیت اول دلیل ہے اوپر نفی رجعت کے ایضا فرمایا اللہ تعالی نے ھو الذی احیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون اس آیت سے بھی رجعت فی الدنیا باطل ہوگئی کیونکہ اماتت کے بعد جو احیا ہے وہ باتفاق احیاء برزخی یا احیاء حشر ونشر ہے بعد اوسکے رجوع الی اللہ مذکور ہے پھر دنیا مین رجعت کیونکر ہوسکتی ہے۔ ایضا فرمایا اللہ تعالی نے اذ کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم الیہ ترجعون اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ رجعت فی الدنیا نہین ہوسکتی کیونکہ اماتت کے بعد صرف رجوع الی اللہ ہی ہے واسطے جزا وسزا اعمال کے جو کامل طور پر اوسوقت ہوگا۔ اور دلائل عقلیہ اس مسئلہ کے ابطال پر اسقدر ہین کہ یہ اوراق ان کی گنجایش نہین رکھتی ہین۔ موافق اصول شیعہ کے چند دلائل لکھی جاتی ہین۔ دلیل اول اگر دنیا مین واسطے اجراء حد وقصاص وتعذیب کے رجعت واقع ہوجیساکہ شیعہ کا عقیدہ ہے اور پھر آخرت مین بھی اون راجعین پر اعادہ عذاب کیا جاوے تو ظلم صریح یہ لازم آتا ہے تو اس سے یہ لازم آیا کہ آخرت مین اونپر عذاب نہوگا اقل درجہ یہ کہ عذاب مین تخفیف عظیم ہوگی اور وہ عذاب آخرت مستمر اور دائم نہوگا جس کے سبب ان کو راحت ابدی حاصل ہوگی مگر یہ امر شدت جرم اور عظم جنایت کی منافی ہے جو اہل تشیع کے خلاف ہے کیونکہ انکے

نزدیک توخلفاء ثلثہ نے اتنا بڑا جرم کیا ہے کہ اوس سے بڑھ کر اور کوئی جرم ہو ہی نہین سکتا اور
اللہ تعالی فرماتا ہے ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی - پھر یہ بہی استفسار کیا جاتا ہے کہ اگر راجعین
کی تعذیب سے جو بعد رجعت کے دنیا مین کیجاوے ایلام اور ایذا اونکی مدنظر ہے تو وہ خود عالم
برزخ اور قبر مین حاصل ہے پس احیاء اور ارجاع اون کا دنیا مین بالکل عبث ہوا اور عبث تو محض
قبیح ہے جس سے اللہ تعالی کی تنزیہہ اہل تشیع کے نزدیک واجب ہے . اگر اون کی ارجاع سے انکی
جرم اور گناہ کا آدمیون پر ظاہر کرنا منظور ہے تو اون لوگون پر ظاہر کرنا ضروری تھا جو انکے
زمانہ مین موجود تھے اور وہی لوگ اس اظہار کے واسطے اولی اور سزاوار تھے کیونکہ انکی
خلافت کی حقیت کے معتقد تھے اور مدد و معاون اون کے رہے پس اگر اسیوقت مین حضرت
امیر اور سبطین کو قوت انتقام لینے کی اون مخالفین سے عطا ہونے بہت انسب تھی اس مین
یہ بہی فائدہ تھا کہ بقیہ امت جو حقیت اونکے خلافت کے معتقد ہے گمراہی مین واقع نہوتی اور
اون کی غصب کرینی خلافت وغیرہ سے بیزار ہوجاتی اسقدر زمانہ دراز تک کہ ایک کثیر حصہ
امت کا گذر چکا انتقام مین تاخیر کرنا کہ لاکھون آدمی امت کے فساد و بطلان اون کے اعمال
پر مطلع نہوسے محض خلاف حکمت ہے جس سے ترک اصلح لازم آتا ہے جو منافی مذہب امامیہ کے
ہے ہان اگر یہ سب کچھ آخرت مین ہووے جسمین اولین و آخرین سب جمع ہووین گے اور اس
سزا و جزا پر وے سب مطلع ہووین تو فی الجملہ ایک وجہ وجیہ بہی پیدا ہوجاوے لیکن یہ امر
بالکل خلاف عقل اور مخالف اصلح کے ہے کہ اکثر امت اوسپر مطلع نہ ہوی اور آخرت مین جو زمان
حشر مجمع عظیم کا ہے ان غاصبین کو پاک و صاف حشر کیا اور صرف چند وہ لوگ کہ زمانہ آخر
دنیا مین ہین ان کی جرم اور جنابت پر مطلع ہوے تو اس سے کیا نفع حاصل ہوا اور کونسی
عبرت اون کو پیدا ہوگی فقط اسقدر سمجہین گے کہ جس طرح اور انقلابات دنیا کے واقع ہوتے
ہین منجملہ ان کے ایک یہ بہی انقلاب ہے - اور پھر ہمارا ایک سوال یہی ہے کہ اگر اوسوقت ہیز
یہ غاصبین خلافت زندہ بہی کئے گئے تو وہ کونسا شخص ہے کہ ابوبکر کو عمر سے شناخت کرسکے اور
عمر اور معاویہ مین باہم تفرقہ و امتیاز کرے اور پھر یہ بہی احتمال ہے کہ جیسے ایام عاشورہ
مین کسیکو یزید بنا لیا جاتا ہے اور کسیکو شمر شمار کیا جاتا ہے اور پھر اون کو مارا جاتا ہے اسی طرح
ان نامون کے ساتہ نامزد کر لیا گیا ہے اور یہ سب کہیل اور تماشا اپنی تشفی خاطر کے واسطے
کیا گیا ہے اگر کہا جاوے کہ اسبارہ مین امام مہدی صاحب اور دیگر ائمہ کا کہنا کفایت کرتا

ہی جبکہ وہ کہدیوین کہ فلانا ان مین ابوبکر ہے اور فلانا عمر تو ہم کہین گے کہ پھر اونکا کہنا دربارۂ
بطلان خلافت اور غصب و ظلم ان کی کے اوسیوقت مین کیون مقبول نہوا جو دوبارہ اسقدر
مدت دراز کے بعد اون کی احیا اور ارجاع کی ضرورت پڑی - اور پھر یہ بھی گذارش ہے کہ
اس صورت مین حضرت علی اور دیگر ائمہ کو دوسری موت چکھنی پڑیگی یہ بات تو سب پر ہویدا
ہے کہ جس قدر موت مین تکلیف اور الم ہوتا ہے اور کسی شئ مین اسقدر درد و رنج نہین ہے پس
ایک فعل عبث کے لئے کیونکر اپنے ایسے مقبول دوستون کے واسطے اللہ تعالی ایسا درد و رنج دینا
جایز رکہیگا - اور پھر یہ بھی ایک سوال ہے کہ جب ان غاصبین خلافت کو دوبارہ دنیا مین لوٹاوینگے
اور زندہ کرین گے تو وے قرائن دالہ سے معلوم بھی کرلیوین گے کہ یہ ہماری تعذیب اور حد
و قصاص فلان جرم سنگین مین کیجاتی ہے تو ضرور سمجھ لیوینگے کہ ہم غصب خلافت مین محض باطل
پر تھے اور یہ ائمہ حق پر تھے پس عروض اس حالت ندامت کے بعد صدق و اخلاص کے ساتھ ضرور
وہ توبہ بھی کرین گے تو پھر آخرت مین ان کو معذب کرنا کیونکر ممکن ہے کہ وہ تو ظلم صریح ہوا
جاتا ہے - اور پھر یہ بھی عرض ہے کہ اس صورت مین حضرت امیر اور حسنین کی ایک قسم کی اہانت
اور تحقیر بھی لازم آتی ہے کہ یہ ائمہ اللہ تعالی کے نزدیک ایسے خوار و زبون ہین کہ اون کی
خاطر سے تو دشمنون سے کچھ بھی انتقام نہین لیا اور نہ ان کو انتقام لینے پر کسی طرح کی قدرت
عنایت فرمائی بعد مدت تخمیناً دو ہزار برس کے جب امام مہدی صاحب پیدا ہوے اور حضرت
عیسے بھی آسمان سے اوتر کھڑے ہوے تب اون دونون کی فریاد سنی گئی اور ان کو قدرت
انتقام عنایت کی گئی - حضرت مجتہد صاحب ناحق آپ نے اس مباحثہ مین اپنا ایک خاص
مسئلہ خلط مبحث کے طور پر شروع کردیا جسکے ابطال کی احقر کو ضرورت پڑی مناسب ہی
کہ آیندہ اس مباحثہ مین کوی مسئلہ خاص اہل تشیع کا شروع نہ کرین مسائل متنازعہ فیہا حال
مین گفتگو کرنا مناسب ہے ورنہ یہان پر بحولہ و قوتہ آپ کے مسائل خاصہ کے ابطال کا بھی
اسباب و سامان بکثرت موجود ہے - اور آپ جو لکھتے ہین کہ اگر مسئلہ رجعت اس آیہ سے
ثابت ہووے تو پھر حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج وہم من کل حدب ینسلون رجوع کی غایت
کیونکر قرار پاوینگے اور مضمون صادق نہ رہیگا یہ آپ کی بڑی خوش فہمی ہے حضرت مجتہد صاحب
یہ حتی تو عدم رجوع کی غایت ہے یعنے کل زمانہ فتح یاجوج و ماجوج تک رجوع نہین ہوسکتے
اور بعد انقضاء زمانہ فتح یاجوج و ماجوج کے جو عین قیام قیامت کا وقت ہے اوسوقت رجوع

ہوگی یہ تو ہمارا عقیدہ ہے جو آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے اور آپ نے جو عذاب ادنی اس
رجوع دنیوی کی وقت کے لئے تجویز فرمایا ہے وہ بالکل خلاف ہے آیت ولنذیقنهم من العذاب
الادنی دون العذاب الاکبر مین عذاب ادنی سے مراد وہ مصائب وتکالیف دنیوی ہین
جو اسی حیات اولی مین واقع ہوتی ہین دیکھو آخر آیت کو جو لعلهم یرجعون ہے اگر بعد موت
کے پھر دنیا مین زندہ کر کر عذاب ادنی چکھایا جاوے تو وے سب اپنی گناہون سے توبہ اور
استغفار کر لیوین گے تو پھر آخرت مین کیسا عذاب کما مر سابقاً - اور آسمان پہ بجسد عنصری
چڑہائے جانے مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سے استدلال کیا اوس کی تقریب
بالکل ناتمام ہے کما مر سابقا - اور آیت اذا تتلی علیهم آیاتنا کے تحت مین جو مجتہد صاحب نے
ترجمہ تفسیر مین تحریف کی ہے معہذا وہ مجتہد صاحب کو کچھ بھی مفید نہین - سلمنا کہ اثبات و
بیان کسی چیز کا اوسکے غیر کو نفی نہین کرتا مگر غیر کا ابھی تک آپ نے ثبوت ہی تو نہین دیا
اور جبکہ آیت مین بطور عموم کے فرمایا گیا ہے کہ ثم یجمعکم الی یوم القیامہ توجب تک کوئی
مخصص اوسکا قطعی طور پر موجود نہو عام اپنی افراد مین بطور شمول کے قطعی رہیگا -

قولہ زیر آیت وما هم منها بمخرجین - یہی حقیقت ہے کہ بہشتیان بہشت سے بمقتضای مصالح الٰہیہ
دنیا مین بھیجے جاوینگے اور وہ مخرجین مین بہشت کے نہین ہونگے -

اقول - آنحضرت صلعم کا عالم ارواح سے عالم شہادت مین تشریف لانا بالضرور عالم ارواح سے
جدا ہونا ہے ورنہ دونون عالمون کے احکام متحد ہوجاوین وہو کما تری - اور مجتہد صاحب
کے نزدیک کیا بہشت اسی دنیا دار الہموم اور سجن مومن کا نام ہے جس مین انواع انواع کے
مصائب انبیا اور شہدا پر نازل ہوے دیکھو حضرت سید الشہدا کو کرا اونپر کیا کیا مصائب اور
دنیا کا قرب منزلت تو یہی ہے کہ اللہ تعالی کی راہ مین اپنی تمام قوی نفسانی اور جسمانی
اور اموال واولاد کو انسان صرف کرے اور اوسکی راہ مین ایلام اور محن اوٹہاوے اور
آخرت کا قرب منزلت اسکے برعکس ہے پھر کوئی اہل عقل کیونکر کہہ سکتا ہے کہ اہل جنت دنیا مین
اگر پلٹائے جاوین تو یہ دار الہموم اور دار السجن ہی وہی جنت ہے جو آخرت مین ملیگا ایسے
ہفوات کا کوئی اہل عقل قائل نہین ہوسکتا چہ جائے علما اور فضلا کے پس کیونکر کہہ سکتے ہین
کہ کسی بہشتی کا بہشت سے نکلکر دنیا مین واپس آنا خروج عن الجنۃ نہین ہے -

قولہ زیر تفسیر آیت لا یبغون عنها حولا - کوئی اپنی دلچسپ سیرگاہ سے کسی ضرورت کے واسطے کہین

جانا پڑے تو وہ اوس سے نکالا گیا نہین کہلاتا -

اقول بالکل غلط ہے کہ کوی شخص دلچسپ سیر گاہ سے دار الہموم اور سجن مین داخل کیا جاے اور
پھر بھی اوسکو سیر گاہ سے خارج ہوا نہ کہا جاوے اور یہ امر ہم ثابت کر چکے ہین کہ بعد موت کے معاً
دخول جنت یا دوزخ ہو جاتا ہے اگرچہ پورا دخول نہو دروازہ جنت اور دوزخ مین ہی دخول
ہووے - اور جبکہ آیت وماہم بخارجین من النار عام ہے تو جب تک کوی مخصص اسکا نہووے
کیونکر مخصوص ہو سکتی ہے اور آیندہ مرنے والے کو جو میت فرمایا گیا اس مین اپکا مدعا کیونکر
ثابت ہوا اسم فاعل اور صفت مشبہ مین کیا آپ کے نزدیک زمانہ استقبال کا نہین ہوتا
علی ہذا القیاس ان جہنم لمحیطۃ بالکافرین بھی باعتبار زمانہ استقبال فرمایا گیا ہے بخلاف
اغرقوا فادخلوا نارا کے جو بصیغہ ماضی فرمایا گیا ہے اور آیت الا فی الفتنۃ سقطوا مین عذاب
دوزخ کا کہان بیان ہے بلکہ فتنہ سے مراد الہی کفر و شرک یا عذاب دنیوی قتل و جزیہ
وغیرہ ہے پس قیاس آپکا مع الفارق ہے -

پرچہ نہم جون مین مجتہد صاحب تفسیر آیت قد خلت مین تحریر فرماتے ہین کہ خلت کا لفظ عام
ہے موت سے گذرنے پر اور بمعنی غیاب بھی آتا ہے -

اقول - ای ناظرین منصفین یہان پر اجتہاد مجتہد صاحب کو دیکھنا چاہئے اس عالم دنیا سے
غائب ہونا اسی کا نام تو موت ہے پھر غیاب اس عالم کو موت لازم ہے یا نہین - اور الف
لام الرسل کا اگر استغراق کے واسطے نہووے تو لازم آوے کہ آنحضرت صلعم خاتم الرسل نہووین
کیونکہ جب قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل رسل نہین ہو چکے تو بعد آنحضرت صلعم کے بعض
رسل کا آنا لازم آیا واللازم باطل فالملزوم مثلہ - اور آپ نے جو اپنی مہارت علم اصول مین
جتلانی چاہی ہے اور فرماتے ہو کہ ما من عام الا وقد خص اس سے کمال فضیلت آپ کی معلوم
ہوی کہ بلا وجود مخصص کے بھی آپ کے نزدیک عام مخصوص البعض ہی ہوا کرتا ہے - ای حضرت
مجتہد صاحب یہان پر آپکے نزدیک کونسا مخصص ہے جسکے سبب کل رسل مراد نہوون معلوم ہوا
کہ آنحضرت خاتم الرسل کو آپ خاتم نہین اعتقاد کرتے - اور جو آپ نے کتاب حیات القلوب کی
حضرت عیسے کا قبض روح اور پھر عود روح ہونا لکھا ہے سے این کار از تو آید و مردان چنین
کنند - ایسے کتابون سے آپ ہی کے قلوب کی حیات ہو سکتی ہے حضرت عیسے کی حیات ایسے
روایات موضوعہ سے ثابت نہین ہو سکتی اور قیاس ایسے روایات موضوعہ کا اوپر روایات

صحیح بخاری کے قیاس مع الفارق ہے اگرچہ صحیح بخاری آپکے نزدیک متمسک بہ نہین ہے لیکن
وزرا انصاف تو فرمائے کہ جو شرایط صحیح بخاری کے ہین وہ حیات القلوب مین کب ہین پھر آپنے
جو ذمہ لیا تھا کہ صحیح روایات اسبارہ مین پیش کرنا مجھہ پر ہے وہ ذمہ کب پورا ہوا اور صرف
اسقدر کہنے سے کہ موت حضرت عیسے کی تو ہماری نزدیک بھی مسلم ہے مدعا آپ کا کیونکر ثابت
ہوا اگر موت ہمارے نزدیک ثابت ہے تو پھر دوبارہ زندہ ہونا ہمارے نزدیک کب ثابت
ہے جو آپ فرماتے ہین کہ یہ مجھہ کو مستغنی کردیا کہ اس مضمون کے اثبات کے واسطے مین کہین
سے سند لاؤن۔ اور صحیح بخاری صحیح مسلم مین کسی جگہہ پر موجود نہین ہے کہ بعد موت کے حضرت
عیسے زندہ کئے گئے یہ افترا محض ہے۔ پھر آپ فرماتے ہین کہ نسیان البشری سے بجای معالم التنزیل
کے صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا نام کہدیا۔

اقول۔ معالم التنزیل کی جملہ روایات ہرگز ہرگز ہمارے نزدیک صحیح بخاری کے برابر نہین
ہین بلکہ اوس مین روایات رطب ویابس سب طرح کی موجود ہین۔

قولہ زیر تفسیر آیت حتی اذا جاء احدہم الموت الآیہ ضمیر اس مین قریب کے طرف پھرتی ہے نہ بعید
کے طرف پس نفی نہ کرنے عمل صالح کی ہوی نہ عدم رجوع کی۔

اقول سلمنا لیکن محل استدلال ہمارا اس آیت مین ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون
ہے کما مر سابقا۔

قولہ زیر تفسیر آیت اغرقوا فادخلوا نارا خدای سبحانہ تعالی نے آل فرعون کے خصوص مین فرمایا ہے
اقول سلمنا لیکن یہ خصوص اوسی عام قانون کی بموجب ہے جو نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے
کہ والذی نفس محمد بیدہ ما بعد الدنیا دار الا الجنۃ او النار احادیث اسباب
مین بیشمار ہین فرمایا آنحضرت صلعم نے اطلعت فی الجنۃ فرأیت اکثر اھلھا الفقراء و
اطلعت فی النار فرأیت اکثر اھلھا النساء یعنے جھانکا مین نے جنت مین تو دیکھا مین نے
اکثر اہل جنت کے لوگ فقرا کو اور جھانکا مین نے دوزخ کو پس دیکھا مین نے اکثر اہل دوزخکا
عورتون کو۔ ایضا فرمایا قمت علی باب الجنۃ فکان عامۃ من دخلھا المساکین
الی قولہ وقمت علی باب النار فاذا عامۃ من دخلھا النساء یعنے کھڑا ہو مین
بہشت کے دروازہ پر تو اوسمین اکثر مساکین داخل تھے اور کھڑا ہوں مین دوزخ کے دروازہ
پر تو اکثر عورتین اوس مین داخل تھین۔ قلیب بدر پر جنگ بدر مین آنحضرت صلعم مع اپنے

اصحاب قلیب کے پاس تشریف لے گئے اور نام بنام ہر ایک کافر مقتول کو معہ ولدیت کے پکار کر فرمایا کہ ہل وجدتم ما وعد ربکم حقا یعنے کیا پایا نہین تمنے جو تمہاری رب نے وعدہ کیا تھا سچ - وغیرہ ذالک من احادیث الکثیرۃ - اور جو آپنے واسطے اثبات اس امر کے کہ دخول جنت و دوزخ کا قیامت مین ہوگا نہ برزخ مین آیت لکھی ہے - اس آیت سے آپکا مدعا ہرگز ہرگز ثابت نہین ہوتا کیونکہ اس آیت مین موجود ہے - وحاق بال فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا ہم اوسیکو دخول دوزخ کہتے ہین جب کہ آیت سے صاف ثابت ہے کہ آل فرعون کو بری عذاب نے گھیر لیا جسکا بیان یہ ہے کہ صبح اور شام وہ دوزخ کی آگ پر عرض کیے جاتے ہین پھر دخول دوزخ اور کسکا نام ہے ہان یہ مسلم کہ قیامت مین یہ عذاب پورے طور پر ہوگا جسکی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب لیکن یہ فرمان اللہ تعالیٰ کا مولوی صاحب مجتہد کے دعوے کو کچھ مفید نہین ہے اور ہماری مدعا کو جو دلائل قاطعہ سے ثابت ہوچکا کچھ مضر نہین۔

قولہ پہلی آیت او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ الآیہ۔

اقول قصۂ عزیر سے کیونکر ثابت ہوا کہ وہ دنیا مین زندہ کرکر واپس لوٹائے گئے آپ خود قائل ہین کہ عالم برزخ مین بھی ایک قسم کا احیا ہوتا ہے جسکے سبب سوال وجواب منکر و نکیر وغیرہ برزخ مین واقع ہوتا ہے اور ہم بھی یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ بعد موت کے انبیا و اولیا کو ایک قسم کی زندگی عطا فرمائی جاتی ہے ہم اوسکو حیات طیبہ کہتے ہین کیونکہ وہ اس زندگی سے بدرجہا افضل ہوتی ہے اس حیات کے ثبوت مین شرع اسلام مین نصوص بکثرت وارد ہین بلکہ کتب عتیق توراۃ سے لیکر انجیل تک اس حیات طیبہ کے مثبت ہین اور اسی بنا پر ہمارے رسول مقبول صلعم حیات النبی کہلاتے ہین کیونکہ آنحضرت صلعم کی حیات جملہ انبیا سے بڑھکر ہے پس جسطرح اس عالم مین انبیا و اولیا کو اللہ تعالیٰ اوس عالم آخرت کی سیر کرا دیتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے - اسیطرح اوس عالم آخرت کے مقدسون کو اس عالم دنیا کا بعض احوال بطور بعث کے معائنہ کرا دیا جاتا ہے اس مین کیا اشکال ہے پس یہ بعث حضرت عزیر یا کسی دوسرے شخص کا اوسی عالم برزخ مین اللہ تعالیٰ نے کیا جسکے سبب سے اوس کو اوس قریہ کا احوال بعد گذرنے سو برس کے موت سے معائنہ ہوا نہ یہ کہ اس دنیا مین بعد سو برس کی موت سے دوبارہ اس دنیا مین واسطے آباد ہونے اور بسنے کے حضرت

عزیر واپس تشریف لائے۔ اور حمار وغیرہ کے زندہ ہونے مین ہم کو کچھ کلام نہین کیونکہ سواء انسان
کے جو حیوانات لایعقل ہین ان کی روح حیوانی موت کے ساتھ فنا ہو جاتی ہے پس کسی حیوان مردہ
کی خاکستر یا استخوان مین روح حیوانی کا پیدا کرنا یہ تو ایجاد خلق ہے نہ اعادہ اوس روح حیوانی
فانی شدہ کا اور اللہ تعالی قادر مطلق ہے ایک دم مین ہزارہا خلق کو ایجاد اور پیدا کر سکتا
ہے یہان تو کلام اس مین ہے کہ انسان جو ہمیشہ کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اور خلقتم للابد کا
مصداق ہے وہ آیا بعد مرجانے کے پھر دوبارہ اس دنیا مین واسطے آباد ہونے اور اصلاح
خلق کے رجوع کرتا ہے یا نہین اس رجوع کو آپ ابتک ثابت نہین کر سکے بلکہ نصوص بینہ
قرآنیہ سے عدم رجوع ہی ثابت ہے اور آیت موتوا ثم احیاہم جو آپ نے پیش کی ہے اس
سے بھی آپکا مطلب ثابت نہین ہوتا کیونکہ پہلے ہم ثابت کر آئے ہین کہ اماتت کے آٹھ تو معنے
عرب کے استعمال مین آتے ہین پس اوسیکے مقابل احیا کے بھی اوسی قدر معنی ہونی چاہئین
اندرین صورت موتوا سے زوال قوت حاسہ وسکتہ غشی وغیرہ مراد ہے حقیقی موت مراد
نہین اور یہ کون کہتا ہے کہ بعد عروض غشی وسکتہ وغیرہ کے پھر دوبارہ انسان ہوش
مین نہین آسکتا پس ان دونون آیتون سے آپکا مدعا آفتاب کے مانند کیونکر واضح اور
روشن ہوا وہ تو ابھی تک رات اندھیری کے مانند ظلمت اور تاریکی عدم ثبوت مین
ہی پڑا ہوا ہے۔ اور بطور فرض محال کے تسلیم ہی کیا کہ ایک حضرت عزیر یا ہزارون آدمیون
کو اللہ تعالی نے اپنے قانون مقررہ مندرجہ قرآن مجید سے مستثنی فرما کر دوبارہ بعد موت
حقیقی کے پھر زندہ کیا لیکن ان ہزارون مین حضرت عیسے کیونکر داخل ہوگئے یا حضرت عیسے
عزیر کیونکر بن گئے۔ پس اس بیان سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت عیسے کا مرکر دوبارہ زندہ
ہونا آپ سے ہرگز ہرگز ثابت نہین ہو سکا تو یہان سے فرار کر کر دوسرون کا زندہ ہونا
آپ ثابت کر رہے ہین لیکن کجا عیسے اور کجا عزیر اور کجا وہ لوگ جو الذین خرجوا من
دیارہم کے مصداق ہین فقط۔

۷ جون روز پنجشنبہ واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ مجتہد صاحب نے اگرچہ مناظرہ سے فرار
کیا تھا اور یہ وعدہ بھی فرما گئے تھے کہ مین بقیہ بحث اور جوابات مکان سے روانہ کرتا رہونگا
لیکن باوجودیکہ بڑے اصرار سے جلسہ مناظرہ قایم کیا تھا اور میعاد جلسہ چھ روز قرار پائی
تھی بعد چار ہی روز کے تشریف لائے اپنے سے جلسہ مین انکار کیا اور وعدہ ارسال تحریرات

وجوابات بھی پورا نہ کیا لہذا یہ عاجز آج کی تاریخ بقیہ بحث کچھ تحریر کرکے مناظرہ کو ختم کرتا ہے۔ اور بروز شنبہ تاریخ ہنم جون کو روانہ بنگلور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

پرچۂ چہارم مورخہ پنجم جون میں مجتہد صاحب نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ موتی جنت اور دوزخ میں معًا بعد موت کے داخل نہیں ہوتے بلکہ بعد حشر ونشر کے جبکہ حساب وکتاب ہوچکیگا اور اعمال وزن ہوچکے گی اور عبور پل صراط وغیرہ وغیرہ سے بھی فراغت ہوچکیگی تب دخول دوزخ اور جنت کا ہوگا قبل اسکے نہیں اور اس مدعا پر چند آیات سے تمسک کیا ہے لہذا اس مسئلہ کو منقح کرکر اس مقام پر لکھا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ محکمات قرآنیہ اور نصوص فرقانیہ بہت کثرت سے اسبات پر دلالت صریحہ کرتے ہیں کہ بعد موت کے معًا دخول جنت یا دوزخ ہوجاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ایضًا فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیان میں قصہ ایک جنتی اور دوزخی کے وقال هل انتم مطلعون فاطلع فرآه فی سواء الجحیم قال تالله ان كدت لتردین ولولا نعمة ربی لكنت من المحضرین ایضًا فرمایا اللہ تعالیٰ نے مما خطیئاتهم اغرقوا فادخلوا نارا وغیرہ ذلك من آیات الكثیرة اور احادیث صحیحہ کثیرہ بھی اسی مدعا پر دلالت کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الجنة تحت قبری۔ ایضًا قال ان قبر المومن روضة من روضات الجنة۔ پھر اب ناظرین کو چاہئے کہ احادیث معراج پر نظر کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موتی اہل جنت کو جنت میں دیکھا اور موتی اہل دوزخ کو دوزخ میں ملاحظہ فرمایا اب آگے رہا حشر ونشر وغیرہ جس پر مجتہد صاحب نے آیت قل یحییها الذی انشاها اول مرة سے استدلال کیا ہے سو واضح ہو کہ حشر اجساد کا کون منکر ہے ہماری نزدیک حشر اجساد کا جو شخص منکر ہو وہ کافر خارج ملت اسلام ہے ہم تو یہہ کہتے ہیں کہ ایک تو دخول جنت عالم برزخ میں بغیر حشر اجساد کے ہوتا ہے اور دوسرا دخول جنت کامل طور پر معہ اجساد کے بعد حشر ونشر اجساد کے ہوگا اس مدعا کے دونوں جزوں پر نصوص بینہ قرآنی اور احادیث صحیحہ دلالت کرتے ہیں اور دونوں قسموں دخول میں کسی طرح کی منافات نہیں ہے کہ ایک کے اقرار سے دوسرے کا انکار لازم آوے پس اس آیت سے مجتہد صاحب کا مدعا یعنے عالم برزخ میں بغیر حشر اجساد کے عدم دخول جنت ودوزخ کا کب ثابت ہوتا ہے مجتہد صاحب اپنے پرچوں میں اقرار کرچکے ہیں کہ بیان کسی شئی کا دوسری شئی کی نفی بالاتفاق نہیں ہوسکتا

ہے۔ اور پھر یہ بھی اقرار ہے (کہ کوئی اپنی دلچسپ سیرگاہ سے کسی ضرورت کے واسطے جانا پڑے
تو وہ اس سے نکالا گیا نہیں کہلاتا ہے) علیٰ ہذا القیاس اگر ایک مقام تکلیف سے کسی دوسرے
مقام تکلیف میں کوئی شخص جاوے تو اوسے یہہ نہیں کہہ سکتے کہ مکان تکلیف سے نکل گیا
پس اسی طرح یوم الحشر کو قبروں سے اوٹھنا اور پل صراط پر عبور وغیرہ وغیرہ ہے پس یہ جملہ
امور متعلقہ حشر و نشر واسطے اظہار تکریم مکرم لوگوں کے اور واسطے دکھلانے مفاسد مفسدین کے
ہونگے باوجودیکہ جنت و نار اہل جنت اور اہل دوزخ کے ساتھ ہی رہینگے ان سے جدا نہونگے
اظہار عزت اور اراءت ذلت کے واسطے یہ سب امور حشریہ وقوع میں آوینگے اسیواسطے
یہ قیامت کا دن یوم المسرت العظمی اور یا یوم الفزع الاکبر ہوجاویگا اور بحکم کل یوم ہو
فی شان کے جنت و دوزخ تجلیات جمالیہ و تجلیات قہریہ سے ایسے متجلی ہوویں گے جو کبھی
پہلے اس سے نہ ہوئے ہوں۔ یہ مسلک ایسا ہے کہ اسکے اختیار کرنے سے جسقدر تخالف نصوص
میں بظاہر معلوم ہوتا تھا وہ سب رفع ہوگیا اور کسیطرحکا تعارض بین النصوص باقی نرہا
افسوس کہ مخالفین اختیار کرنے اس مسلک کو انکار حشر و نشر کا قرار دیتے ہیں بیت ہنر بچشم
عداوت بزرگتر عیب است ؂ اور علیٰ ہذا القیاس مجتہد صاحب کا استدلال آیت واحیینا بہ
بلدۃ میتا کذلک الخروج سے ان کی خوش فہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ خروج ہمارے نزدیک
ضروریات دین سے ہے ہر کہ شک آرد کافر گردد کما مر مرارا۔ اور مجتہد صاحب جو آیت ومن
ورائہم برزخ الی یوم یبعثون کو عام مخصوص البعض قرار دیتے ہیں اسکا حال سابق معلوم
ہوچکا کہ آیات پیش کردہ مجتہد صاحب اس کی مخصص نہیں ہوسکتیں اور بسلمنا لیکن حضرت
عیسیٰ کا دوبارہ کئی ہزار برس کے بعد دنیا میں زندہ ہوکر آنا ہرگز ان سے ثابت نہیں
ہوسکتا۔ آگے رہا مسیح موعود کا آنا سو اس کی نسبت ہم اپنی رسائل میں مفصلاً بیان کرچکے
ہیں کہ وہ اسی امت میں سے ایک امام ہوگا جسکے لئے صدہا قرائن موجود ہیں دیکھو امامکم
منکم۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم۔ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم
فامکم منکم۔ وفی صحیح مسلم فقلت لابن ابی ذئب ان الاوزاعی حدثنا عن الزہری
عن نافع عن ابی ہریرۃ وامامکم منکم قال ابن ابی ذئب تدری ما امکم
منکم فقلت تخبرنی قال فامکم بکتاب ربکم تبارک وتعالیٰ وسنۃ نبیکم صلی اللہ
علیہ وسلم اسی طرح صدہا قرائن قویہ موجود ہیں۔ من شاء الاطلاع فلیرجع الی رسائلنا

چونکہ مجتہد صاحب کو اقرار ہے کہ بوقت فتح یاجوج ماجوج کے مسیح موعود کا آنا ضروری ہے لہذا اس بحث کا
خاتمہ اوپر بحث یاجوج ماجوج کے کیا جاتا ہے تاکہ بطور دلیل انی کے حضرت اقدس مرزا صاحب کا مسیح
موعود ہونا مجتہد کو ثابت ہوجاوے۔ واضح ہو کہ یاجوج حسب ورس ۴ فصل ۵ تاریخ ایام اول
کے ابن سمعیا بن یوائیل بن روبن بن یعقوب کا نام ہے۔ اور ماجوج حسب ورس دوم فصل دہم
تکوین کے اور نیز حسب ورس ۵ فصل اول تاریخ ایام اول کے بن یافث کا نام ہے۔ ماجوج ممالک
سیتھیا مین بستا تھا سنہ ۶۰۰ قبل مسیحی مین تلگت تلنا صرنے بیرہ وغیرہ نسل یاجوج پر فتح پاکر نہر
چوران کے متصل جو حسب ورس ۶ فصل ۱۷ اسلاطین دوم کے مادی کے متصل ہے یعنے ملک گیلان
کے پاس بسایا جہان پر خلیج وہارا وہا بورا مملکت ماجوج سے تہی اور رہا بورا اتباک تفلس کے پاس
موجود ہے اور خلیج وہارا بہی اوسی مملکت مین تہی اسی سبب یاجوج گیلی وگال بہی کہلائے گئے پس
پس جبکہ یاجوج مملکت ماجوج مین بسایا گیا تو نسل یاجوج سے ایک بڑا حصہ شمال جرمن و نارمنڈی
مین بستا ہوا تا بمقام انگلستان پہونچا یہ دونون قوم بڑے زبردست تھے اور حزقیل کے زمانہ
مین والی رشیا توبل و تمسک ہوے ان کے ڈاکو اور قزاق تارۃ یعنے تاتار کو ستاتے تھے لہذا
ذوالقرنین کیقباد نے اورن برگ کے پاس سد بنائی دیکہو جغرافیہ اورن برگ انگریزی کو
فصل ۳۸ و ۳۹ حزقیل مین ان کے غلبہ اور سلطنت کا حال ہی لکہا ہے کہ بڑے زور وشور
سے ان کی سلطنت بہی ہوگی اور بحکم ہر کمالے را زوالے آفات ارضی وسماوی سے ہلاکت بہی
ان پر آویگی غلبہ اور سلطنت ان دونون قومون کا اب ایسا مشاہد ہو رہا ہے جیسا کہ حدیث
مین آگیا ہے کہ لا یدان لاحد بقتالہم۔ ان کے تین خروج ہین اول خروج تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہی آخر وقت مین ہوگیا جسکا ذکر احادیث صحاح ستہ مین بروایت ام المومنین
حضرت زینب رضی اللہ عنہا وارد ہے انہا قالت ان رسول اللہ صلعم دخل علیہا یوما
فزعا وقال لا الہ الا اللہ ویل للعرب من شر قد اقترب فتحت الیوم من ردم یاجوج
وماجوج وعقد تسعین اور کسی روایت مین عقد عشرۃ اور الصاق سبابہ وابہام وارد ہے
کہ ابوہریرہ نے روایت کیا ہے امام نووی ان تینون روایتون کے توفیق مین لکہتے ہین کہ
اول مین کم بقدر عقد تسعین وبعد کو زیادہ بقدر عقد عشرا اور پہر اوس سے زیادہ بقدر الصاق
سبابہ وابہام کا ارشاد ہوا۔ اور دوسرا خروج انکا بعد ایکہزار سال ہجری کے ہوا چنانچہ باب
بنتم مکاشفات مین بابت اسکا مفصل موجود ہے کہ اوس خداوند سے تا ایکہزار سال شیطان

مقید کیا جاویگا اور ہزار سال کے بعد شیطان قید سے خلاص ہوا اور یاجوج والی رشیا کا زور شمالی جانب سے ممالک اہل اسلام کے اطراف پر ہوا اور جنوبی جانب سے بشمول بنی اصفر ماجوج پرتگال و انگریز کا زور شروع ہو چنانچہ یہ سب کچھ اب مشاہد ہو رہا ہے۔ اور ہمارے مفسرین نے بھی وجود یاجوج و ماجوج اقلیم پنجم و ششم و ہفتم اس ربع شمالی مشہورہ مین بیان کیا ہے۔

بعض علماء جو ان دونون قومون کو نوع انسان سے ایک نوع جداگانہ قرار دیتے ہین سو یہ بات بحکم آیت وجعلنا ذریته هم الباقین کے سرتاپا غلط ہے اس دوسرے خروج کے طرف احادیث مین بھی اشارہ موجود ہے دیکھو حدیث عمر الدنیا سبعة آلاف سنة انا فی اخرها الفا جس کو ہم نے حصہ اول اعلام الناس مین بہت بسط سے بیان کیا ہے اور ہزار سال بعد والی قیامت یہی ہے جو مسلمانون کے ملک کے اطراف کو ان دونون قومون نے چھینا شروع کیا ہے کیونکہ لفظ قیامت کا چند معنے پر مستعمل ہوا ہے جو امر واقعہ عظیم پر مشتمل ہو وہ بھی قیامت ہے دیکھو من مات فقد قامت قیامته پس نہ وارد ہوگا وہ اعتراض جو کیا گیا ہے کہ ہزار سال پر تین سو گیارہ سال افزود ہو گئے اور عمر دنیا کی تمام نہ ہوی کیونکہ جس قیامت کی نسبت ارشاد تھا وہ حسب فرمودہ آگئی۔ اور نہ وارد ہوگا وہ اعتراض بھی کہ سوا اللہ تعالی کے دنیا کی عمر قیامت تک کسیکو نہین معلوم پھر اوسکا علم کیونکر ہوا۔ ما المسئول عنها اعلم من السائل کیونکہ یہ قیامت کبری کی نسبت ہے۔ بہر حال خروج انکا بحکم پیشین گوی مندرجہ قرآن مجید وهم من کل حدب ینسلون کے شروع ہو چلا ہے اور اسکے آثار ظاہر ہو چلے ہین اور بعثت مسیح موعود کا آغاز بھی ہو گیا ہے۔

سوال بعض روایات سے ثابت ہے کہ یاجوج ماجوج مثل درخت اونچے ہوتے ہین جو قریب ستر گز کے ہوتا ہے اور روس و انگریزون مین کسیکو ستر گز کا نہین دیکھا جاتا۔

جواب یہ ایسا محاورہ ہے جیسا ہمارے یہان طویل القامت کو مثل کھجور اور تاڑ کے کہا جاتا ہے پس جس طرح ہمارے یہان کوی آدمی ایسا طویل حقیقی نہین ہوتا ہے جو کھجور یا تاڑ کے برابر طول رکھتا ہو اسی طرح کوی ان مین بھی ستر گز کا نہین جن علماء نے اس مجاز کو حقیقت کہا اونہون نے بڑی سخت غلطی کی ہے۔

سوال بعض روایات مین عرض و طول انکا برابر آیا ہے لیکن یاجوج روس و ماجوج انگریز مین ہم کسیکو نہین دیکھتے جن کے قد کا عرض و طول برابر ہو۔

جواب یہ محاورہ ان لوگون کی نسبت ہے جو موٹے اور ٹھگنے ہوتے ہین اور عرض عبارت آدمی کے صرف سینہ کی چوڑائی سے نہین ہے بلکہ ہر چہار طرف کی موٹائی سے مراد ہے جیسے انگے و کرتے کی عرض وطول سے ظاہر ہے بروقت قطع کرانے کسی لباس کے درزی سے یہی کہا جاتا ہے کہ ہمارا عرض وطول رکہہ لو تو اس سے مراد سینہ کی چارون طرف ہوتی ہین اور بعض کا سک روس ایسے ہی موٹے اور ٹھگنے ہوتے ہین جنکا طول وعرض اس حساب سے برابر ہوتا ہے۔

سوال بعض روایات سے یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک کان اونکا مثل لحاف کی ہوتا ہے اور دوسرا کان مثل فرش کے روس اور انگریزمین کوئی شخص ایسے کانون والا نظر نہین آتا۔

جواب یہ ایسا محاورہ ہے جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فرمایا گیا ہے کہ یقولون ہو اذن اور دیکہو گدہے اور بیوقوف کو بہی دراز گوش کہتے ہین پس ایک کان اونکا لحاف ہو رہا ہے جس سے دنیاوی ہوشیاری مراد ہے اور دوسرا کان اون کا مثل فرش کے ہے جو بچہا ہوا ہے جس سے مراد ہے حق بات کا نہ سننا اور نہ سمجہنا۔ تعطیر الانام مین لکہا ہے (اذن) هی محل الوعی والزينة فتدل فی المنام علی الولود المال والمنصب دربما دلت الاذن علی العلم والعقل والدين وعلی الملك والاهل والعشيرة الذين يتحمل هم الانسان والاذن دالة علی ما يوعی فيه من كيس او صندوق او خزانة فما حدث فی الاذن من زيادة او نقص كان عائدا علی ما ذكرناه من ذلك۔

سوال بعض حدیث مین ان دونون قومون کی کثرت اسقدر لکہی ہے کہ نہین مرتا ایک یاجوج وماجوج کا جب تک کہ ہزار ہزار مقاتل کو نہ دیکہہ لے پس اسقدر توالد وتناسل روس اور انگریز کا کب ہے۔

جواب مراد اس سے صرف کثرت ہے بطور محاورہ کے جیسے فصل ہشتم مکاشفات مین مثل ریگ صحرا کے ان کو کہا گیا ہے۔ اور کثرت اس قوم کی جسقدر ہے وہ واقفین جغرافیہ پر ظاہر ہے کہ ایک شہر لنڈن مین باوجودیکہ ہر سال مین ہزارہا چلے جاتے ہین تاہم چالیس لاکہ کے قریب ہین۔ اور اگر ہزار ہزار مقاتل کی حدیث کو حقیقت پر محمول کیا جاوے تو پھر شمار کی حد کو بہی نہین پہونچسکتے کیونکہ اگر ایک جوڑے کے پچاس پچاس سال مین دو دو جوڑے ہوتے اور پچاس مین المضاعف ہوتے جاتے تو زمانہ ماجوج سے جس کو پانچہزار سال کے قریب زمانہ باقیات مین نوح سے ہین تو سو خانون مین بہی شمار کی حد کو نہین پہونچسکتے جیساکہ شطرنج بنانے کے

قصہ مین مشہور ہے کہ شطرنج کا موجد شطرنج کو کسی امیر کے پاس لے گیا امیر نے حکم دیا کہ مانگ کیا مانگتا ہے بانی نے اوس سے کہا کہ اول خانہ پر ایک چاول اور دوسرے مین دو وعلی ہذا ہر ایک خانہ پر المضاعف کرتے چلے جائیے یہ امر امیر کے نظر مین بہت خفیف نظر آیا مگر جب شمار کیا گیا اور اخیر خانہ تک حساب کیا گیا اور دو چاول کا جو اور دو جو نکی رتی اور آٹھ رتی کا ماشہ و بارہ ماشہ کا تولہ اور تولون کے سیر اور سیرون کے من بنائے گئے تو ستہتر کہرب من سے زیادہ آئے - البتہ کثرت اون کی دس حصہ زیادہ اہل اسلام کی نسبت جو بعض روایت مین وارد ہے قریب قیاس کے ہے - باقی احوال یاجوج ماجوج کا ہمنے رسالہ تحذیر المومنین مین تفاسیر معتبرہ قرآنی سے لکہا ہے اوسکو دیکہو - واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ مین اس مقام تک پہونچا تھا جو ایک اشتہار مسمی بہ پیام حق در جواب خط جناب عبدالرحمن حاجی اللہ رکہا جو بنام علماء مدراس لکہا گیا تہا از طرف سید محمد محی الدین صادر ہوا - عاجز کو اس بات سے بڑا افسوس ہوا کہ علماء مدراس کیون ایسے مخفی ہو کر خاموش بیٹھ رہے کہ صدای برنخاست کا مضمون واقع ہے - صدق اللہ تعالی وقذف فی قلوبہم الرعب - سید محمد محی الدین صاحب نے اس اشتہار پیام حق مین اوسی قسم کا کلام کیا ہے جو پہلے اشتہار دن اعلان لاہل الایمان وغیرہ مین لکہا ہے لہذا اسکے جواب ترکی بہ ترکی سے یہ عاجز غض بصر کرتا ہے ہمارے محب مکرم حضرت مولوی سلطان محمود صاحب اوس کے جواب کے واسطے کافی ہین جو انعام حق مین تحریر فرماوینگے مین یہان پر چند مخفیات صحابہ و تابعین وغیرہم کو شیخ بٹالوی کے رسالہ سے بطور انتخاب کے لکہتا ہون تاکہ مخالفین پر پورا الزام مسکت ہو جاوے اور آیندہ اون کو اس کہنے کی گنجایش نہو کہ تمام علماء کبار پر یہ مسئلہ کیون مخفی رہا -

مقصد اول بیان مین ان احادیث کے جو اجل اصحاب کو نہین پہونچین اور ایک مدت تک اون پر مخفی رہین -

مخفیات ابو بکر صدیقؓ

(۱) میراث جدہ جو آپ کو معلوم نہتی مغیرہ وغیرہ نے آپ کو بتائی مشکوۃ باب الفرائض صفحہ ۲۵ مین لکہا ہے کسی متوفی کی دادی حضرت ابو بکر کے پاس آئی اور اپنی حق وراثت کی سائل ہوی فرمایا تیرے لئے قرآن وحدیث مین کچھ نہین آیا اب تو پھر جا مین لوگون سے پوچھتا ہون پس اوسنے پوچھا مغیرہ صحابی نے کہا آنحضرت صلعم نے اسکو چھٹا حصہ دلایا ہے - ایسا ہی کچھ لکہا

ہے حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۴۶ موطا مالک صفحہ ۲۲۷ جامع ترمذی صفحہ ۲۳ جلد ۲ وغیرہ مین۔

(۱۰) حدیث امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوۃ ویوتوا الزکوۃ آپکو پوری معلوم نہ تھی اس لئے آپ نے جواز قتل مانعین زکوۃ پر اور وجوہ سے استدلال کیا چنانچہ شرح مسلم للنووی صفحہ ۳۹ وشرح بخاری للقسطلانی صفحہ ۷ جلد ۳ مین مفصل لکھا ہی۔

اقول۔ جبکہ یہ مسائل احکامیہ اجل صحابہ پر مخفی رہی تو اس پیشین گوی آیندہ کا کسی صحابی یا علماء امت پر مخفی رہنا کیا استبعاد رکھتا ہے اور شرع اسلام مین اسکے مخفی رہنے سے کیا نقصان واقع ہوا۔

مخفیات عمر رضی اللہ عنہ

(۱) حدیث خونبہا اسقاط حمل آپ کو معلوم نہ تھی پس لوگون کو قسم دیکر سوال کیا اور شہادت لیکر اوسکو مانا دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۱۰۲۰ سنن ابی داؤد صفحہ ۲۷۲ جلد ۲ سنن دارمی صفحہ ۳۱۲ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۴۶ قسطلانی صفحہ ۸۰ جلد ۱۰ مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول مع ازالۃ الخفا صفحہ ۸۶ جلد ۲۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ کبھی خاص واقعات بڑون پر مخفی رہتی ہین اور ان سے چھوٹے ان کو جانتے ہین۔

(۲) انگلیون کے خونبہا کی حدیث آپ پر مخفی تھی اور آپ کی اس مین یہ راے تھی کہ چھوٹے کا خون بہا کم ہو اور بڑے کا زیادہ حدیث سنی تو آپ نے راے چھوڑ دی۔ اور حدیث خونبہا انگشت صحیح بخاری صفحہ ۱۰۱۸ وسنن اربعہ مین ہے اور حضرت عمر کا فتوی اس کی خلاف ہین اور رجوع اس سے کتاب بیہقی اور شرح مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول فقہ حنفیہ دراسات اللبیب صفحہ ۲۲۲ مین منقول ہے۔

(۳) ابوموسی صحابی نے حضرت عمر سے تین دفعہ پاس آنیکا اذن چاہا وہ شاید کسی کام مین مشغول تھے اسلئے اجازت ندی تو وہ پھر گئے پھر حضرت عمر نے کہا بیشک ابوموسی کی آواز سنی تھی ان کو آنے کی اجازت دو پھر بلانے گئے اور ان سے حضرت عمر نے کہا کہ تجھے پھر جانیکا کیا باعث ہوا انہون نے کہا ہم کو ایسا ہی حکم ہے (یعنے آنحضرت کا) حضرت عمر نے کہا اسپر گواہی لا ورنہ تجھے ایسا ایسا کرونگا (یعنے مارپیٹ) وہ نکلے اور ایک مجلس انصار کیطرف گئے وہ لوگ بولے اسبات کی تو ہم سب سے چھوٹا گواہی دیسکتا ہے پس ابوسعید خدری (جو سب سے چھوٹے تھے) کھڑے ہوگئے اور کہا کہ ہم کو ایسا ہی حکم ہے حضرت عمر بولے مجہپر یہ امر آنحضرت صلعم کا چھپا رہا مجھے بازار کے لین دین نے روکا۔

دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۷۷ صحیح مسلم صفحہ ۲۱ جلد ۲ سنن ترمذی صفحہ ۱۰۵ جلد ۲ وغیرہ۔
(۴) کفار مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث آپ پر مخفی تھی جو آپ کو عبدالرحمٰن بن عوف نے بتائی دیکھو موطا صفحہ ۱۲۱ زرقانی صفحہ ۷۴ جلد ۲۔ زرقانی نے اس کی شرح مین کہا ہے کہ اسمین یہ پایا گیا کہ صحابی جلیل الشان پر آنحضرت کی ایسے باتین چھپی رہتی ہین جن کو اور جانتے ہین اور اس مین انکا کچھ نقصان نہین ہے۔
(۵) آپ کو حدیث وارث ہونے زوجہ کے خونبہا خاوند سے معلوم نہ تھی جب ضحاک نے حدیث سنائی تو آپ نے اپنی رائے چھوڑ دی دیکھو ترمذی صفحہ ۲۰۵ جلد ۲ سنن ابی داؤد صفحہ ۵۰ جلد ۲ ازالۃ الخفا صفحہ ۸۰۹ وغیرہ وغیرہ۔
(۶) وبا کی جگہ جانے نہ جانے کی حدیث آپ کو بلکہ کل ہمراہیان لشکر جناب مہاجرین و انصار کو معلوم نہ تھی مگر ایک عبدالرحمن بن عوف کو دیکھو بخاری صفحہ ۸۵۳ اور مسلم صفحہ ۲۲۹ جلد دو کو صحیح بخاری باب ما یذکر فی الطاعون مین لکھا ہے جسکا مختصر مضمون یہ ہے حضرت عمر ملک شام کیطرف نکلے تو (مقام سرغ مین) ان کو فوجی افسر ملے اور خبر دی کہ شام مین وبا پڑی ہوی ہے حضرت عمر نے (ابن عباس کو) کہا مہاجرین کو بلاؤ وہ ان کو بلا لائے تو آپ نے ان سے مشورہ لیا پس انکا اختلاف رائے ہوگیا (کیئے آگے چلنے کی رائے دی کیئے پیچھے ہٹنے کے) آپ نے فرمایا تم چلے جاؤ پھر (ابن عباس کو) کہا اب انصار کو بلالاؤ وہ بلالائے پس آپ نے ان سے مشورہ لیا دے بہی مہاجرین کی چال چلے آپ نے کہا تم بہی چلے جاؤ پھر عبدالرحمٰن بن عوف جو اپنے کام مین کہین غائب تھے آگئے اور کہا میرے پاس اس امر مین آنحضرت صلعم کی حدیث ہے مین نے آپ سے سنا ہے کہ اگر کسی زمین وبا ہو تو وہان نجاؤ اور اگر اس مین وبا پڑے جہان تم ہو وہان سے وبا سے بہاگ کر نہ نکلو۔
(۷) حدیث تیمم جب بعد علم و سماع آپکی یاد سے غائب ہوگئے اور باوجود یاد ولانے عمار کے یاد نہ آئی دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۴۸ صحیح مسلم صفحہ ۱۶۱۔ ابو داؤد صفحہ ۴۴۔
(۸) حدیث امرت ان اقاتل الناس مین ذکر نماز زکوٰۃ کا آپ کو معلوم نہ تہا دیکھو شرح نووی صفحہ ۳۹ کما مر۔
(۹) حیض والی عورت کے لئے بدون طواف رخصت مکہ سے چلے آنے کی حدیث آپ پر مخفی تہی اسلئے آپ اسکے خلاف فتوا دیتے۔ حدیث صحیح مسلم مین بصفحہ ۴۲۷۔ اور صحیح بخاری مین بصفحہ

۲۴۶ مذکور ہے اور فتوا حضرت عمر کا شرح مسلم مین بصفحہ ۲۴۷۔ اور ابوداؤد صفحہ ۲۷۳ و قسطلانی صفحہ ۲۸۹ جلد تین وغیرہ مین موجود ہے۔

(۱۰) آندہی کے وقت طریقہ مسنونہ آپکو معلوم نہ تھا یہان تک کہ ابوہریرہ نے تبلایا دیکہو رفع الملام عن الائمۃ الاعلام۔

(۱۱) اوس شخص کا حکم آپکو معلوم نہ تہا جسکو نماز پڑہنے ہوے شک ہوجاوے یہانتک کہ عبدالرحمن بن عوف نے حدیث سنائی۔ دیکہو اس ہی رفع الملام عن الائمۃ الاعلام کو۔

(۱۲) مکہ سے حج کے واسطے آٹہوین تاریخ احرام باندہنے کی سنیت و افضلیت آپ پر مخفی تھی اس لئے آپ لوگون کو پہلی تاریخ احرام باندہنے کا حکم دیتے۔ اور جابر سے روایت ہے کہ جب آٹہوین تاریخ ہوے اور لوگ متوجہ منیٰ ہوے تو حج کا احرام باندہا صحیح مسلم صفحہ ۳۸۹۔ اور موطا صفحہ ۱۳۱ مین ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا ای مکہ والو تمہارا کیا حال ہے لوگ بکہرے بال آتے ہین اور تم بالون کو تیل لگا رہے ہو پہلی تاریخ کو احرام باندہو۔ محلی شرح موطا مین ہے امام شافعی و بعض مالکی اور بہتیرون نے کہا کہ مکے کے واسطے افضل یہی ہے کہ آٹہوین کو احرام باندہے اور اسپر یہ سند لاتے ہین جو صحیح مسلم مین جابر سے مروی ہے کہ آنحضرت کا ہم کو یہ حکم ہے کہ جب ہم منی کے طرف متوجہ ہون تو احرام باندہین اور یہی ابن عمر سے مروی ہے۔

(۱۳) آنحضرت کا مدینہ سے کعبہ کو قربانی بہیجکر محرم نہونا آپ پر مخفی تہا اس لئے آپ حکم دیتے کہ قربانی بہیجنے والا محرم ہوجاتا ہے۔ فعل نبوی صحیح بخاری صفحہ ۲۳۰ و مسلم صفحہ ۴۲۵ و نسائی صفحہ ۲۵۲ مین مذکور ہے اور حضرت عمر کا خلاف قسطلانی صفحہ ۲۵۰ جلد ۳ مین موجود ہے۔

(۱۴) مسح موزہ مین تعیین مدت آپنے آنحضرت سے نہین سنی اسلئے آپ قائل تھے کہ جبتک چاہو مسح کرتے جاؤ جب حدیث پہونچی تو تعیین کے قائل ہوے دیکہو محلی شرح موطا۔ اور ازالۃ الخفا صفحہ ۷۷ جلد ۲۔

(۱۵) احرام سے پہلے خوشبو ملنا۔ اور طواف فرض سے پہلے کنکر مارنا آپ پر مخفی رہا کہ جائز نہ سمجھتے تھے حالانکہ جواز اوسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے دیکہو ایقاف علی سبب الاختلاف کو۔ اقول ای ناظرین جبکہ امور احکامیہ مین اجل صحابہ پر بعض مسائل مخفی رہے جو بعد تحقیق و تفتیش کے محقق اور منقح ہوگئے تو اگر ایک پیشین گوئی کی حقیقت کسی صحابی یا تابعی کو معلوم نہوئی تو اس سے کیا نقصان اوسکے علم مین لازم آیا۔ پیشین گوئیون مین تو اکثر ایسا ہی ہوا ہے کہ

قبل اسکے وقوع کے کیفیت تفصیلی اس کی معلوم نہین ہوی ہے دیکھو شواہد عشرہ مندرجہ اعلام الناس حصہ اول کو۔

مخفیات عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

(۱) جس عورت کا خاوند فوت ہو جاوے اوسکا خاوند کے گہر مین عدت پورا کرنا آپ کو معلوم نتھا یہان تک کہ فریعہ بن مالک نے بتایا دیکھو موطا صفحہ ۲۱۷۔ ابو داؤد صفحہ ۳۱۳ ترمذی صفحہ ۱۵۴ دارمی صفحہ ۲۹۷ نسائی صفحہ ۵۳ جلد ۲۔ ابن ماجہ صفحہ ۱۴۶ وغیرہ۔

(۲) محرم کے لئے شکار کا گوشت کہانیکی ممانعت آپ کو معلوم نہ تہی حضرت علی نے حدیث سنائی تو آپ نے وستور العمل بنائی چنانچہ ایک دفعہ آپ کو ہدیہ شکار پہونچا جو گویا کہ آپ کے لئے پکڑا گیا تہا پس جب کہانے لگے تو حضرت علی نے منع کر دیا اور کہا کہ آنحضرت صلعم نے گوشت شکار جو آپ کو بحالت احرام ہدیہ بہیجا گیا تہا رد کر دیا تہا۔ دیکھو ابو داؤد صفحہ ۲۵۵۔ اور موطا صفحہ ۱۳۷ جس مین آپ کا عمل موافق اوس ممانعت کے منقول ہے۔

(۳) اقل مدت حمل آپ پر مخفی تہی جو ابن عباس نے تبلائی۔ دیکھو اعلام الموقعین عن رب العالمین کو۔

مخفیات باب مدینۃ العلم علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

(۱) حدیث عدت حاملہ آپ پر مخفی تہی اسلئے آپ ابعد الاجلین کے قائل تہے حدیث عدت بخاری صفحہ ۸۰۲ اور ترمذی صفحہ ۱۵۳۔ ابو داؤد صفحہ ۳۱۵ نسائی صفحہ ۵۰ جلد ۲ مین موجود ہے۔ اور مذہب جناب کا لمعات شرح مشکوٰۃ توضیح صفحہ ۱۴ قسطلانی صفحہ ۲۰۲ جلد ۸ مین اور کئے تفاسیر مین مذکور ہے۔

(۲) حدیث مہر مفوضہ آپ پر مخفی تہی اسلئے آپ اوسکو مہر دلانے کے قائل نہ تہے۔ چنانچہ ابن مسعود سے سوال ہوا کہ ایک شخص ایک عورت سے نکاح کر کے بدون زفاف فوت ہوگیا ہے اور مہر مقرر نہ تہا اس صورت مین مہر دینے کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا اس عورت کو مہر مثل چاہئے معقل بن یسار نے کہا کہ آنحضرت نے بروع بنت واشق کے حق مین ایسا ہی حکم فرمایا تہا ترمذی نے کہا اسپر ہے عمل بعض صحابہ کا۔ اور کئے اصحاب نے جن مین حضرت علی و زید و ابن عباس و ابن عمر ہین کہا ہے کہ اسکے لئے مہر نہین۔ مذہب جناب کا لمعات شرح مشکوٰۃ و ترمذی صفحہ ۱۴۰ مین ہے و حدیث مہر سنن ابی داؤد صفحہ ۲۸۷ و نسائی صفحہ ۱۳۱ جلد ۲ و دارمی

صفحہ ۲۹۰ مین مروی ہے۔

(۳) حدیث گروہ انبیا کا کوئی وارث نہین ہوتا آپ نے اور آپ کی اہل بیت سیدۃ النساء نے آنحضرت سے نہین سنی تھی ورنہ دونون حضرت دعوی میراث نہ کرتے اور نہ حضرت سیدۃ النساء میراث نہ ملنے پر ناراض ہوتین دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۹۱ جلد ۲ صحیح بخاری صفحہ ۵۳۴ وصفحہ ۵۷۶ وصفحہ ۹۹۶ وسنن اربعہ کو۔

(۴) حدیث لا تعذبوا بعذاب اللہ آپ پر مخفی تھی اس لئے آپ نے ایک قوم مرتدین کو آگ مین جلا دیا دیکھو بخاری صفحہ ۴۲۳ و ۱۰۲۳ و ترمذی صفحہ ۱۸۹۔ ابوداؤد صفحہ ۲۴۴ جلد ۲ وغیرہ قسطلانی صفحہ ۱۶۶ جلد ۵ وغیرہ کو جب ابن عباس نے حضرت علی کے اس فعل احراق پر اعتراض کیا تو آپ نے اس اعتراض کو مان لیا اور کہا صدق ابن عباس۔

(۵) عورت کو خونبہا خاوند سے وراثت دلانے کی حدیث آپ کو ابتداء حال مین معلوم نہ تھی پیچھے کو معلوم ہوی تو آپ دلانے لگے دیکھو لمعات شرح مشکوۃ۔ دارمی صفحہ ۴۰۰ چنانچہ طیبی شافعی محدث نے علی مرتضی سے نقل کیا ہے کہ آپ خاوند اور جورو اور ماں کی طرف سے بہن بھائیون کو خون بہا کی وراثت نہ دلاتے ایسا ہی دارمی نے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ اور جو اس سے پہلے وراثت دلانا نقل کیا ہے وہ حالت علم پر جو پیچھے ہوا محمول ہے۔

(۶) حدیث صلوۃ توبہ آپ پر مخفی تھی اور جو حضرت ابو بکر نے آپ کو بتای۔ چنانچہ حضرت علی نے فرمایا ہے اگر مین آنحضرت سے کوی حدیث سنتا تو مجھے خدا تعالی جو چاہتا اوس سے نفع پہنچاتا اور جب مجھے کوی اور حدیث سناتا تو مین اوسکو قسم دیتا پھر وہ قسم کہاتا تو مین وہ مانتا اور مجھے ابوبکر نے حدیث سنائی اور سچ کہا پھر حدیث صلوۃ توبہ کو جو مشہور ہے ذکر کیا۔ دیکھو جامع ترمذی صفحہ ۵۶ و ۵۰۷ و رفع الملام کو۔

(۷) قربانی بھیجنے سے محرم نہ ہونے کی حدیث آپ پر مخفی تھی بشرح نمبر ۱۳ مخفیات عمر فاروق حدیث بخاری مسلم نسائی مین ہے اور مذہب آپکا قسطلانی مین۔

مخفیات حبر ہذہ الامۃ وفقیہہا عبد اللہ بن عباس رض

(۱) حدیث عدۃ حاملہ جسکا خاوند مر جاوے آپ کو معلوم نہ تھی اسلئے آپ ابعد الاجلین کے قائل تھے بشرح نمبر اول از مخفیات علی مرتضی۔ دیکھو تیسیر الوصول الی جامع الاصول صفحہ ۳۲۳ جامع ترمذی صفحہ ۱۵۳ سنن نسائی صفحہ ۵۰ جلد ۲۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح

جس مین آپکا مذہب مذکور ہے صحیح ہے۔

(۲) حدیث حرام ہونے گدہی کی آپ پر مخفی تہی جو صحیح حدیثون سے ثابت ہو چکی ہے حدیث حرمت بخاری صفحہ ۸۲۹ مسلم صفحہ ۱۴۹ جلد ۲ وغیرہ کتب مین موجود ہے اور مذہب ابن عباس کا شرح مسلم صفحہ ۱۴۹ مین اور بخاری مین بصفحہ ۸۳۰- اور فتح الباری مین ہے کہ کوئی صحابی بجز ابن عباس کے گدہی کو حلال نہین کہتا۔

(۳) حدیث اخیر ممانعت متعہ آپ کو ایک وقت تک نہ پہونچی تھی اسلئے آپ اوسکو حلال کہتے حدیث ممانعت اخیر صحیح مسلم مین بصفحہ ۴۵۱ ہے۔ اور مذہب ابن عباس کا شرح صحیح مسلم مین بصفحہ ۴۵۰ وہامش بخاری صفحہ ۷۶۷ و ترمذی صفحہ ۱۴۳ وغیرہ مین ہے۔ ترمذی وغیرہ نے کہا کہ ابن عباس کو جب حدیث پہونچی تو اس نے اپنے قول سے رجوع کیا۔

(۴) ایک روپیہ کی بیع دو روپیہ سے جائز سمجھتے اور حدیث ممانعت آپ کو معلوم نہ تہی یہانتک کہ ابو سعید خدری نے ممانعت کی حدیث سنائی دیکہو صحیح بخاری صفحہ ۲۹۱ قسطلانی صفحہ ۹۱ جلد ۲ صحیح مسلم صفحہ ۲۷ جلد ۲ چنانچہ شرح مسلم اور قسطلانی مین ہے کہ جب آپ کو حدیث ابو سعید پہونچی تو آپ نے اپنے قول سے رجوع کیا۔

(۵) حدیث مہر مفوضہ آپ پر مخفی تہی بشرح نمبر ۲ مخفیات علی دیکہو سنن ترمذی صفحہ ۱۴۶

(۶) مسح موزہ کی حدیث آپ پر ایک مدت مخفی رہی اسلئے آپ مسح سے انکار کرتے جب معلوم ہوئی تو کرنے لگے۔ چنانچہ کتاب ابن ابی شیبہ۔ محلی شرح موطا مین دونون امر آپ سے منقول ہین جن مین تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ قبل علم انکار تھا اور بعد علم اقرار ہوا۔

(۷) قرارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر وعصر مین آپ کو معلوم نہ تہی دیکہو سنن ابی داؤد صفحہ ۱۱۶۔ اسمین آپکا صریح قول ہے کہ مین نہین جانتا کہ آنحضرت ظہر وعصر مین قرآن پڑہتے یا نہین۔

(۸) قربانی بہیجنے سے محرم ہونے کی حدیث بشرح نمبر ۱۳ مخفیات عمر فاروق دیکہو صحیح بخاری صفحہ ۲۳۰ صحیح مسلم مع الشرح صفحہ ۴۲۵ قسطلانی صفحہ ۲۵۰ محرم ہوجانا یہہ ہی کہ خوشبو لگانا عورت کے پاس جانا شکار کرنا اور مثل اسکے افعال حرام ہوجاوین۔

مخفیات عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

یہ صحابی بسبب کثرت ملازمت نبوی کے اہل بیت سے خیال کئے جاتے اور آنحضرت صلعم کے تکیہ

و نعلین و کوزہ بر دار تھے۔

(۱) رکوع مین گھٹنے پکڑنے کی حدیث آپ پر مخفی رہی آپ دونون ہاتہ رانون مین دباتے جو سابق دستور تھا دیکھو ترمذی صفحہ ۳۶ نسائی صفحہ ۹۰ - ابو داؤد صفحہ ۸۰ اصح ابن حبان قسطلانی صفحہ ۱۱۹ جلد ۲ - اور حدیث سنت نبوی صحیحین مین ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ شاید ابن مسعود کو حدیث نہ پہونچی ہوگی پھر اوسکا مستبعد ہونا ہی کسی سے نقل کیا پر سواے اسکے کچھ بن نہین پڑا۔

(۲) حدیث تیمم جب آنحضرت سے نہین سُنی عمار بن یاسر نے اپنا قصہ سنایا تو اسپر یقین نہ آیا دیکھو بخاری صفحہ ۵۰ ترمذی صفحہ ۱۸ مسلم صفحہ ۱۶۱ - ابن عینی - نووی ترمذی نے کہا ہے کہ ابن مسعود نے اپنے قول سے رجوع کر لیا ہے۔

(۳) حدیث مہر مفوضہ (جسکی تشریح نمبر ۲ مخفیات مرتضی مین ہو چکی) آپ نے آنحضرت سے نہ سُنی اس مین اپنی راے سے فتوا دیا جب حدیث پہونچی تو بڑے خوش ہوے دیکھو ترمذی صفحہ ۱۴۶ نسائی صفحہ ۱۳ جلد ۲ - ابو داؤد صفحہ ۲۸۷ دارمی صفحہ ۲۹۰ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۴۲ نسائی ابو داؤد کی روایت مین ہے کہ اس مسئلہ مین لوگون نے ایک مہینا تقاضا کیا آپ کچھ جواب نہ دیتے آخر اجتہاد کیا تو یہ فتوا دیا۔

(۴) سنت فجر کے بعد وہنی کروٹ لیٹ جانا جو آنحضرت کے قول و فعل سے ثابت ہے آپ پر مخفی تھا۔ اسلئے آپ اس فعل پر انکار کرتے اور اوسکو بدعت کہتے۔ فعل آنحضرت بخاری صفحہ ۱۰۰ امین اور اسباب مین آپکا ارشاد ابو داؤد صفحہ ۱۸۷ امین اور ابن مسعود کا انکار قسطلانی صفحہ ۲۷۶ جلد ۲ وین ہے۔ اور بدعت کہنا عمدۃ القاری شرح بخاری مین ہے۔ امام ابن حزم نے اس فعل کو بفحواے ظاہر امر نبوی کے واجب کہا ہے اور قسطلانی نے کہا ہے کہ انکار ابن مسعود اسپر محمول ہے کہ آپکو آنحضرت کا ارشاد نہین پہونچا۔

(۵) آخری حرمت متعہ کی حدیث آپ پر مخفی تھی اسلئے آپ اوسکو حلال طیب کہتے اور منع کرنیوالون کو یہ آیت پڑھ سناتے یاایھا الذین امنوا لاتحرموا طیبات ما احل اللہ لکم یعنے اے ایمان والو اللہ کے حلال طیب کو حرام مت کرو اور حدیث صحیح مسلم مع الشرح مین بصفحہ ۴۵۱ موجود ہے اور قول ابن مسعود کا بخاری مین بصفحہ ۶۶۴ و صفحہ ۷۵۹ موجود ہے۔ قرطبی۔ نووی قسطلانی نے کہا ہے کہ ابن مسعود کی آیت پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ وہ اوسکو حلال جانتے اور نسخ سے بیخبر تھے پھر جب ان کو نسخ پہونچا تو اپنی قول سے رجوع کر لیا

مخفیات عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما

یہ صحابی اتباع سنت پر ایسا شیدا ہوے کہ لوگ اون پہ تغیر عقل کا خوف کرنے لگے قالہ الذہبی فی طبقات الحفاظ۔

(۱) حدیث مسح موزہ آپ پر مخفی تھی آپ نے سعد کو مسح کرتے دیکھا تو اوسپر انکار کیا پس انہون نے کہا کہ مدینہ جاؤ گے تو اپنے باپ سے پوچھنا۔ دیکھو ابن ماجہ صفحہ ۷ موطا صفحہ ۱۴ زرقانی صفحہ ۳۷ محلی شرح موطا۔ زرقانی اور صاحب محلی نے کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی بڑے پرانے اصحاب پر ایسی کھلی باتین مخفی رہتی ہین جن کو اور لوگ جانتے ہین

(۲) حدیث مہر معوضہ معلوم نہ تھی بشرح نمبر ۲ مخفیات علیؓ دیکھو ترمذی صفحہ ۱۴۶

(۳) حدیث فضیلت نماز جنازہ جسمین قیراط کے برابر اجر فرمایا ہے آپ نے آنحضرت سے نہ سنی تھی ابوہریرہ نے سنائی تو آپ نے ان کو متہم بسہو کیا پھر عائشہ صدیقہ سے پوچھا اور انہون نے تصدیق کیا تو آپ نے مان لیا اور افسوس کیا۔ دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۱۷۷ قسطلانی صفحہ ۸۳ جلد ۲ مسلم مع الشرح صفحہ ۳۰۷۔ یہ حدیث نسائی ابن ماجہ ابوداؤد نے بہی روایت کی ہے۔ نووی نے کہا ہے کہ اس مین صحابہ کی رغبت طاعات مین اور افسوس اسپر جو ان سے رہجاوے پایا جاتا ہے۔

(۴) حدیث جواز غسل عورت کی بدون کہولنے بالون کے انکو معلوم نہ تہی اسلئے آپ حکم دیتے کہ عورت بال کہول کر نہاے۔ بی بی عائشہ نے فرمایا کہ یون کیون نہین کہدیتا کہ عورتین سر کو منڈ ہواوین مین تو آنحضرت کے سامنے سر پہ تین چلو ڈال لیتی تھی بغیر بدون کہولنے بالون کے دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۱۵۰ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۴۷۔ حجۃ اللہ مین کہا ہے کہ یہ حدیث عائشہ حضرت ابن عمر کو نہ پہونچی تہی امام نووی نے بہی نہ پہونچنا تجویز کیا ہے۔

(۵) آنحضرت کا خوشبو لگانا قبل احرام آپ کو معلوم نہ تھا اس لئے آپ فرماتے کہ مین گندہ مل لون تو بہتر ہے اس سے کہ خوشبو ملون دیکھو بخاری صفحہ ۲۰۸ مسلم صفحہ ۳۷۹ قسطلانی صفحہ ۱۲۱ جلد ۳ نسائی صفحہ ۴۴۲ بخاری و قسطلانی مین ہے کہ سعید بن جبیر نے ابراہیم نخعی کے پاس ابن عمر کا پرہیز کرنا خوشبو سے ذکر کیا تو اونہون نے کہا کہ تو کیا کریگا قول ابن عمر کو جبکہ فعل رسول اسکے خلاف ثابت ہے۔

(۶) حدیث جواز رخصت حائضہ بدون طواف وداع جسکی شرح نمبر ۹ مخفیات عمر مین گذری آپنے آنحضرت سے نہین سنی اسلئے پہلے آپ منع کرتے جب بی بی عائشہ سے حدیث سن لی تو جائز کہنے لگے دیکھو بخاری صفحہ ۲۳۷ شرح مسلم صفحہ ۴۲۲ قسطلانی صفحہ ۲۸۹ جلد ۳ نسائی طحاوی قسطلانی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ابن عمر نے آنحضرت سے نہین سنا پھر نسائی و طحاوی سے اس کی تائید لایا ہے جسمین اونکا عائشہ سے یہ حدیث نقل کرنا پایا جاتا ہے۔

(۷) ایک روپیہ سے دو روپیہ کی بیع کی ممانعت کی حدیث آپ نے حضرت سے نہ سنی تھی اسلئے آپ اوسکو جائز کہتے دیکھو صحیح مسلم مع الشرح صفحہ ۲۷ جلد ۲۔ نووی نے کہا ہے کہ حدیث ممانعت کی آپ کو نہ پہونچی تہی جب پہونچی تو اس کی طرف رجوع کیا۔

(۸) آنحضرت کا نماز اشراق پڑہنا آپ کو معلوم نہ تھا اس لئے آپ اوس کی نفی کرتے اور اسکو بدعت بتلاتے دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۱۵۱ و صفحہ ۲۳۸ مسلم صفحہ ۴۹ قسطلانی صفحہ ۳۹۲ جلد ۲ عینی نے کہا ہے کہ ابن عمر کے نہ دیکھنے سے واقع مین نہ پڑہنا آنحضرت کا ثابت نہین ہوتا

(۹) آنحضرت کا ماہ رجب مین عمرہ نہ کرنا آپ کی یاد سے جاتا رہا اسلئے آپ فرماتے کہ آنحضرت نے رجب مین عمرہ کیا ہے بی بی عائشہ نے اسپر انکار کیا تو آپ چپ رہے دیکھو بخاری صفحہ ۲۳۹ مسلم صفحہ ۴۰۹ قسطلانی صفحہ ۳۰۰ جلد ۳۔ روایت سکوت ابن عمر مسلم مین ہے۔ نووی نے کہا ہے ان کی سکوت سے معلوم ہوا کہ آپ کو اشتباہ یا شک یا سہو ہوگیا تہا۔

(۱۰) حدیث تیمم جنب آپ پر مخفی تہی دیکھو رفع الملام کو۔ اسکا بیان پہلے ہی ہوچکا ہے۔

مخفیات ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

یہ بڑے حافظ حدیث تھے اور تمام اصحاب سے بڑہکر حدیث کی روایت کرنیوالے تھے۔

(۱) آنحضرت کا بحالت صیام فجر تک جنبی رہنا آپ پر مخفی تہا اسلئے آپ حکم دیتے کہ جس کو جنبی رہکر فجر ہوجاوے اوسکا روزہ نہین دیکھو بخاری صفحہ ۲۵۸ مسلم صفحہ ۳۵۴ قسطلانی صفحہ ۱۴۰۹ جلد ۳ موطا صفحہ ۸۷ نووی و قسطلانی نے کہا ہے جب ابو ہریرہ کو حدیث پہونچی تو اپنے قول کو چھوڑ دیا۔

(۲) حدیث مسح موزہ آپ پر مخفی تھی اسلئے آپکا اس سے انکار تہا جب حدیث پہونچی تو قائل ہوگئے دیکھو محلی شرح موطا۔ اس مین اقرار و انکار دونون منقول ہین۔

(۳) حدیث لا عدوی یعنے مرض سے مرض لگ نہین جاتا آپ بعد علم بہول گئے دیکھو صحیح

مسلم صفحہ ۲۴۳ جلد ۲ ابوداؤد صفحہ ۱۹۰ جلد ۲۔ ابوسلمہ شاگرد ابوہریرہ نے کہا ہے کہ ہم نہین جانتے کہ ابوہریرہ سواے اسکے اور کوی حدیث بہولے ہون۔

مخفیات عایشہ صدیقہ حرم رسول اللہ صلعم

(۱) آنحضرت کا موزہ پر مسح کرنا آپ کو معلوم نہ تہا شریح نے پوچہا تو آپ نے اوس کو حضرت علی وابن عباس کے طرف بہیجا دیکہو مسلم صفحہ ۱۳۵ - ابن ماجہ صفحہ ۸۰ نسائی صفحہ ۱۳ محلی شرح موطا محلی مین ہے کہ ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجہے اسکا علم نہین۔

(۲) آنحضرت کا ایک موقع پر بحالت قیام پیشاب کرنا آپ کو معلوم نہ تہا آپ فرماتین کہ جو کوی تم کو یہ بات کہے اسکی مت مانو دیکہو ترمذی صفحہ ۳ - اور فعل آنحضرت کا بخاری صفحہ ۳۶ مین ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ وہ موقع ایسا تہا کہ اوس جگہ ایک تو وہ میلے کا تہا آگے سے اونچا پیچہے سے نیچا بیٹہنے کی وہان جگہ نہ تہی اور کہتے ہین کہ اور کوی عذر بہی تہا۔

(۳) یہ حدیث کہ میت کو گہر والون کے رونے سے عذاب ہوتا ہے آپ نے آنحضرت سے نہ سنی تہی اسلئے آپ حضرت عمر راوی حدیث کو منسوب بخطا کرتین دیکہو بخاری صفحہ ۱۱۷ وغیرہ میت کو دوسرے کے رونے سے عذاب تب ہوتا ہے جبکہ وہ یہ طریق جاری کر گیا ہو اور اس کو پسند رکہتا مرا ہو۔

مخفیات زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

(۱) حدیث جواز رخصت حائضہ بدون طواف رخصت آپ کو معلوم نہ تہی اسلئے آپ حکم دیتے کہ بدون طواف وہ عورت نجاوے دیکہو بخاری صفحہ ۲۳۷ صحیح مسلم صفحہ ۴۲۷ - اور صحیح مسلم مین ہے کہ ابن عباس سے آپ کی اس مسئلہ مین بحث ہوی جب آپ کو تصدیق ہوی تو انکی بات کو مان گئے۔

(۲) مہر مفوضہ کی حدیث بشرح نمبر ۲ مخفیات مرتضی مین گذر چکی دیکہو ترمذی صفحہ ۱۴۶۔

مخفیات ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ

(۱) پوتی کا حصہ بیٹی کے ساتہ آپ کو معلوم نہ تہا اس مین حدیث کے خلاف فتوا دیا ابن مسعود کی حدیث پہونچی تو بولے اسکے ہوتے مجہسے فتوا نہ پوچہا کرو۔ دیکہو صحیح بخاری صفحہ ۹۹۷ قسطلانی صفحہ ۳۷۵ جلد ۹ قسطلانی نے کہا قول ابوموسی اس بات کی طرف مشعر ہے کہ انہون نے اپنے قول سے رجوع کیا اور اس حدیث کو ابوداؤد ونسائی ابن ماجہ بہی لائے ہین۔

(۲) حدیث بول بحالت قیام آپ کو معلوم نہ تھی اسلئے آپ چھینٹون کے خوف سے شیشون مین پیشاب کرتے دیکھو بخاری صفحہ ۳۶ - اگر حدیث جانتے تو یہ تکلف نہ کرتے اسلئے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذرہ ذرہ چھینٹین اگر بدن پر پڑجاوین تو معاف ہین چنانچہ عینی و قسطلانی نے کہا ہے۔

مخفیات مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ

(۱) آپ پر محرم کا سر کو دہونا مخفی تھا ابن عباس سے اس مسئلہ مین جھگڑے جب حدیث ملی تو قائل ہوگئے۔ دیکھو بخاری صفحہ ۲۴۸ موطا صفحہ ۱۲۵ قسطلانی صفحہ ۳۵۷ جلد ۳ قسطلانی نے کہا کہ جب مسور کو حدیث ایوب کی پہونچی تو ابن عباس سے کہنے لگے کہ پھر مین تم سے کبھی نہ جھگڑون گا۔

ذنابتہ المقصد الاول

جس مین بعض مخفیات تابعین و ائمہ مجتہدین کا طرداً و تبعاً ذکر ہے۔

مخفیات عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ

(۱) آپ پر صلوۃ الکسوف کی ایک رکعت مین ایک رکوع کرنیکی حدیث مخفی تھی اس لئے انہون نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی نماز کو جس مین ایک ایک رکوع تھا خلاف سنت کہا دیکھو بخاری صفحہ ۱۴۲ - صلوۃ الکسوف کی نماز ایک ایک رکعت مین ایک ایک رکوع بھی ثابت ہے اور دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ بھی پائے گئے ہین۔

مخفیات ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ

(۱) آپ پر سجدہ سورۂ انشقت کا مخفی تھا حضرت ابو ہریرہ کو کرتے دیکھا تو اس پر انکار کیا دیکھو بخاری صفحہ ۱۴۶ قسطلانی نے کہا ہے کہ جب ابو ہریرہ نے حدیث سنائی تو پھر آپ نے کچھ جھگڑا نہ کیا۔

مخفیات عکرمہ رح تلمیذ رشید ابن عباس رض

(۱) آپ پر سنت عدد تکبیرات نماز جو رکوع و سجود و قیام کے وقت ہوتے ہین مخفی رہی تھی جب ابو ہریرہ کو مکہ مین تکبیرین کہتے دیکھا تو ان کو احمق بنایا پس ابن عباس نے کہا کہ یہ تو سنت ہے دیکھو بخاری صفحہ ۱۰۸ - ابو ہریرہ کا نام اس قصہ مین طحاوی نے ذکر کیا ہے اور قسطلانی نے نیز۔

مخفیات سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم

(۱) آپ پر جواز خوشبو لگانیکا بعد کنکر مارنے جمرۃ العقبۃ کے مخفی تھا ولید نے پوچھا تو اوسکو منع کیا فتوی سالم موطا صفحہ ۱۲۷ مین ہے اور آنحضرت کا خوشبو لگانا بخاری مین بصفحہ ۲۳۶ وغیرہ مین ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ نسائی کی حدیث مین ہے کہ تم کنکر مار چکو تو تم کو سوا مجامعت سب کچھ حلال ہے۔

مخفیات عبید بن جریج رضی اللہ عنہما

آپ پر چار سنتین آنحضرت کی مخفی تھین ابن عمر کو کرتے دیکھا تو اونپر انکار کیا۔

(۱) رکن یمانی وحجر اسود کو خاص کر مس کرنا یا بوسہ دینا۔

(۲) بالون سے صاف چمڑے کا جوتا پہننا۔

(۳) زردی کا خضاب کرنا۔

(۴) آٹھوین تاریخ حج کا احرام باندہنا۔

دیکھو بخاری صفحہ ۲۸ وغیرہ موطا صفحہ ۱۲۸۔ ابن عمر نے یہ چار دن فعل آنحضرت کی طرف نسبت کئے اور اس حدیث کو مسلم ابو داؤد نسائی ابن ماجہ بھی لائے ہین۔

مخفیات ہند بنت الحارث رض

(۱) اونپر حدیث مستحاضہ کی چھپی رہی اسلئے بوقت استحاضہ نماز نہ پڑھتے اور روتے رہتے دیکھو حجۃ اللہ صفحہ ۱۴۷ مسلم صفحہ ۱۵۱۔ استحاضہ اوس خون کو کہتے ہین کہ عورتون کو بعد دن مقرر ایام حیض ونفاس کے مرض کے طور پر جاری رہتا ہے۔

مخفیات ضحاک بن قیس رحمۃ اللہ علیہ

(۱) آپ پر آنحضرت کا تمتع کے واسطے ارشاد مخفی تہا اسلئے آپ کہتے کہ یہ کام وہ شخص کرتا ہے جو حکم الٰہی سے جاہل ہوتا ہے۔ قول آپکا موطا صفحہ ۱۳۳ مین ہے اور ارشاد و پسند کرنا آنحضرت کا تمتع کو بخاری مین بصفحہ ۲۱۳۔ اور مسلم مین بصفحہ ۳۹۹ موجود ہے۔ سعد نے ضحاک کو کہا کہ تم جو کہتے ہو برا کہتے ہو یہ کام حضرت نے کیا اور ہم نے بھی آپکے ساتھ۔

مخفیات ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) اونپر سنت فجر کے بعد لیٹ جانیکی حدیث مخفی تھی اسلئے اوسکو شیطان کا لیٹنا کہتے نعوذ باللہ من ذلک دیکھو قسطلانی صفحہ ۲۷۶ جلد ۲ عینی برحاشیہ بخاری صفحہ ۱۵۵ قسطلانی

نے کہا کہ اسکا اس فعل کو شیطان کا لیٹنا کہنا اسپر محمول ہے کہ اوسکو حدیث نہین پہونچی (ورنہ فعل رسول کو عمداً فعل شیطان کہنے سے ایمان کہان رہتا ہے۔)

مخفیات امام دار الہجرۃ مالک بن انسؒ

اس امام کو آنحضرت کے آثار و اخبار بواسطہ اولاد مہاجرین و انصار پہونچے اور انہون نے دین کے گھر مین نشو و نما پایا۔

(۱) چھہ روزہ شوال کی حدیث آپ کو معلوم نہ تھی آپ ان کو اہل جہالت و اہل جفا سے زیادتی کہتے۔ قول آپکا موطا مین بصفحہ ۹۵ موجود ہے۔ اور حدیث صحیح مسلم بصفحہ ۳۶۹ اور زرقانی شرح موطا صفحہ ۱۲۷ جلد دو مین ہے۔ زرقانی نے کہا ہے کہ آپ کو حدیث نہین پہونچی تھی۔

(۲) اکیلے جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت مین جو حدیث وارد ہے آپ کو نہین پہنچی آپ صاف کہتے کہ مین نے کسی سے اسکی ممانعت نہین سنی بلکہ بعض اہل علم کو روزہ رکھتے دیکھا ہے۔ قول آپکا موطا صفحہ ۹۵ مین ہے۔ اور حدیث ممانعت بخاری صفحہ ۲۶۶ مسلم صفحہ ۳۶۱ مین ہے۔ نووی نے کہا ہے کہ امام مالک معذور تھے اسلئے کہ ان کو حدیث نہین پہونچی داودی مالکی نے کہا ہے کہ اگر یہ حدیث امام مالک کو پہونچتی وہ اسکا خلاف نہ کرتے۔ ایسا ہی کہا ہے زرقانی نے شرح موطا مین۔

(۳) محرم کے واسطے بحالت ناموجودگی تہ بند کے پاجامہ کی اجازت مین جو حدیث صحیح ہو چکی ہے آپ کو معلوم نہ تھی آپ فرماتے مینے کسی سے نہین سنا کہ اسکے لئے اجازت پاجامہ آئی ہو۔ آپکا قول موطا صفحہ ۱۲۶ مین ہے اور حدیث اجازت بخاری مین صفحہ ۲۴۹ و مسلم صفحہ ۳۷۳ مین ہے۔ علی شرح موطا اور قسطلانی مین ہے کہ یہ حدیث مالک کو نہین پہونچی۔

(۴) گیہون اور جو کے بیع مین کمی بیشی جائز ہونیکی حدیث آپ کو معلوم نہین ہوئی اسلئے آپ ان مین کمی بیشی جائز نہ رکھتے اور ان کو ایک جنس سمجھتے قول آپکا موطا صفحہ ۲۶۹ مین ہے اور حدیث جواز صحیح مسلم مع الشرح صفحہ ۲۵ و صفحہ ۲۶ جلد ۲ مین سنن ابی داؤد صفحہ ۱۳۰ جلد ۲ نسائی صفحہ ۱۶۲ جلد ۲ مین بھی ہے۔ اس قول کے صریح حدیث کے مخالف ہونے سے بعض اہل ظاہر نے جوش مذہبی اور حمیت دینی [illegible]

کہا ہے چنانچہ زرقانی نے شرح موطا مین اس سے نقل کیا ہے الفتیٰ افقہ من مالک فانہ اذا رمیت لہ لقمتان احدہما شعیر فانہ یذہب عنہا ویقبل علی القمۃ البر یعنے بلی امام مالک سے زیادہ سمجھ دار ہے کیونکہ جب اوسکو دو لقمے پھینک دوجن مین ایک جو کی روٹی کا ہو تو وہ اوسکو چھوڑ کر گیہون کے ٹکڑے کے طرف جائیگی۔ اور عبد الحمید صائغ سے نقل کیا ہے انہ حلف بالمشی الی مکۃ لیخالفن مالکا فی المسئلہ یعنے اوس نے قسم کہائی کہ مین امام مالک کے اس مسئلہ مین مخالفت کرونگا ورنہ کعبے تک چلتا جاؤنگا زرقانی صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۔

مخفیات امام محمد بن ادریس الشافعیؒ

ان کو کئے احادیث اصلا نہین پہونچین اور کئے بسند صحیح نہین پہونچین اگرچہ بسند ضعیف پہونچ گئین۔

(۱) حدیث صلوۃ الخوف جس مین یہ ارشاد ہے کہ رکعت اولی صف ثانی کی محافظت کرے آپ پر مخفی تھی آپ فرماتے صف اول رکعت اولی مین محافظت کرے۔ اسلئے اجلۂ شافعیہ اس مسئلے مین اتباع شافعی کا چھوڑ دیا ہے اور صاف کہدیا کہ امام شافعی کو یہہ حدیث نہین پہونچی یا وہ بہول گئے۔ دیکھو دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب صفحہ ۲۹۴۔ اور حدیث صلوۃ الخوف صحیح مسلم صفحہ ۲۷۸۔ شرح عمدہ مین ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ غزالی نے کتاب وسیط مین شافعی کا اس مسئلہ مین اتباع کیا ہے۔ ولیکن ان کی طرف سے عذر یہی کیا گیا ہے کہ بوقت تصنیف وسیط ان کو یہ حدیث نہین پہنچی

(۲) کسم کا رنگ کیا ہوا کپڑا پہننے کی ممانعت کی حدیث آپ کو معلوم نہین ہوی۔ اس لئے آپ اوس کو جائز بتلاتے ان کی اتباع سے بیہقی وغیرہ نے انکا خلاف کیا اور کہا کہ اگر شافعی کو یہ حدیث پہونچتی تو وہ بھی اس کے قائل ہوجاتے۔ دیکھو عقد الجید صفحہ ۱۰۱ للشیخ الاجل الدہلوی۔ شرح مسلم صفحہ ۱۹۴ جلد ۲۔ بیہقی نے شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ مین نے اسکی ممانعت مین آنحضرتؐ کی کوی حدیث نہین پائی بجز اس کے کہ حضرت علی نے کہا ہے کہ مجھے آنحضرتؐ نے منع کیا ہے مین یہہ نہین کہتا کہ تمہین بھی منع کیا ہے۔

(۳) حدیث بریدہ جو مسلم مین اوقات صلوۃ مین مروی ہے آپ کو سند صحیح سے نہین

پہونچی اس لئے آپ اسمین متوقف رہے جب اور دن کو اس کی صحت ثابت ہوی تو انہون نے اس کی طرف رجوع کیا دیکھو عقد الجید صفحہ ۱۰۔ احادیث بریدہ مسلم مین بصفحہ ۲۲۳ مذکور ہے۔

(۴) حدیث بروع بنت واشق جسکا ذکر نمبر ۲ مخفیات مرتضی مین گذرا آپ کو بسند صحیح نہین پہونچی اس لئے آپ اس مین کہتے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوجاوے تو اوسکے سامنے کسیکی بات کچھ سند نہین۔ دیکھو عقد الجید صفحہ ۱۰۰ منہج شعرانی۔ میزان شعرانی صفحہ ۹۶ عقد الجید مین حاکم کے بعض مشائخ سے نقل ہے کہ اگر مین شافعی کے پاس حاضر ہوتا تو اسکے ساتھیون کے سر پر کھڑا ہوکر کہتا کہ حدیث صحیح ہوچکی ہے اب آپ اسکے قائل ہو۔

(۵) حدیث صلوۃ مستحاضہ جسکا ذکر ہندبنت الحارث کے ذیل مین گذرا ہے بسند صحیح آپ کو نہین پہونچی۔ اسلئے آپ فرماتے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوجاوے تو مین اوسکا قائل ہون اور یہ ہم کو قیاس سے پیاری لگے۔ دیکھو دراسات اللبیب صفحہ ۳۳۷ منہج شعرانی میزان شعرانی صفحہ ۶۶۔

مخفیات امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالی عنہ

(۱) حدیث من مس ذکرہ فلیتوضا یعنے جو اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگاوے وہ پھر وضو کرے۔ آپ پر مخفی تھی اسلئے آپ شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضو ٹوٹنے کے قائل نہ تھے۔ حدیث ترمذی صفحہ ۱۳۔ ابوداؤد صفحہ ۲۲ وغیرہ کتب مین ہے۔ اور آپکا مذہب کتب فقہ اور موطا امام محمد صفحہ ۴۹ مین ہے۔ شعرانی نے میزان صفحہ ۴۹ مین کہا ہے کہ اگر امام ابوحنیفہ یہ حدیث پاتے تو اسکے قائل ہوجاتے اور اوسکو استحباب پر محمول کرتے۔

(۲) حدیث اذا جاء احدکم یوم الجمعۃ والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیہما یعنے جب کوی تم مین سے جمعہ کے دن اس حالت مین آوے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو دو رکعتین مختصر سی پڑھ لے۔ آپ پر مخفی تھی آپ کہتے جب امام نکل آوے تو پھر کوی نماز نہین دیکھو حدیث صحیح مسلم صفحہ ۲۸۷ مین ہے اور آپکا قول ہدایہ صفحہ ۱۰۱ وغیرہ کتب فقہ مین ہے نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے لا اظن عالما یبلغہ ہذا اللفظ صحیحا فیخالفہ یعنے مین گمان نہین کرتا کہ کسی عالم کو یہ لفظ صحیح ہوکر پہونچین تو پھر وہ اسکا خلاف کرے دراسات مین کہا ہے کہ نہ پہونچنے کے لفظ سے ابوحنیفہ وغیرہ کی طرف سے عذر بیان کیا ہے کہ انکو

یہ حدیثین نہین پہونچی چنانچہ قبل اسکے ذکر ابو حنیفہ وغیرہ اوران کے خلاف کا اسکا مؤید ہے
(۳) آنحضرت کا استسقا یعنے طلب بارش کے وقت دو رکعت نماز پڑہنا اور چادر کے
کو الٹنا آپ کو معلوم نہین ہوا اس لئے آپ کہتے کہ اس مین کوی نماز نہین - حدیث نماز
استسقا صحیح مسلم مین بصفحہ ۲۹۳ ہے اور صحیح بخاری مین بصفحہ ۱۲۹ - اور مذہب جناب
کا ہدایہ صفحہ ۱۵۶ و موطا محمد صفحہ ۱۴۴ وغیرہ مین ہے - قسطلانی نے شرح بخاری کے
صفحہ ۲۷۸ مین بعد ذکر اس موقع کے جس مین آنحضرت نے فقط دعا پر اکتفا فرمایا ہے کہا
ہے کہ ابو حنیفہ نے اس حدیث سے تمسک کیا ہے اور کہا ہے کہ استسقا مین نہ نماز ہے نہ چادر
اور نہ چادر کا الٹنا صرف دعا ہے - شاید آپ کو وہ حدیثین نہین پہونچین جن مین
صاف نماز و چادر اولٹانے کا بیان ہے -
(۴) سجدۂ شکر آنحضرت سے حدیث مین ثابت ہے آپ اوسکو مکروہ بتلاتے حدیث اگر آپکو
معلوم ہوتی تو یہ لفظ نہ کہتے - مکروہ کہنے کی وجہ آپکی مختارون نے یہہ بیان کی ہے کہ نعمتین
الٰہی بیشمار ہین پس کس کس نعمت کے شکر کی تکلیف لوگون پر ڈالین - احادیث سجدہ شکر
صفحہ ۱۲۳ مین ہین - اور آپکا قول اور آپ کی وکیلون کی استدلال حاشیہ پر - یہ وجہ
استدلال ایسی ہی جسکو کوی ادنی ذی علم ہی نمانے یہ بزرگوار اتنا نہین سمجھے کہ سنت
مین تکلیف کہان ہوتی ہے باوجود وعدہ ثواب اسکے فعل اور ترک کا مکلف و مختار ہوتا
ہے - علاوہ مشہور ہے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ یعنے جو سبہی ہاتہ مین نہ آوے وہ سبہی
چہوڑا نجاوے -
(۵) حدیث رفع الیدین جو آجکل متنازعہ فیہ ہے جس کی صحت اگلی پیچھی متفق علیہ ہو گئی
ہے آپ کو بسند صحیح نہین پہونچی - اس لئے جب آپکے پاس کسی نے حدیث رفع یدین (جسکے
سند پر آپکو اعتماد و وثوق نہوا) پیش کی تو آپ اسپر بطور ظرافت معترض ہوئے
اور کہنے لگے کہ یہ کرنیوالا گویا اڑنا چاہتا ہے (یعنے ہاتہ مارتا ہے کہین اوڑیگا) حدیث
صحاح ستہ وغیرہ مین ہے اور آپکا یہ طعن و انکار ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی نے
تاریخ بغداد مین ذکر کیا ہے اور اوسکو خوارزمی اپنی مسند مین (جسکو حنفیہ اپنی دل
کی تسکین کے لئے مسند ابو حنیفہ کہتے ہین نیز لایا ہے - مسند خوارزمی کو مسند ابی حنیفہ
کہنا ایسا ہے جیسا کوی کتاب زلیخا مین شیخ سعدی کا کوی قول منقول دیکھ کر کہدے

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا یا کسی حدیث کی کتاب مین کسی صحابی کے مسندات و مرویات دیکھکر اس کتاب کو اوس صحابی کی تصنیف کہنے لگے کما قالہ الشیخ عبد العزیز الدہلوی فی البستان صفحہ ۳۰۔

(۶) حدیث تقسیم غنیمت جسمین یہ ذکر ہے کہ آنحضرت نے گھوڑے کے دو حصے دئے اور اوس کے سوار کا ایک حصہ بسند صحیح امام کو نہین پہونچا اس لئے آپ نے اوسکو خلاف عقل سمجھ کر نہین مانا اور کہا کہ مین گھوڑے چارپایہ کو مسلمان پر ترجیح نہین دیتا اور اگر حدیث صحیح سند سے پہونچ جاتی تو کبھی اوس کے سامنے اپنا قیاس پیش نہ کرتے کما ہو الظن الحسن بجنابہ۔ حدیث قسمت بخاری صفحہ ۱۰۴۳ مین ہے اور مسلم مین بصفحہ ۹۲ جلد ۲۔ اور قول امام صاحب کا قسطلانی صفحہ ۹۶ جلد ۵۔ اور تاریخ بغداد جس کی نقل مسند خوارزمی مین بھی ہے۔ وکلای حنفیہ نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس مسئلہ مین یہ تمسک بیان کیا ہے۔ لا فارس سہمان وللرجل سہم قسطلانی نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کے یہ معنے ہین کہ گھوڑے کے سبب سے سوار کے دو حصے ہین سوا اس حصہ کے جو اوس کی ذات کے لئے ہے چنانچہ ابو داؤد کی روایت مین صاف آچکا ہے کہ گھوڑے کے دو حصے اور آدمی کا ایک تو سوار کے لئے تین ہوے اگر یہ حدیث امام کو پہونچتی تو ضرور اس حدیث کو جو ان کی طرف سے ان کی وکیل پیش کرتے ہین اس کی تابع کرتے ہین اور اوس کے سامنے قیاس پیش نکرتے۔

(۷) حدیث خرص تمر یعنی کھجوروں کی پہلو نکال زکوۃ لینے کے واسطے اندازہ کرنا کہ کسقدر ہین پھر ایک $\frac{1}{3}$ تہائی یا چوتہائی $\frac{1}{4}$ چھوڑ کر اسکا معاملہ لینا جیسے ہندوستان مین معاملہ زمین مین قدیم رواج تھا آپ پر مخفی تھی اسلئے امام فرماتے کہ خرص کچھ چیز نہین اور آپکی وکیلون نے تو اوس کو سود و قمار ہی مین داخل کر دیا اگر آپ کو حدیث آنحضرت پہونچتی تو اس کی نسبت یہ لفظ نہ کہتے اور نہ وکیلون کو اس جرأت کی ضرورت پڑتی۔ حدیث خرص ابو داؤد صفحہ ۲۲۵ وغیرہ مین ہے اور بخاری صفحہ ۲۰۰۔ اور مسلم صفحہ ۳۴۶ جلد ۲ وغیرہ مین بھی اسکا ذکر ہے۔ اور آپکا قول کہ الخرص لیس بشئی محلی شرح موطا مین خطابی نے کہا ہے کہ خرص آنحضرت کا معمول رہا اور ان کے پیچھے حضرت ابو بکر و عمر کا کوئی صحابی اسکا منکر نہین۔ اور نہ کوئی تابعی بجز شعبی کے پس حضرات حنفیہ کے نزدیک یہ سب اکابر گویا قمار باز و سود خوار گذرے نعوذ باللہ من ذلک۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون

الاکذبا بڑی بات ہی جو ان کے چہوٹے منہ سے نکلتی ہے یہ بجز جہوٹہ کچہ نہین کہتے -

مقصد ثانی

بیان مین ان آثار کے جنسے فہم صحابہ کا حجت و مستند نہونا اور ان کی اقوال و افعال پر جو ان کی مجرد راے و فہم پر مبنی معلوم ہوے اور صحابہ و تابعین کا مواخذہ کرنا اور خود انکا اپنے ایسے اقوال پر مصر نرہنا بلکہ بعد علم دلیل اون سے رجوع کرنا ثابت ہوتا ہے -

(۱) مواخذہ اول - حضرت ابو بکرنے مانعین زکوۃ کو قتل کرنا شروع کیا تو حضرت عمر اون پر معترض ہوے اور کہا کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلعم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ یعنے تو لوگون کو کیون مارتا ہے حالانکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مجہے حکم ہے کہ مین تب تلک مارون جبتک کہ وہ لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ نہ کہین دیکہو بخاری صفحہ ۱۸۸ مسلم صفحہ ۳ فعل ابو بکر رض حضرت عمر کی سمجہہ مین پیچہے کو آگیا تو اوسکو حق کہنے لگے جب تک سمجہہ مین نہ آیا معترض رہے -

(۲) حضرت عمر رض نے قرآن یکجا لکہوانے کی تجویز کی تو حضرت ابو بکر اونپر معترض ہوے اور کہا کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلعم یعنے تم وہ کام کیونکر کرتے ہو جو آنحضرت نے نہین کیا جب اون کی اپنی سمجہہ مین اسکی بہتری آگئی اور دونون نے ملکر زید بن ثابت کو لکہنے پر مامور کیا تو وہ دونون معترض ہوے اور کہا کیف تفعلان شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلعم یعنے تم دونون وہ کام کیونکر کرتے ہو جو آنحضرت نے نہین کیا - دیکہو صحیح بخاری صفحہ ۷۴۵ - جو پیچہے کر ابو بکرنے حضرت عمر کا کہنا مان لیا اور زید نے دونون کا تو وہ اپنی اپنی سمجہہ مین آجانے سے تہا نہ محض ان کے کہنے سے - چنانچہ اونکا یہہ قول حتی شرح اللہ صدری اسپر نص ہے -

(۳) آپنے جب ابو موسی کو تین دفعہ اذن لیکر پہر جانے پر ڈانٹا ہے جسکا ذکر نمبر ۳ خفیات عمر مین گذرا تو ابو سعید خدری آپ پر معترض ہوے اور بولے یا ابن الخطاب لا تکونن عذابا علی اصحاب رسول اللہ صلعم یعنے ای خطاب کے بیٹے آنحضرت صلعم کے اصحاب کو دکہہ نہ دے دیکہو مسلم صفحہ ۲۱۱ جلد ۲ - اگرچہ حضرت عمر نے اپنی خفگی کی وجہ تبلائی کہ مین نے تحقیق حدیث چاہی تہی ولیکن چونکہ ابو سعید کی سمجہہ مین وہ خفگی بیوجہ تہی اسلئے وہ اعتراض سے نہ ٹلے اس حدیث مین ہے کہ حضرت عمر نے حدیث سنکر افسوس کیا اور اوسکی طرف رجوع کیا

اور مان لیا۔

(۴) آپ نے ملک شام مین وبا پڑنے کی خبر سنکر (سرغ) مقام سے لوٹنے کا ارادہ کیا تو عبیدہ بن جراح آپ پر معترض ہوے اور بولے افرارا من قدر اللہ یعنے تقدیر سے بہاگ کر لوٹتے ہو۔ دیکہو صحیح مسلم صفحہ ۲۲۹ جلد ۲۔ اگرچہ حضرت عمر نے اعتراض ابو عبیدہ کو بوجہ معقول رد کیا اور کہا نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ یعنے ہم تقدیر سے بہاگتے ہین تو جاتے ہی اوسی کی طرف ہین۔ ولیکن مقصود نقل اس اعتراض سے یہ ہے کہ ابو عبیدہ نے فہم فاروق کو حجت نہ سمجہا تو اعتراض کر دیا ہمارا ان جملہ اعتراضات کے نقل سے یہ ادعا نہین کہ جو اعتراضات اونہون نے آپس مین کئے ہین وہ سب واقع مین ہی صحیح ہین۔

(۵) آپ نے تمتع سے (حج وعمرہ کے مابین احرام کو کہولدینا) منع کیا تو آپ کے فرزند عبد اللہ نے نمانا اور ایک شام کے باشندے کو جواز کا فتوی دیا اوسنے کہا تمہارا باپ عمر تو منع کرتا تہا اسکے جواب مین بولے ارأیت ان کان ابی نہی عنہا وصنعہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرابی یتبع ام امر رسول اللہ صلعم یعنے بتلاتو اگر میرے باپ نے اس سے منع کیا اور آنحضرت نے یہ کام کیا ہو تو میرے باپ کا کہا مانا جاویگا یا آنحضرت کا ارشاد۔ دیکہو ترمذی صفحہ ۱۰۷۔ اور ملخص طبقات ذہبی۔ ایسا ہی عمران بن حصین صحابی آپ پر معترض ہوے اور کہنے لگے کہ ہمنے آنحضرت کے ساتہ تمتع کیا اور قرآن مین ہی اسکا حکم آیا پہر کوی آیت اس کی ناسخ نازل نہین ہوی اور نہ آنحضرت نے اس سے منع کیا۔ جب آنحضرت نے رحلت فرمائی تو ایک آدمی (یعنے عمر) اپنی راے سے اس سے منع کرنے لگا ہے۔ دیکہو صحیح بخاری صفحہ ۲۱۳ و صحیح مسلم صفحہ ۴۰۳۔

(۶) آپ نے زیادتی مہر سے منع کیا تو ایک بڑہیا عورت آپ پر معترض ہوی۔

(۷) آپ نے ایک عورت کو چہہ مہینے کا بچہ جننے پر حکم حد زنا کا دیا۔ حضرت علی آپ پر معترض ہوے۔

(۸) حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے آنحضرت کی مسجد مین عمارت قدیم پر زیادتی و تخالف کیا تو بہت لوگ آپ پر معترض ہوے پس آپ نے ان کے جواب مین یہ کہا کہ مینے حضرت سے سنا ہے کہ جو کوی خدا کے لئے مسجد بناوے تو بہشت مین اسکے لئے ویسا ہی گہر بنتا ہے دیکہو بخاری صفحہ ۶۴ مسلم صفحہ ۲۰۱۔

(۹) آپ نے بھی تمتع سے حضرت عمر کی طرح منع کیا تو حضرت علی آپ پر معترض ہوے اور مقام عسفان مین آپ کے ساتھ خوب جھگڑے حضرت عثمان نے ہر چند کہا کہ مجھے آپ چھوڑ دو (یعنے جو مین کہون کہنے دو) آپ نے کہا کہ مین نہین چھوڑ سکتا (یعنے جو مین کہتا ہون سو کہونگا) آخر ان کی مخالفت کی اور خود تمتع کا احرام باندہا اور کہا مین کسیکے کہنے سے آنحضرت کی سنت کو نہین چھوڑتا دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۲۱۲ صحیح مسلم صفحہ ۴۰۲۔

نووی نے کہاہے کہ حضرت علی کی گفتگو مین یہ باتین پائی جاتی ہین علم کو پھیلانا اور ظاہر کرنا اور حاکمون سے علم کی تحقیق مین جھگڑنا اور نصیحت مسلمانون کا واجب ہونا

(۱۰) حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے مرتدون کو جلایا تو ابن عباس آپ پر معترض ہوے آپ نے انکا اعتراض سنکر کہا کہ ابن عباس نے سچ کہا دیکھو بخاری صفحہ ۴۲۳۔ ترمذی صفحہ ۱۸۹۔ اور عبارت اسکی نمبر ۴ مخفیات مرتضی مین گذری۔

(۱۱) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے چاندی کی چاندی سے بیع کمی بیشی کے ساتھ جائز کردی تو ابو سعید خدری آپ پر معترض ہوے اور کہنے لگے کہ تمنے یہ بات آنحضرت سے سنی ہے یا قرآن مین پائی ہے۔ دیکھو بخاری صفحہ ۲۹۱۔ آپ نے ابو سعید کے اعتراض کو مان لیا اور اپنی لاعلمی ظاہر کی چنانچہ نمبر ۴ مخفیات ابن عباس مین گذرا

(۱۲) آپ نے ایک شخص کو فتوی دیا کہ حاجی کو طواف قدوم (مکہ جاتے ہی طواف کرنا) نہین چاہئے مستفتی نے نمانا اور ابن عمر سے فتوی لیا کہ طواف کرنا چاہئے دیکھو صحیح مسلم مع الشرح صفحہ ۴۰۵۔ ابن عمر نے سائل کو کہا کہ اگر تو سچا ہے یعنے اسلام و اتباع نبوی مین تو آنحضرت کی سنت کے سامنے کیکی سنت کیطرف نہ جا۔

(۱۳) آپ نے یہ روایت کی کہ آنحضرت نے محرم ہوکر میمونہ سے نکاح کیا تو سعید بن مسیب نے آپ کو منسوب بوہم کیا اور کہا وہم ابن عباس فی تزویج میمونۃ وہو حلال یعنے ابن عباس کو وہم ہوگیا اس روایت مین کہ آنحضرت نے میمونہ سے محرم ہوکر نکاح کیا ہے۔ دیکھو ابو داؤد صفحہ ۲۵۴۔ ابن عباس کی روایت کی تاویل و محمل صحیح ہی ہے۔ چنانچہ نووی نے شرح مسلم مین ذکر کیا ولیکن نقل قول سعید سے یہ مقصود ہے کہ وہ لوگ فہم صحابی کو نہ مانتے اور راون کا وہم کرنا اور بہولجانا تجویز کرتے آگے ان کی تجویز درست ہو یا نادرست۔

(۱۴) عبداللہ بن مسعودؓ نے عدم جواز تیمم کا جنبی کے واسطے فتوی دیا تھا ابوموسی اشعری انپر معترض ہوے اور حدیث عمار سے انکا معارضہ کیا دیکھو بخاری صفحہ ۵۰ کما مر سابقا۔

(۱۵) آپ نے ابتدا مین متعہ کو حلال طیب کہا ہے پھر جب اوسکا نسخ پہونچا تو اپنی قول سے رجوع کیا دیکھو شرح مسلم صفحہ ۴۰۱ ہوامش بخاری صفحہ ۷۶۴۔

(۱۶) عبداللہ بن عمرؓ یا عمروؓ نے عدم جواز غسل عورت کا بدون کہولنے بالون کے فتوا دیا تو بی بی عایشہ آپ پر معترض ہوئین دیکھو مسلم صفحہ ۱۵۰ حجۃ اللہ صفحہ ۱۴۷۔

(۱۷) ابوہریرہؓ نے فتوی دیا کہ روزہ دار جنبی ہوکر صباح کرے تو اوسکا روزہ نہین تو عبدالرحمن بن حارث نے نمانا اور بی بی عایشہ اور ام سلمہ سے مسئلہ پوچھا جب اونہون نے درست ہونے مین حدیث سنائی تو ابوہریرہ اوسکو مان گئے اور اپنا قول چہوڑ دیا دیکھو مسلم صفحہ ۳۵۳ و ۳۵۴۔

(۱۸) ابوموسی اشعریؓ نے فتوی دیا کہ بہن کا حصہ بیٹی اور پوتے کے ساتھ نصف ہی ہے تو ابن مسعودؓ نے اعتراض کیا اور کہا کہ اگر مین یہ فتوی دون تو گمراہ ہون پھر صحیح فتوی بتلایا کہ بیٹی کا نصف اور پوتی کا چہٹا حصہ باقی بہن کا تب ابوموسی اشعری نے مان لیا دیکھو بخاری صفحہ ۹۹۷۔

(۱۹) آپ شیشے مین پیشاب کرتے تو حذیفہ آپ پر معترض ہوے۔ دیکھو بخاری مع الہامش صفحہ ۳۶۔

(۲۰) مسور بن مخرمہؓ نے محرم کے لئے سر دہونے کو نا جائز کہا تو ابن عباسؓ اون پر معترض ہوے اور ان کے قول پر ابوایوب انصاری نے حدیث سے شہادت دی جب مسور کو وہ شہادت پہونچی تو اپنے قول سے رجوع کیا اور ابن عباس سے کہا کہ مین تم سے کبہی نہ جہگڑونگا۔ حدیث بخاری صفحہ ۲۴۸ مین ہے اور یہ قول مسور زرقانی صفحہ ۱۴۰ جلد ۲۔ اور قسطلانی صفحہ ۳۵۷ جلد ۳ مین ہے۔

(۲۱) معاویہ بن ابی سفیان نے جب تمتع سے منع کیا تو سعد بن ابی وقاص معترض ہوے اور بولے کہ ہمنے تمتع اس دن کیا تہا جس دن یہ مکہ مین کافر بیٹھا تہا یعنے حدیبیہ کے دن آنحضرتؐ کے ساتہ عمرہ کیا تھا۔ دیکھو مسلم صفحہ ۴۰۲۔

(۲۲) انہون نے صدقۃ الفطر مین اپنی رائے لگائی کہ ایک صاع کہجور کے بدلے نصف

صاع گیہون ہونی چاہئیں تو ابوسعید خدری نے وہ راے نمانی اور کہا کہ مین تو
وہی نکالون گا جو آنحضرت کے زمانہ مین نکالتا رہا ہون ایک صاع کہجور کا دیکھو صحیح
بخاری صفحہ ۲۰۴ مسلم صفحہ ۳۱۸ - ابوداؤد صفحہ ۲۲۷ ترمذی صفحہ ۸۹ - ابن ماجہ
صفحہ ۳۲۲ -

(۲۳) انہون نے اپنے بیٹے یزید شقی کے لئے بیعت لینا اور اپنا خلیفہ کرنا تجویز کیا
اور ان کے نائب مروان نے ان کے حکم سے مدینہ مین خطبہ کیا کہ امیر المومنین
معاویہ کی راے ہے کہ اپنے بیٹے یزید کو اپنا خلیفہ کرے - ابوبکر و عمر کی سنت پر تو
عبدالرحمن بن ابی بکر اسپر معترض ہوے اور کہنے لگے کہ یہ تو سنت ہرقل اور قیصر کی
ہے ابوبکر نے اپنے بیٹے کو خلیفہ نہین کیا اور نہ کسی اور کو اپنے گھر والون مین سے مروان
خفا ہوا اور بولا اسکو پکڑو - آخر قصہ تک دیکھو بخاری صفحہ ۲۱۵ قسطلانی جلد ۷
صفحہ ۳۷۹ تاریخ الخلفا صفحہ ۲۰۲ وغیرہ -

(۲۴) انہون نے اپنی راے سے کہدیا کہ (آیت والذین یکنزون الذہب والفضۃ
ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم - یعنے جو لوگ چاندی سونا جمع کرتے
ہین اور فی سبیل اللہ خرچ نہین کرتے ان کو خبر سنا دے دکہہ والے مار کی) اہل کتاب
کے حق مین ہی تو ابوذر غفاری اونپر معترض ہوے اور کہنے لگے کہ یہ مسلمانون
کے حق مین بہی اتری ہے امیر معاویہ نے حضرت عثمان کے پاس ابوذر کی شکایت
لکہی تو انہون نے ابوذر کو شام سے مدینہ مین بلالیا -

(۲۵) امیر معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ الصلوۃ والسلام کی شہادت کو مصیبت
نہ سمجہا اور ایک بدبخت کے اس موقع پر یہہ کلمہ کہنے پر کہ (جمرۃ اطفأہا اللہ) یعنے
یہ امام حسن علیہ السلام ایک انگار تہا جس کو خدا نے بجہا دیا ہے سکوت کیا تو مقدام
صحابی نے انکو سخت ملزم کیا اور کئے اور باتو نکا بہی اونپر الزام لگایا دیکھو ابوداؤد
کتاب اللباس باب جلود النمور صفحہ ۲۱۴ جلد ۲ - محررہ ۸ جون سنہ ۱۸۹۴ء
روز جمعہ مطابق سوم ذیحجہ سنہ ۱۳۱۱ ہجری -
کتبہ سید محمد احسن امروہی نزیل مدراس -

قطعهٔ تاریخ

سید احسن احسن العلمای هند
آمد از امروهه بشنو حالِ او

بهرِ دینِ مصطفٰی سیّاح گشت
از رهِ انصاف بین احمالِ او

عالمِ دیندار و مردِ با خدا
بر کتاب و سنّت ست اعمالِ او

فیضِ او جاریست بر اکنافِ دهر
قابلِ توصیف هست اجزالِ او

گرچه تکفیرش کنند اهلِ عناد
کم نه شد چیزے ز استقلالِ او

بحث با او کرد شیعی مجتهد
آخر آمد پست ز استدلالِ او

…شم چون بحث۔ عبدِ حق بگفت
اجتهادِ شیعی رد شد۔ سالِ او

۱۲ ۳ ه

ایضاً منه

شد بحث ممات ابن مریم

با مولوئیکه هست پر فن

یعنی مولوی سید محمد حسن صاحب امروہوی ۱۲

بگریخت مخالف از مقابل

چون از پئے خود ندید مامن

گفتم (صلاحیت) سن او

۹ ۳ ۵

فتح سید محمد احسن

۱۲ ھ ۱۳